منزلت غدیر

حجۃ الاسلام والمسلمین محمد دشتیؒ

مترجم : ضمیر حسین آف بہاول پور

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

فہرست مطالب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا

سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔ اسلام کے مبلغ و موسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑگئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہبِ عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔ اگرچہ رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردئی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین

و بے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھاکر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہو سکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیتؑ عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوتؑو رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علاّم محمد دشتیؒ کی گرانقدر کتاب ''منزلت غدیر'' کو فاضل جلیل مولانا ضمیر حسین نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

پیش لفظِ مترجم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنی وحدانیت و یکتائی کے انوار سے ہمارے دلوں کو منوّر فرمایا اور ہمارے سینوں میں اپنی اور اپنے اطاعت گزار بندوں کی محبّت اور دوستی کے پودے لگائے، اور درود و سلام ہو اسکی مخلوق میں سب سے اچھے اور اشرف بندے محمد ﷺ اور ان کے اہلِ بیت ؑ پر مخصوص اس ذات پر جس نے آنحضرت کے چہرۂ انور سے کرب و اندوہ کا غبار صاف کیا جو وصیوں کے سردار اور متقیوں کے امام علی ابنِ ابی طالب ہیں اور انکے دشمنوں پر لعنت ابدی ہو۔ اما بعد: تاریخی واقعات و حوادث کی اہمیّت و عظمت کے لحاظ سے ان کی قدرو قیمت کا اندازہ لگانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس واقعۂ کے رموز، اس کے اغراض و مقاصد اور اس واقعۂ میں موجود افراد اور عوامل کی عظمت و رفعت کا اندازہ لگایا جائے لہٰذہ جتنا اِس واقعہ کے اسباب و عوامل کی منزلت عظیم ہوگی اور اِس کے رموز کا مقام اعلیٰ و اشرف ہوگا یہ واقعہ بھی اتنا ہی عظمت و اہمیّت کا حامل اور توجّہ کے قابل ہوگا۔

تاریخ اِسلام میں واقعۂ غدیر کے بارے میں یہ کہنا بلا مبالغہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے سامنے رونما ہونے والے اہم واقعات و حادثات میں سے ایک نہایت اہم واقعہ ہے اسکی اس اہمیّت کا سر چشمہ اسکا موضوع، اس کے رموز اور افراد کا بلند و بالا مرتبہ اور اس کے اغراض و مقاصد کی پاکیزگی اور انکا تقدس ہے واقعۂ غدیر کا موضوع مسلمانوں پر ایسے شخص کو خلیفہ و حاکم مقرّر کرنا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام کی باگ ڈور سنبھالے اور اِس واقعۂ کے رمز و محور رسولِ خدا ﷺ ہیں جو خلیفہ اور حاکم مقرّر کرنے والے ہیں اور امیرالمومنین ہیں جن کو حاکم بنایا گیا اِس واقعۂ کے گواہ تمام مسلمان ہیں اور اِس کا محرّک اور دستور دینے والا خدا وندِ متعال ہے چونکہ اُسی نے اپنے نبی ﷺ کو اس امر کے اعلان اور لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا چنانچہ اِرشاد فرمایا: (یاأَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَیْکَ مِن رَبِّکَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَہٗ۔۔۔۔اِلَخ)اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے پاس آچکا ہے اُس کو پہنچاؤ. اگر تم نے یہ حکم نہ پہنچایا تو گویا تم نے رسالت کا کوئی کام انجام نہیں دیا اور اللہ تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا، اس واقعۂ کے اغراض و مقاصد دینِ خدا کو لہو و لعب اور جھوٹ کا نشانہ بننے سے محفوظ رکھنا، احکام خدا کو تحریف و تعطیل سے

بچانا ،تمام لوگوں کی ہدایت کا انتظام کرنااورانھیں گمراہی اور رتہ کشی سے دُور رکھنا ہے،اس واقعہ کی عظمت و اہمیت ہی کی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ علماء، مؤرخین،ادبااور محدثین نے مذہب و مسلک کے اختلاف کے با وجود اس واقعہ کو بڑے اہتمام سے پیش کیا ہے،اس واقعہ کے ثبوت اور اسکی تصدیق میں اتنی وافر مقدار میں دلیلیں موجود ہیں کہ جن کی وجہ سے تاریخ اسلامی کا محقق،اور اس واقعہ کے مقصد سے آگاہی رکھنے والا انسان آنحضرت کی وفات کے بعد رونما ہونے والے ایسے بہت سے واقعات کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے جن میں غدیر خُم میں کی گئ وصیّت سے انحراف کا عنوان پایا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دشمنوں نے،اس واقعہ کے ثبوت مٹانے والوں، منحرف و گمراہ محدثوں، مؤرخوں اور درباری مُلّاؤں نے اِس واقعہ پر پردہ ڈالنے اور نصفُ النّہار کے آفتاب سے زیادہ روشن اِس حقیقت کو دھندلا بنانے اور اِس میں شک و وہم پیدا کرنے کی نا پاک اور ناکام کوشش کی ہے ۔ لہٰذا حق کے متوالوں اور امیرالمومنین کی محبّت و دوستی اور اخلاص کی راہ پر چلنے والوں نے اِس ظالمانہ حملے کا مقابلہ کرنے اور قطعی دلیلوں اور روشن برہانوں کے ذریعے اِس واقعہ پر ڈالے گأ شکوک و شبہات کے پردے ہٹانے کا عزمِ بالجزم کیااُنہیں بزرگوں میں سے محقّقِ عصر حجۃالاسلام والمسلمین محمد دشتیؒ ہیں۔

جنہوں نے اپنی علمی ،فنی تاریخی ،ادبی اوراخلاقی صلاحیتوں کو برُوئے کار لاتے ہوۓاِس کتاب کو تأليف کیا اور حق کے راہیوں کے لئے شمعِ ہدایت روشن کی،چونکہ میں نے اردو دان طبقہ کے لئے ایسی کتاب کی اشد ضرورت محسوس کی جس کی وجہ سے باوجود نامساعد حالات کے اِس کتاب کے ترجمہ میں مشغول ہوا،خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے یہ ہمت بخشی اور میں اپنے اُردو دان حضرات کے لئے یہ گوہر نایاب ہدیہ کرنے میں کامیاب ہوامجُھے اُمید ہے کہ یہ کتاب اہلِ حق کے ایمان میں اضافے ،اور حق کے متلاشیوں کے لئے مشعلِ راہ بنے گی۔ضروری وضاحت:یہاں پر یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک مطلب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا آسان نہیں ہوتا لہٰذا تحتُ اللفظی ترجُمہ کو معیار نہیں بنایا بلکہ مؤلف کے اصل مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے ،اربابِ قلم سے بصد خلوص گزارش ہے کہ اگر الفاظ و عبارات کی ترکیب و توجیہ اور انکے معانی ومفاہیم کی ادائیگی میں

کوئی غلطی نظر آئے تو اُسکی راہنمائی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشنوں میں اُسکی تصحیح کی جا سکے ۔آخر میں ان تمام لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اِس کتاب کی کتابت، نشر و اِشاعت میں میری مدد کی اور خدا کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ اِن لوگوں کی توفیقات میں اضافہ فرمائے، وہی بہترین ناصر و مددگار ہے ۔

والسلام

ضمیر حسین

۱۸؍ ذی الحجہ سنہ ۱۴۲۴ھ

قال الامام الباقر علیہ السلام: لَمْ یُنادِ بشَیْءٍ مِثْلَ ما نُودِیَ بالوِلَایَۃِ یَوْمَ الغَدیر ۔امام باقر ۔ فرماتے ہیں کہ کسی بھی حکم کا ایسے اعلان نہیں کیا گیا جیسے غدیر کے دن ولایت کا اعلان کیا گیا ہے ۔

مدینہ سے لے کر مقامِ غدیر تک کے مختصر حالات (مترجم)

رسول اکرم ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت کو تقریباً دس سال گذر رہے تھے کہ ماہ ذیقعدہ کی ایک رات کو حضرت ﷺ نماز شب سے فارغ ہو کر صحنِ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ امین وحی نازل ہوا اور فرمایا کہ اے رسول ﷺ خداوندِ عالم آپ پر درود و سلام

کے بعد فرماتا ہے کہ میں نے کسی بھی رسول کو اس وقت تک اپنی طرف نہیں بلایا یہاں تک کہ انکے دین کو کامل کیا اور انکی حجت کو لوگوں پر تمام کیا پس آپکی رسالت کے دو وظایف آپ پر باقی ہیں ایک حج اور دوسرا وصایت و امامت ۔ اے رسول اکرم ﷺ خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ حج بجا لائیں اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دیں جیسے نماز و روزہ سکھایا ہے، اور باقی احکام دین کو بیان کیا ہے، دس ہجری کو پہلی بار حضورِ اکرم ﷺ نے قانونی طور پر لوگوں کو حج کی دعوت دی اور فرمایا کہ اس مراسم حج میں زیادہ سے زیادہ لوگ شرکت کریں، اور اس سفر حج کو رسول خدا ﷺ حجۃ الوداع کے نام سے یاد فرمایا، اور اس سفر سے آپ ﷺ کا ہدف قوانین اسلام کے دو اہم احکام کو بیان کرنا تھا جو ابھی تک لوگوں کے درمیان کامل اور قانونی طور پر بیان نہیں ہوئے تھے ایک حج اور دوسرا آنحضرت کی وفات کے بعد امامت اور خلافت کا مسئلہ تھا ۔

حکم خداوند عالم کے بعد حضرت رسول اکرم ﷺ نے منادی کرنے والوں کو بلایا اور فرمایا کہ مدینہ اور اسکے اطراف میں جا کر منادی کرو اور یہ اطلاع پہنچا دو کہ جو بھی میرے ساتھ مراسم حج کی ادائگی کے لئے جانا چاہتا ہے وہ تیاری کر لے یہ اعلان سننے کے بعد مدینہ کے گرد و نواح سے بہت سے لوگ شہرِ مدینہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے تاکہ آنحضرت ﷺ اور مہاجرین و انصار کے ساتھ فریضۂ حج کے لئے مکّہ کی طرف سفر کریں جب یہ کاروان مکّہ کی طرف چلا تو بہت سے قبائل کے لوگ راستے میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوے اور جب اطراف مکّہ اور دوسرے اسلامی ممالک تک یہ خبر پہنچی تو بہت سے لوگ حج کے لئے آمادہ ہو گئے تاکہ حج کے جزئیات حضرت رسول اکرم ﷺ کی زبانی سن لیں اور یاد کر لیں ۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی اشارہ فرما دیا تھا کہ یہ میری زندگی کا آخری سال ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مراسم حج میں شرکت کریں، یہی وجہ ہے کہ تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار افراد نے مراسم حج میں شرکت کی جن میں سے اَسّی ہزار افراد وہ تھے جو مدینہ سے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں شامل ہوئے تھے ۔ مدینہ سے مکّہ تک پیغمبر اکرم ﷺ کے اس عظیم کاروان نے ۲۵؍ ذیقعدہ بروز ہفتہ مدینہ سے حرکت کی اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق لوگوں

نے لباس احرام ساتھ لیا اور خود رسول گرامی اسلام ﷺ نے غسل فرمایا اور دو لباس احرام ساتھ لئے اور احرام باندھنے کے لئے مدینہ کے نزدیک مسجد شجرہ تک آۓ اہل بیتِ پیغمبر ﷺ (حضرتِ فاطمہ زہرا سلامُ اللہِ علیہا، امامِ حسن۔، امامِ حسین۔)

ورآنحضرت ﷺ کی تمام بیویاں اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ احرام باندھنے کے بعد مکّہ کے لئے دس روزہ سفر کا آغاز کیا اور اتوار کے دن صبح ایک جگہ پر قیام فرمایا اور شام تک وہاں ٹھرے نماز مغرب و عشا کے بعد حرکت کی اور مقامِ عِرق الظبیۃ پر پہنچے اور اس کے بعد مقامِ رَوحاءِ پر مختصر قیام کیا اور نماز عصر کے وقت مقامِ منصرف پر پہنچے اور نماز مغرب و عشا کیلئے متعشّیٰ پر قیام کیا اور صبح کی نماز مقامِ اثایۃ پر ادا کی اور بروز منگل مقامِ عَرج پر پہنچے اور بروز بدھ مقامِ سقیاءِ پر پہنچے اور بروز جمعرات مقامِ أبواءِ پر پہنچے کہ وہاں آپ ﷺ کی مادرِ گرامی حضرت آمنہ علیہا السلام کی قبر مبارک تھی۔

آپ ﷺ نے قبرِ مادرِ گرامی کی زیارت کی اور جمعہ کے دن مقامِ جحفہ اور غدیرِ خُم کو عبور کرتے ہوۓ بروز ہفتہ مقامِ قُدید پر پہنچے اور بروز اتوار مقامِ عُسفان پر اور بروز سوموار مقامِ مَرّالظّہران پہنچے اور شام تک وہاں قیام فرمایا اور رات کو مقامِ سَرِف کی طرف حرکت کی اور اس کے بعد کی منزل مکۂ معظّمہ تھی دس دن مسافت کے بعد پانچویں ذی الحجہ بروز منگل یہ عظیم کارواں عظمت و جلالت کے ساتھ شہرِ مکّہ میں وارد ہوا ۔جب سفرِ حج کے لئے اعلان کیا گیا تھا اُن دنوں حضرت علی۔ تبلیغِ اسلام اور خُمس و زکوٰۃ کی رقم وصول کرنے نجران اور یمن گئ ہوۓ تھے آنحضرت ﷺ نے مدینہ سے حرکت کرتے وقت ایک قاصد حضرت امیرُ المؤمنین ۔کے پاس بھیجا اور دستور فرمایا کہ اہالِ یمن میں سے جو بھی مراسمِ حج میں شرکت کرنا چاہتے ہیں ان کو اپنی ہمراہی میں لے کر آپ ۔ مکہ آجائیں، حضرت أمیرُ المؤمنین ۔ یہ حکم ملتے ہی بارہ ہزار افراد پر مشتمل کاروان لے کر عازمِ مکہ ہوئے جب آپ ﷺ کا کاروان مکّہ کے نزدیک پہنچا تو حضرت علی۔ بھی یمن سے مکّہ کے نزدیک پہنچے ایک شخص کو اپنا جانشین مقرّر فرمایا اور خود حضورِ اکرم ﷺ سے ملاقات کی غرض سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوۓ اور حالاتِ سفر بیان کئے۔

رسول گرامیِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئ اور حکم دیا کہ کاروانِ یمن کو مکّہ میں داخل کیا جاۓ حضرت امیرالمؤمنین ۔ دوبارہ کاروان کے پاس تشریف لے گئ اور آپ ۔ کا قافلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قافلے کے ساتھ پانچویں ذی الحجۃ بروز منگل واردِ مکہ ہوا ۔ نویں ذی الحجۃ کو مراسمِ حج کا آغاز ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات اور مشعر کے بعد دسویں ذی الحجۃکے روز منیٰ میں قربانی اور باقی اعمال کو انجام دیا اور طواف اور سعی کے بعد تمام واجبات اور مستحباتِ الہی کو لوگوں کے لئے بیان فرمایا اور بارہ ذی الحجہ کو تین دن میں اعمالِ حج تمام ہوئ ، مراسمِ حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دستورِ الٰہی یوں نازل ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت تمام ہونے والی ہے اسمِ اعظم و آثارِ علم اور میراث انبیاء کو حضرت علی ابن ابی طالب ۔ کے حوالے کر دیں جو سب سے پہلے مؤمن ہیں اور میں زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں رہنے دونگا ۔

یادگارأنبیاء ،صحفِ آدم و نوح و إبراہیم علیٰ نبیّنا وَ علَیھِمُ السّلام ، تورات انجیل ، عصائ موسیٰ علیٰ نبیّنا وعلَیہِ السلام انگشترِ سلَیمان علیٰ نبیّنا وعلَیہِ السلام اور باقی تمام انبیاء علیٰ نبیّنا وَ علَیھِمُ السّلام کی میراث جن کے خاتمُ الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محافظ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ۔ کو بلایا اور انبیاء ما سبق کی میراث کو حضرت علی ۔ کے سپرد کیا جو آپ ۔ کے بعد آنے والے گیارہ أئمہ تک منتقل ہوتی رہی ۔ سب لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ مراسمِ حج کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ مدت کے لئے مکہ میں قیام فرمائیں گے تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے آئیں اور اپنے مسائل پوچھیں، لیکن اس کے بر عکس مراسمِ حج تمام ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے منادی حضرت بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردیں کہ کل ١٦ ، ذی الحجۃ کو تمام لوگ مکّہ کو ترک کرکے مقامِ غدیر کی طرف حرکت کریں اور وقتِ معیّن پر غدیر خُم پر پہنچ جائیں اور جو نہ پہنچے وہ ملعون ہو گا ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دستور کے مطابق کوئی بھی حاجی مکّہ میں باقی نہ رہا یہاں تک کہ مکّہ کے ٥، ہزار حاجی بھی مکّہ کو ترک کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ عازمِ مقامِ غدیر ہوئے، مکّہ سے نکلتے وقت پہلی آبادی بنام سَیرَف پہنچے اور اسکے بعد مرّالظہران پہنچے اور اسی طرح بالترتیب عُسفان، قُدید اور جحفہ جو کہ غدیر سے نزدیک ترین مقام ہے ١٨ ، ذی الحجۃ سوموار کے دن ظہر کے وقت مقامِ غدیرِ خُم پہنچے تب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''! أیّہا النّاس

أَجِيبُوا دَاعِيَ اللہ أنا رَسُوْلُ اللہ ''اے لوگو! خداوند عالم کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرو، میں اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمۂ مولف

س دن سے فرشتۂ وحی غدیر خم میں ولایت کی نورانی آیات لے کر آیا اور مسلمانوں نے حضرت علی ـ کی بیعت کی اور راہِ رسالت ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئ اس وقت سے لے کر آج تک غدیر خم کے متعلق مختلف قسم کے نظریات پیش کئے گئ ؛ بعض اسلامی گروہوں نے اصلِ غدیر کو قبول کیا مگر اُس کے ہدف کو تبدیل کر دیا،بہت سی کتابیں خُطبۂحجۃُ الوداع کے نام سے چھاپی گئیں لیکن ولایت و رہبری حضرت علی ـ کی بحث کو حذف کر دیا اور صرف اخلاقیات کو بیان کیا گیا اور یہاں تک کہ فیلمنامۂ محمد رسولُ اللہ ﷺ میں بھی خطبۂ حجۃُ الوداع میں تحریف کی گئ اور اس فیلمنامہ میں پیغمبر اکرم ﷺ کے آخری خطبہ کو اخلاقیات کے بیان سے مخصوص کر دیا گیا ـ انہوں نے پیغامِ غدیر کو صحیح طور پر نہیں پہچانا اور نہ ہی پہچاننا چاہتے ہیں، اور بعض دوسرے غدیر کو شواہد، اسناد و مدارک کے ساتھ پہچاننے کے باوجود عذر لے کر آئے اور ہوا وہی جو ہونا چاہیے تھا ـ

ماجرائے سقیفہ کے بعد اب کچھ نہیں کیا جا سکتا، حکومت کی مخالفت کرتے ہوئے اختلافی مسائل کو نہیں چھیڑا جا سکتا،بعض دوسروں نے سکوت اختیار کیا اور بغیر کسی دلیل و مدرک کے سر دران سقیفہ کی حکومت کو تسلیم کرلیا، اُن میں حقیقت و واقعیّت کو قبول کرنے کی شہامت و جرأت نہ تھی، صرف ایک گروہ ایسا ہے جس نے واقعۂ غدیر کو کما حقّہ،جس طرح پہچاننا چاہیے تھا اس طرح پہچانا اور سینہ بہ سینہ اب تک اپنی آئندہ نسلوں کو مُنتقل کیا اور وہگروہ کوئ نہیں سواۂ حضرت علی ابن ابی طالب ـ کے شیعوں کے کہ جنھوں نے اپنا آئین زندگی، دین ومذہب اور عقائد، غدیر سے لئے ہیں غدیر شیعوں کا کُل عقیدہ ہے، غدیر کی بات ان کی روحوں کو جلا بخشتی ہے، شیعوں کی شادابی کا نام غدیر ہے، کیوں کہ اِن کی سرشت اور انکے وجود کے خمیر کی سرشت عترت کی باقی ماندہ مٹّی سے بنی ہے ـ ''خُلِقُوا مِن فَاضِلِ طِینَتِنَا '' کہ یہ لوگ انکی خوشی میں خوشی مناتے ہیں اور انکے غم میں غمناک ہوتے ہیں ـ ''یُفْرَحُونَ بِفَرَحِنَا وَ یَحْزَنُونَ بِحُزْنِنَا ''،جس دن سے دستِ مبارک حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے غدیر کے اعلیٰ مقام پر دستِ حضرتِ ولی اللہ کو پکڑا اور بلند کیا، اور خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اب تک بہت سے قصیدے کہے گۓ،بہت سی کہانیاں لکھی گئیں، اوراعتقادی اور کلامی کتابیں لکھی

گئیں تا کہ جہاں تک ہو سکے اس زندہ و جاوید واقعہ کو ہمیشہ زندہ رکھا جا سکے، اور اس بہتے ہوۓ دریا سے بعد میں آنے والی نسلوں کو سیراب کیا جا سکے۔

لمحۂ فکریہ: جو چیز انسان کو مطالعات اور ریڈیو، ٹیلی ویژن، مسجد و ممبر، عیدِ غدیر کی مناسبت سے برپا ہونے والی محافل جشن میں غدیر جیسے بے مثل واقعہ کے بارے میں سننے کے بعد بھی بے قرار رکھتی ہے وہ بے توجہی اور دقّت کا فقدان ہے، اور انتہائی افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہی سطحی سوچ کی تاریکی ہے جس نے ابھی تک غدیر خم کو اپنے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چھپا رکھا ہے۔ بہت سے قصیدے، محافل جشن، کتابیں، تقاریر ایسی ہیں کہ جن میں غدیر کا کما حقہ، حق ادا نہیں ہوتا اور آہستہ آہستہ بعض لوگوں کے لئے صرف ایک راسخ عقیدہ کی حیثیت سے رہ گیا ہے کہ روز غدیر اعلانِ ولایت کا دن ہے، ''حضرت امیرُ المومنین ـ کی امامت اور وصایت پہنچا نے کا دن ہے، اور یہ سخن حق ہے کہ جو عاشقان ولایت کی زبان، قلم وفکراورذوق سے صادر ہوتا ہے، لیکن صرف یہی حق نہیں ہے، بلکہ حقیقت اور واقعیّت کا صرف ایک گوشہ ہے، سکّہ کا ایک رُخ ہے، کیونکر سطحی سوچ کے ساتھ فیصلہ کیا جاۓ، کہا جاۓ اور لکھا جاۓ ؟

جبکہ ہمارا دشمن غدیر کی حقیقت کو چھپانے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے ؛ ہزاروں حیلے اور بہانے تلاش کرتا ہے کہ کسی طرح غدیر خم کی حقیقت کو اجاگر نہ ہونے دیا جائے اور اس تاریخی حقیقت کو پس پردہ ڈالا جاۓ، ایسا کیوں ہے کہ ہمارے مقررین غدیر کے عمیق اور گہرے مطالب کو بیان نہیں کرتے ؟ ایسا کیوں ہے کہ ہمارے مصنّفین غدیر خم کی اصل حقیقت کو نہیں لکھتے ؟ بعض لا علمی کی وجہ سے اپنے خطاب، اشعار اور مرثیوں میں غدیر کے دن کو صرف اعلان ولایت کے ساتھ مخصوص کر دیتے ہیں لیکن افسوس کہ بعض جان بوجھ کر غدیر کے دن کو اعلان ولایت کا دن کہتے ہیں ،اور لوگوں نے بھی اس بات پر یقین کر لیا ؛ کیوں کہ ہمارے مسلمان اپنے روحانی پیشواؤں کی اطاعت کرتے اور اپنے عقائد اُن ہی سے لیتے ہیں، بار بار یہ سُننے کے بعد یقین کر لیا ہے کہ روز غدیر صرف اور صرف پیغامِ ولایت پہنچانے کا دن ہے۔

واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت

کیا رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آغاز بعثت کے وقت حضرت امیرالمومنین ۔ کی ولایت کا پیغام نہیں پہنچایا۔ کیا بارہا وبارہا مدینہ کے ممبر سے امام علی ۔اور انکے گیارہ بیٹوں کی ولایت کولوگوں کے کانوں تک نہیں پہنچایا ؟کیا امام علی ۔ اور انکے بعد آنے والے اماموں کے نام آسمانی کتابوں جیسے توریت ، انجیل اور زبور میں نہیں آئے ؟کیا جنگ خیبر ،اُحد اور تبوک کے زمانے میں رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد احادیث اس وقت کے تمام اسلامی ممالک میں نہیں پہنچیں تھیں جبکہ امام علی ۔ (کا تعارف اپنے) بعد ''ولی'' اور ''وصی'' کی حیثیت سے کروایا ؟اورحدیث منزلت '' أَنتَ مِنّی بِمَنزِلَۃِ ہارُونِ مِن مُوسی'' کیا واقعۂ غدیر سے پہلے بیان نہیں کی گئ؟اگر رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعۂ غدیر سے پہلے اپنی بہت سی تقاریر، احادیث اور روایات کے ذریعے امامِ علی ۔ کی ولایت کا اعلان فرمادیا ہے،تو پھر یہ اعلان غدیر سے پہلے ہو چکا تھا،اب دیکھنا یہ ہے کہ غدیر میں کونسی حقیقت آشکار ہوئی اور بیان کی گئی ؟

وہ کونسا ایسا اہم وظیفہ تھا کہ جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انجام دیا ؟اور منافقین اور کفّار کو حسد اور کینہ کس بات پر تھا؟غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ اُن سے تحمّل نہ ہو سکا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کے درپے ہو گۓ؟اگر مسئلہ صرف ''اعلان ولایت'' کا ہوتا تو اتنے تلخ سیاسی واقعات رونما نہ ہوتے،کیوں کہ مدینہ میں کئ بار حضرت علی ۔ کی ولایت کا اعلان سن چکے تھے اور اکوئی عتراض نہ کیا !کیونکہ انھیں تو صرف اس زمانے کا انتظار تھا کہ جب رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درمیان نہ ہوں،غدیر میں ایسا کیا ہوا کہ عاشقانِ ولایت خوش ہوۓ اور منافقین نا اُمید ہو گۓ ؟اور اپنی تمام شیطانی اُمیدوں کو برباد ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ تلواریں لے کر تاریکی شب سے فائدہ اُٹھاتے ہوۓ رسول اکرمؐ کے راستے میں بیٹھ گے ؟ لیکن خدا کو یہ ہرگز منظور نہ تھا کہ ان کے یہ ناپاک ارادے پورے ہوں(اور پیغمبر گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محفوظ رہے)اس میں شک نہیں کہ ظاہر آیۃ (بَلِّغ ما أُنزِلَ إِلَیکَ) ابلاغِ ولایت سمجھاتی ہے،مگر دیکھنا یہ ہے کہ (ما أُنزِلَ) کیا ہے؟اسلامی جمہوریۂ ایران کے تبلیغاتی ادارے اور گروہ صحافت سے مجھے امید یہ ہے کہ وہ غدیر کے

بارے میں تحقیقی اور شائستہ نظر سے سوچیں گے،اور وہ یہ ہے کہ غدیر روزِ تحقق ہے بارہ اماموں کی ولایت کا (حضرت امیرالمومنین ؑ سے لیکر حضرت مہدی ؑ تک) کہ جس کا ظاہری طور پر اعلان بھی کیا گیا اور حضرت رسولِ خدا نے بیعت بھی لی ،دنیا بھر کے اسلامی ممالک سے آئے ہوئے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰۰۰۰) حاجیوں نے آپکی بیعت کی اور یہ تاریخ ساز اور اہم واقعہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اوراق تاریخ پر ثبت ہوگیا ۔

اس حقیقت کے تاریخ میں ثبت ہونے کے ساتھ ،غدیر کے موضوع پر قصیدہ گوئی (کہ جس کا آغاز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہی ہو گیا تھا) اور مہاجرین و انصار میں سے ہزاروں سچّے گواہوں کی گواہی کی وجہ سے وہ منافقین جو موقع کی تلاش میں تھے تحمّل نہ کر سکے یہاں تک کہ حملہ آور ہوگئے ان کے بدنما چہروں سے نقابیں ہٹ گئیں اور تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لیئے وہ ذلیل و رسوا ہوگئے ۔
اس کتاب کی تحریر کا ہدف یہ ہے کہ ہمارے اسلامی ملک میں جہاں بھی غدیر کے بارے میں کچھ لکھا جائے یا کہا جائے بات تحقیقی اور مناسب ہو کہ غدیر کا دن حضرت علی ؑ کے ساتھ لوگوں کی عمومی بیعت کا دن ہے روزِ غدیر حضرت علی ؑ سے لے کر حضرت مہدی ؑ تک بارہ ائمہ ؑ کی اثبات ولایت اور تحقق امامت کا دن ہے ۔

قُم مؤسّسۂ تحقیقاتی امیرالمومنین ؑ ۔ محمّد دشتیؒ

پہلی فصل

کیا واقعۂ غدیر صرف اعلانِ دوستی کے لئے تھا؟

دوستانہ نظریات

علماء اہل سنّت نے روزِ غدیر سے لے کر آج تک اس موضوع پر مختلف قسم کے نظریات کا اظہار کیا ہے، بعض نے خاموشی اختیار کی تاکہ اس خاموشی کے ذریعے اس عظیم واقعہ کو بھول اور فراموشی کی وادی میں ڈھکیل دیا جائے، اور یہ حسین یاد لوگوں کے ذہنوں سے محوہو جائے ،لیکن ایسا نہ ہو سکا ،بلکہ سینکڑوں عرب شاعروں کے اشعار کی روشنی میں جگمگا تا گیا جیسے عرب کا مشہور شاعر فرزدق رسولِ خدا ا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا ۔

اس نے اپنی فنکارانہ شاعری میں نظم کر کے اس عظیم واقعہ کو دنیا والوں تک پہنچا دیا، اور بعض نے حکّامِ وقت کی مدد سے سقیفہ سے اب تک تذکرہ غدیر پر پابندی لگا دی اس کو جرم شمار کیا جانے لگا ،کوڑوں ،زندان اور قتلِ عام کے ذریعے چاہا کہ اس واقعہ کو لوگ فرموش کر ڈالیں ۔ لیکن اپنی تمام تر کوششوں کی باوجود ناکام رہے ، ولایت کے متوالوں پر ظلم ڈھایا گیا انھیں قتل کیا گیا تازیانوں کی زد پر رکھا گیا ،جتنا راہ غدیر کو خونی بنا یا گیا اُتنا ہی مقامِ غدیر اُجاگر ہوتا گیا اور آخر کار ان کا خون رنگ لایا اور شفق کی سرخی کے مانند جاوید ہو گیا ۔ حضرت فاطمہ زہرا سلامُ اللہِ علیھا کی ہمیشہ یہ کوشش رہی بحث و مباحثہ اور مناظرات کے دوران غدیر کے موضوع پر بات کریں ،خود حضرت علی ۔ نے غدیر کی حساس سیاسی تبدیلیوں سے ،متعلق گفتگو کی اور میدان غدیر میں حاضر چشم دید گواہوں سے غدیر کے واقعہ کا اعتراف لیا، اور دوسرے ائمۂ معصومین۔اور ولایت کے جانثاروں نے اس دن سے لے کر آج تک ہمیشہ غدیرِ خُم کو اُجاگر کیا، اور پیامِ غدیر کو آئندہ نسلوں تک پہنچایا اب کوئی غدیر میں شک و تردد کا شکار نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کو جھٹلا سکتا ہے ۔

۱ ۔ دوستانہ نظریات بعض اہل سنت مصنّفین جو اس بات کو سمجھتے تھے کہ واقعۂ غدیر سورج کی طرح روشن و منور ہے اور جس طرح

سورج کو چراغ نہیں دکھایا جاسکتا اُسی طرح اس کا انکار بھی ممکن نہیں ہے اور اگر اِس کو نئے رنگ میں پیش نہیں کیا گیا تو غدیر کی حقیقت بہت سے جوانوں اور حق کے متلاشیوں کو ولایتِ علی ـ کے نور کی طرف لے جائے گی ،تو وہ حیلہ اور مکر سے کام لینے لگے اور حقیقت غدیر میں تحریف کرنے لگے ،اور کہا کہ ! ہاں واقعۂ غدیر صحیح ہے اور اس کا انکار ممکن نہیں ہے لیکن اس دن رسولِ خداؐ کا مقصد یہ تھا کہ اس بات کا اعلان کریں کہ (علی ـ کو دوست رکھتے ہیں) اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا : مَن کُنتُ مَوْلاہُ فَعَلِیٌ مَوْلاہُ آپ ﷺ کا مقصد یہ بتانا تھا کہ (جو بھی مجھے دوست رکھتا ہے ضروری ہے کہ علی ـ کو بھی دوست رکھے) ـ

اور یہیں سے وہ الفاظ کی ادبی بحث میں داخل ہوئے لفظِ '' ولی '' اور '' مولیٰ '' کا ایک معنیٰ (دوستی)اور (دوست رکھنے) کے ہیں لہذا غدیر کا دن اس لئے نہیں تھا کہ اسلامی دنیا کی امامت اور رہبری کا تذکرہ کیا جائے بلکہ روزِ غدیر علی ـ کی دوستی کے اعلان کا دن تھا ـ اُنہوں نے اس طرح پیغامِ غدیر میں تحریف کر کے بظاہر دوستانہ نظریات کے ذریعہ یہ کوشش کی کہ اہلسنّت جوانوں اور اذہانِ عمومی کو پیغامِ غدیر سے منحرف کیا جائے ،چنانچہ اپنی کتابوں میں اس طرح بیان کیا کہ اہلسنّت مدارس کے طالبِ علموں اور عام لوگوں نے اس بات پر یقین کر لیا کہ روزِ غدیر علی ـ کی دوستی کے اعلان کا دن ہے ،پس کوئی غدیر کا انکار نہیں کرتا اور رسولِ خدا ﷺ نے اُس دن تقریر کی لیکن صرف علی ـ کی اپنے ساتھ دوستی کا اعلان کیا اور اس بات کی تاکید کی کہ مسلمان بھی حضرت علی ـ کو دوست رکھیں ـ

حقیقتِ تاریخ کا جواب

واقعۂ غدیرکی صحیح تحقیق کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ غدیر خم صرف اعلان دوستی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت کچھ اور ہے ـ ا ـ واقعۂ روزِغدیر کی تحقیق : حقیقتِ غدیر تک پہنچنے کے لئے ایک راستہ یہ ہے کہ غدیر کی تاریخی حقیقت اورواقعیت میں تحقیق کی جائے ، حجۃالوداع رسولِ گرامِ اسلام ﷺ کا آخری سفرِ حج ہے اس خبر کے پاتے ہی مختلف اسلامی ممالک سے جوق در جوق مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور بے مثال وکم نظیر تعداد کے ساتھ فرائض حج کو انجام دیا اور اسکے بعد سارے مسلمان

شہرِ مکّہ سے خارج ہوئے اور غدیر خُم پر پہنچے کہ جہاں سے اُنہیں اپنے اپنے شہر و دیار کی طرف کوچ کرنا تھا ۔ اہلِ عراق کو عراق کی طرف ، اہلِ شام کو شام کی طرف ،بعض کو مشرق کی سمت اور بعض کو مغرب کی سمت ،ایک تعداد کو مدینہ ، اور اسی طرح مختلف گروہوں کو اپنے اپنے قبیلوں اور دیہاتوں کی طرف لوٹنا تھا،رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے مقام کا انتخاب کرتے اور توقّف کرتے ہیں شدید گرمی کا عالم ہے، سائبان اور گرمی سے بچنے کے دوسرے وسائل موجود نہیں ہیں اور عورتوں اور مردوں پر مشتمل ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰،۰۰۰)حاجیوں کی اتنی بڑی تعداد کو ٹھہرنے کا حکم دیتے ہیں یہاں تک کہ[1] پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار کیا جائے ،آگے چلے جانے والوں کو واپس بلایا جائے اور پھر آپؐ نے اُونٹوں کے کجا ووں اور مختلف وسائل سے ایک اُونچی جگہ بنانے کا حکم دیا تاکہ سب لوگ آپؐ کو آسانی سے دیکھ سکیں، اور اسلامی ممالک سے آئے ہوئے حاجیوں کے جمع ہونے تک انتظار کیا گیا، گرمی کی شدت سے پسینے میں شرابور لوگ صرف اس لئے جمع ہوئے تھے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام غور سے سنیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں ! ''اے لوگو !میں علی ـ کو دوست رکھتا ہوں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لوگوں سے بار بار تاکید کی کہ آج کے اس واقعہ کو اپنی اَولادوں،آئندہ آنے والی نسلوں اور اپنے شہر و دیار کے لوگوں تک پہنچا دیں۔ یہ اہم واقعہ کیا ہے؟کیا صرف یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمائیں ! میں علی ـ کو دوست رکھتا ہوں ؟ کیا ایسی حرکت کسی عام شخص سے قابلِ قبول ہے ؟کیا ایسی حرکت بیہودہ ،اذیت ناک اور قابل مذمّت نہیں ہے ؟پھر کسی نے اعتراض کیوں نہیں کیا ؟کیا مسلمان یہ نہیں جانتے تھے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی ـ کو دوست رکھتے ہیں ؟ کیا علی ـ ایسے صف شکن مجاہد کی محبّت پہلے سے مسلمانوں کے دلوں میں نہیں بسی ہوئی تھی؟ ۲ ۔ فرشتہ وحی کا بار بار نزول :اگر غدیر کا دن صرف دوستی کے اعلان کے لئے تھا تو ایسا کیوں ہوا کہ جبرئیل امین جیسا عظیم فرشتہ تین بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہو اور

[1] واقعۂ غدیر کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت حاجیوں کا جمع غفیر تھا جوکہ مختلف اسلامی ممالک سے آئے ہوئے تھے جنکی تعداد مؤرّخین نے نوّے ہزار (۹۰،۰۰۰) سے ایک لاکھ بیس ہزار (۱۲۰،۰۰۰)تک نقل کی ہے اورحج کی ادائگی کے بعد اپنے اپنے وطن لَوٹتے ہوئے ۱۸ ذی الحجہ کے دن خدا کے حکم سے سرزمینِ غدیر خُم پر جمع ہوئے اور جنہوں نے رسولِ خد آکے پیام کو سُننے کے بعدحضرت علی ـ کی بیعت کی،غدیر کے دن لوگوں کی اس عام بیعت کا اعتراف بہت سارے مؤرِّخین نے کیا ہے ۔جو مندرجہ ذیل ہیں!۱ ۔ سیرۂ حلبی ، ج ۳ ص ۲۸۳ : حلبی : ۲ ۔ سیرۂ نبوی ، ج ۳ ص ۳ : زینی دحلان۳ ۔ تاریخُ الخُلَفاء ، ج ۴ : سیوطی (متوفّٰی ۹۱۱ ہجری)۴ ۔ تذکرۃُخواص الاُمّۃ ، ص ۱۸ : ابنِ جَوزی(متوفّٰی ۶۵۴ ہجری)۵ ۔ احتجاج ، ج ۱ ص ۶۶ : طبرسی (متوفّٰی ۵۸۸ ہجری)۶ ۔ تفسیرِ عیّاشی ، ج ۱ ص ۳۲۹/۳۳۲ حدیث ۱۵۴ : ثمر قندی۷ ۔ بحارُا لا نوار ، ج ۳۷ ص ۱۳۸ حدیث ۳۰ : علّامہ مجلسی۸۔ اثباتُ الہُداۃ ، ج ۳ حُرِّعاملی ص ۵۴۳ /۵۴۴ حدیث ۵۹۰/۵۹۱/۵۹۳ : ۹ ۔ تفسیرِبرہان ، ج ۱ ص ۴۸۵ حدیث ۲ ، ص ۴۸۹ حدیث ۶ :بحرانی۱۰ ۔ حبیبُ السَّیر ، ج ۱ ص ۲۹۷/۳۷۵/۴۰۴/۴۱۲/۴۴۱ : خواند میر

پیغامِ الٰہی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کرے؟! جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا! ۔ ''إن جبرئیل ۔ ہبط إلیّ مراراً ثلاثاً یأمرنی عَنِ السّلام ربّی وھو السّلام أن أقوم فی ھذا المشھد، فأعلم کلّ أبیض و أسود أن علیّ بن أبی طالب أخی و وصیّ و خلیفتی علی أمّتی و الإمام من بعدی ألّذی محلّہ منّی محلّ ھارون من موسٰی إلّا إنّہ لا نبیّ بعدی و ھو ولیّکم بعد اللہ و رسولہ و قد أنزل اللہ تبارک و تعالٰی علیّ بذٰلک آیۃً من کتابہ''! (إنّما ولیّکم اللہ و رسولہ والّذین آمنوا الّذین یقیمون الصّلوٰۃ ویؤتون الزّکوٰۃ و ھم راکعون[1]) وعلیّ بن أبیطالب ألّذی أقام الصّلوٰۃ و آتی الزّکوٰۃ وھو راکعٌ یرید اللہ عزّ و جلّ فی کلّ حالٍ ہجبرائیل ۔ تین بار وحی لے کر مجھ پر نازل ہوئے اور درود و سلام کے بعد فرمایا کہ یہ مقام غدیر ہے یہاں قیام فرمائیں اور ہر سیاہ و سفید یہ بات جان لے کہ حضرت علی ۔ میرے بعد آپ کے وصی خلیفہ اور تمہارے پیشوا ہیں، انکا مقام میری نسبت ایسا ہی ہے جیسا مقام ہارون کا موسٰی کی نسبت تھا، بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا علی ۔ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمہارے رہنما ہیں خدا وندِ صاحب عزّت و جلال نے اپنی پاک وبابرکت کتاب قرآنِ مجید میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی ۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہارے ولی اور سرپرست خدا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائیں، نماز بپا کریں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کریں یہ بات تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ علی ۔ نے نماز بپا کی اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کی اور ہر حال میں مرضیِ خدا کے طلبگار رہے ۔

۳ ۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی: اگر غدیر کا مقصد صرف علی ۔ کی دوستی کا پیغام پہنچانا تھا تو اس پیغامِ الٰہی کے پہنچا دینے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پریشانی کا کیا سبب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار پس و پیش کیوں کی؟ اور جبرئیل ۔ کا مسلسل اصرار کرنا اور اس آیت کا پڑھنا کہ (یا أیّھا الرّسول بلّغ ما أنزل إلیک من ربّک وإن لم تفعل فما بلّغت رسالتہ[3]) (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! جو حکم خدا کی طرف سے

---

[1] مائدہ، ۵/ ۵۵

[2] حجّۃُالوداع کے موقع پر آپ □ کا خطبہ (کتاب احتجاج طبرسی ،ج ۱، ص۶۶)۔ خطبہ کے مدارک و اسناد : احتجاج ، ج ۱، ص ۶۶ : طبرسی ۔ اقبا ل الاعمال ،ص۴۵۵: ابن طاؤوس ۔ کتاب الیقین،باب۱۲۷: ابن طاؤوس التحصین ، باب۲۹: ابن طاؤوس ۔روضۃُالواعظین ،ص۸۹ :فتال نیشابوری ۔ البرہان،ج۱ ص۴۳۳:بحرانی ۔ اثباتُ الہُداۃ ، ج۳ ص۲ : عاملی۔ بحارُالانوار ، ج۳۷ص ۲۰۱:بحرانی۔ کشف المہم،ص ۵۱:بحرانی۔تفسیرِ صافی،ج۲، ص۵۳۹:فیض کاشانی

[3] مائدہ ۵/۶۷

آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیں اگر آج آپنے یہ کام انجام نہیں دیا تو گویا آپنے اپنی رسالت کو ادھورا چھوڑ دیا[1] ۔یہ اتنا بڑااور اہم کام کیا تھا؟حضرت علی ـ کی دوستی کا پیغام تو کوئی اتنا بڑا کام نہیں تھا !!اور یہ کام کسی خاص خطرہ کا حامل بھی نہیں تھا کہ رسول خدا ﷺ کو اتنا پریشان کرتا یہاں تک کہ ۳ بار حضرت جبرئیل ـ نازل ہوں اور آپ ﷺ اس کام کو انجام دینے سے عذر خواہی کریں،اس بات کا اظہار خود آپ ﷺ نے اس دن کے خطبہ میں کیا !

وسأَلتُ جبرَئِیل ـأن یستعفیَ لِیَ السَّلامَ عن تبلیغِ ذلک إلیکُم ؛ أیُّها النَّاسُ؛ لِعلمی بقلّة المُتَّقین وکثرةِ المُنافقین ، وإدغالِ الآثمین وحِیَلِ المُستهزِءِینَ بالإِسلامِ أَلّذِینَ وصفهُم اللهُ فی کتابه: (بأنّهُم یقولُونَ بألسنتِهِم ما لَیسَ فی قُلُوبِهِم ویَحْسَبُونَهُ هَیّناً وَ هُوَ عِندَ اللهِ عَظِیمٌ[2])وکثرةِ أَذاهُم لِی غیرَ مرّة ، حتّیٰ سمّونِی أُذناً، وزعمُوا أنّی کذٰلک لکثرةِ مُلازمتهِ ایّایَ، وإقبالی علیه، وهواهُ وقبُولِه حتّیٰ أنزلَ اللهُ عزَّ وجلّ فی ذٰلک قرآناً (وَمِنهُمُ الّذِینَ یُؤذُونَ النّبیَّ ویقُولُونَ هُوَأُذُن قُلْ أُذُنُ خیرٍ لکُم[3]) ولو شِئتُ أن أُسمّیَ القائلینَ بذٰلک بأسمائِهِم لسمّیتُ، وإن أُومیَ إلیهِم بأعیانِهِم لأومأتُ،وأن أدلَّ علیهِم لدَلَلتُ،ولکنّی واللهِ فی أُمُورِهِم قد تکرّمتُ ـ میں نے جبرئیل ـ سے درخواست کی کہ مجھے علی ـ کی ولایت کے اعلان سے معاف رکھے کیوں کہ اے لوگو !میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ پرہیزگار بہت کم اور منافقوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، مکّار گنہگار اور اسلام کا مذاق اڑانے والے موجود ہیں وہ لوگ کہ جن کے بارے میں خداوندِعالم نے اپنی کتاب میں فرمایا : (وہ لوگ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جن پر دل میں یقین نہیں رکھتے اور انکا خیال یہ ہے کہ یہ آسان اور بہت سادہ سی بات ہے جبکہ منافقت خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے)ان منافقوں نے بارہا مجھے تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ مجھ پر تہمتیں

[1] بہت سارے مسلمان عُلماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ! یہ آیۂ مبارکہ غدیر کے دن حضرتِ علی ـ کی ولایت کے ا علان کے لئے نازل ہوئی۔ الولایۃ فی طرق حدیث الغدیر : طبری۔ ما نزل القرآن فی امیرالمؤمنین ـ : ابو بکر فارسی. ـ ما نزل القرآن فی علی ـ : ابو نعیم ـ الدرایۃ فی حدیث الولایۃ : سجستانی۔ الخصائص العلویّۃ : نطنزی۔ تفسیر شاہی : محبوب العالم۔ ارجح المطالب ، ص ۲۰۳/۶۸/۶۷/ ۵۶۶ : امرتسری۔ اسباب النزول ، ص ۱۳۵ : واحدی۔ تاریخ دمشق ، ج ۲ ، ص ۸۵ : ابن عساکر ـ فتح القدیر ، ج ۳ ، ص ۵۷ : شوکانی۔ مفاتیحُ الغیب ، ج ۱۲ : فخر رازی۔ تفسیر المنار ، ج ۶ ، ص ۴۶۳ : رشید رضا۔ حبیبُ السِّیر، ج ۲ ،ص ۱۲ : خواند میر ـ الدرّ المنثور ، ج ۲ ص ۲۹۸ : سیوطی۔ شواھدالتنزیل ، ج ۱، ص ۱۸۷ / ۱۹۲ : حسکانی ـ فرائد ا لسّمطین : حموینی۔ فصول المہمّۃ ، ص ، ۲۳ /۷۴ : ابن صبّاغ ـ مطالب السؤول : ابن طلحہ ـ ینا بیع المودّۃ : ص ،۱۲۰ قندوزی۔ روح المعانی : ج ۲ ص، ۳۴۸ آلوسی ـ عمدۃ القاری ، ج ۸ ، ص۵۸۴: عینی۔ غرایب القرآن ، ج ۶، ص ۱۷۰ : نیشا بوری ـ: مودّۃ القربی : ھمدانی

[2] نور،۱۵/۲۴/

[3] توبہ / ۶۱

لگائیں اور کہا کہ (پیغمبر ،معاذاللہ دوسروں کے کہنے پر عمل کرتے ہیں اور اس میں انکا اپنا کوئی ارادہ شامل نہیں ہوتا) کیونکہ! میں ہمیشہ علی ـ کے ساتھ تھا اور وہ زیادہ تر میری توجہ کے مرکز تھے لہذا منافقین حسد کی وجہ سے اس بات کو تحمّل نہ کر سکے یہاں تک کہ خداوندِ بزرگ و برتر نے ایک آیت نازل کی جسکے ذریعہ اُنکی ان بیہودہ باتوں کا مُنہ توڑ جواب دیا فرمایاکہ:(بعض منافقین ،پیغمبر ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ سرا پاگوش ہیں،اے رسول کہدو کہ پیغمبر اچھی باتیں سننے والا ہے یہی تمہارے لئے بہتر ی ہے) اگر ابھی چاہوں تو منافقوں کونام اور پتے کے ساتھ پہچنوا دوں، یا انکی طرف انگلی کا اشارہ کر دویا لوگوں کو انکو پہچاننے کے لئے راہنمائی کردوں توجو چاہوں کر سکتا ہوں لیکن خداکی قسم میں ان کیلئے کریم ہوں اور بزرگواری سے کام لیتا ہوں[1]اگر اُس دن پیغمبر ﷺ حضرت علی ـ کی دوستی کا پیغام نہ پہنچاتے تو آپ ﷺ کی رسالت پر کیا حرف آتا ؟یہ کام ایسا کونسا کام ہے کہ اگر پیغمبر گرامی ﷺ انجام نہ دیں تو انکی رسالت نامکمل رہ جائے گی؟اور پھر فرشتہ وحی آنحضرت ﷺ کی تسلّی کے لئےپیغام الٰہی لے کر آئے کہ (وَاللہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ [2])(خدا آپ ﷺ کو انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا) وہ رسول جن پر آغاز بعثت سے لے کر حجۃالوداع تک کبھی بھی خوف غالب نہیں آیا ،ہمیشہ میدان جنگ میں موجود رہے[3]کارِ رسالت کے مشکل اور کٹھن راستے میں آپ ﷺ کے قدم کبھی متزلزل نہیں ہوئے اب آپ ﷺ کو کیا بات پریشان کئے ہوئے ہے ؟ آپ ﷺ کو کونسا کام انجام دینا ہے کہ جسکے انجام دینے میں آپ ﷺ دشمن کے مخالفانہ پروپیگنڈے، منکروں کے انکار ،کافروں کے کفر اور منافقوں کے نفاق سے خوفزدہ ہیں اور تین بار جبرئیل ـ سے اس کام کو انجام نہ دینے کی درخواست کرتے ہیں ؟پیغمبر ﷺ تو کبھی خوف میں مبتلا نہیں ہوتے تھے ،اور وحیِ الٰہی کے پہنچانے میں ایک لحظہ پس و پیش سے کام نہیں لیتے تھے،حقیقت میں پیغمبر ﷺ اُمت کے بکھر جانے سے خوفزدہ تھے،رسولِ اکرم ﷺ کوداخلی اختلاف اور جھگڑوں کا ڈر تھاکہ کہیں لوگ آپ ﷺ کے مقابلہ

[1] یہ آنحضرت ﷺ کے حجّۃُ الوداع کے موقع پر معروف خطبہ کا کچھ حصّہ ہے مکمّل خطبہ اس کتاب کے آ خر میں اسناد و مدارک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے رجوع فرمائیں:

[2] مائدہ ۵/۶۷

[3] آنحضرت ﷺ کی شجاعت اور خط شکنی کے سلسلے میں امیرُالمؤمنین ـ نے فرمایا:(کُنَّا إِذَا أَحْمَرَّالْبَأْسُ أَتَّقَیْنَا بِرَسُوْلِ اللہِ ﷺ،فَلَمْ یَکُنْ أَحَدٌ مِنَّاأَقْرَبَ إِلَیٰ الْعَدُوِّمِنْہُ)(جب بھی شعلۂ جنگ بھڑکتا ہم رسولِخدا ﷺ کی پناہ میں چلے جاتے تھے کیوں کہ ایسے نازک وقت میں ہم لوگوں میں سب سے زیادہ رسولِخدا ﷺ دشمن کے نزدیک ہوتے تھے ۔) تاریخ طبری ، ج۲ ص۱۳۵ : طبری (متوفیٰ ۳۱۰ھ)

میں کھڑے نہ ہوجائیں اور آپ ﷺ کی کہیں موجودگی میں امّت کے درمیان خونریزی شروع نہ ہو جائے،احترام جاتا رہے،جو کچھ جہاد کی قربانیوں اور شہادتوں سے حاصل ہوا تھا بھلا دیا جائے آیا یہ سب کچھ حضرت علی ۔ سے دوستی کے اعلان کی وجہ سے تھا ؟ پیغمبر اکرم ﷺ نے ماضی میں آغاز بعثت سے لے کر غدیر کے موقع تک بارہا و بارہا فرمایا تھا کہ میں علی ۔ کو دوست رکھتا ہوں ۔ یہ تو کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں تھا کہ امّت مسلمہ کی صفوں میں تزلزل اور دراڑ کا باعث ہو دوستی کا اعلان کوئی خاص اہمیت کا حامل مسئلہ نہ تھا کہ صاحب عزّت و جلال خدا اپنے پیغمبر اکرم ﷺ کو اطمینان دلائے اور کہے کہ (وَ اللهُ یَعصِمُکَ مِن النَّاسِ) اور تم ڈر و نہیں خداوند عالم آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اگر ہدف صرف یہ تھا کہ ''دوستی کا ابلاغ '' ہو جائے تو پیغمبر اسلام ﷺ نے حضرت علی ۔ کا ہاتھ بلند کرکے انکی بیعت کیوں کی ؟اور تمام مسلمانوں کو بیعت کا حکم کیوں دیا کہ حضرت علی ۔ کی بیعت کریں !!اور حاضرین میں سے مرد آدھی رات تک اور خواتین اگلے دن کی صبح تک حکم بیعت کی بجاآوری میں مشغول رہیں ۔ حضرت علی ۔ کی دوستی یا انکا ابلاغ تو اس بات کا متقاضی نہیں ہے کہ بیعت طلب کی جائے اور لوگ بھی امتثال حکم کرتے ہوئے مشغول ہوجائیں ۔پیغمبر اسلام ﷺ مختلف اسلامی ممالک سے آئے ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار حجاج کو ایک دن اور رات کے لئے غدیر خم کے میدان میں روکے رہیں صرف یہ کہنے کے لئے کہ (اے لوگو !میں علی ۔ کو دوست رکھتا ہوں) آیا یہ دعویٰ قابلِ قبول ہے ؟

۴۔ تکمیلِ دین کا راز: یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ آیا حضرت علی ۔کی دوستی کے اعلان کے ساتھ دین کامل ہو جائے گا ؟اگر پیغمبر گرامیِ اسلام ﷺ روزِغدیر اپنے ساتھ علی ۔ کی دوستی کا اعلان نہ کرتے تو کیا دین ناقص تھا ؟اور چونکہ اُس دن آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ (میں علی ۔ کو دوست رکھتا ہوں) تو دینِ خدا کامل ہوگیا ؟اور خدا کی نعمتیں لوگوں پر تمام ہوگئیں ؟اور جیسا کہ بہت سارے شیعہ اور سُنّی علماء[1] نے اس بات کا اعتراف کیا ہےغدیر کے دن آپ ﷺ کے اعلانِ ولایت اور لوگوں کے

[1] تمام مؤرّخوں اور بہت سارے اہلِ سنّت مفسّروں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سورۂ مبارکۂ مائدہ کی آیت شمارہ ۳/ (اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ) غدیر کے دن حضرت علی ۔ کی اعلانِ ولایت اور لوگوں کی بیعتِ عمومی کے بعدآنحضرت ّپر نازل ہوئی ۔مورخوں اور

بیعت کر لینے کے بعد ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی! (الیَومَ یَئِسَ الَّذِینَ کَفَرُوا مِن دِینِکُم ، فَلَا تَخشَوهُم وَاخشَونِ ، الیَومَ أَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَأَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَرَضِیتُ لَکُمُ الإِسلَامَ دِیناً [1]) (مسلمانوں) اب تو کفار تمہارے دین سے (پھر جانے سے) مایوس ہوگئے ہیں، لھذا تم ان سے تو ڈرو ہی نہیں بلکہ صرف مجھ سے ڈرو آج (غدیر کے دن)میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم لوگوں پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں ،اور تمارے اس دین اسلام کو پسند کیا غدیر کے دن ایسا کونسا کام انجام پایا کہ فرشتہ وحی مذکورہ آیت کوبشارت و خوشخبری کے ساتھ لیکر نازل ہوا ؟

وہ عظیم واقعہ کیا تھا کہ جس کی وجہ سے الف ۔ کافر دین کی نابودی سے مایوس ہوگئے ۔

ب ۔ جس کے بعد کافروں کی سازشوں سے نہ ڈرا جائے ۔

ج ۔ دین اسلام کامل ہوگیا ۔

د ۔ اللہ کی نعمتیں پوری ہوگئیں ۔

ھ ۔ اسلام کے پائندہ رہنے کی ضمانت دی گئی ۔ کیا یہ سب کچھ صرف دوستی کا پیغام پہنچانے کے لئے تھا ؟آیا اس قسم کے دعوے تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول ہیں ؟ ہم غدیر کے پر نور خورشید کے مقابلے میں جہل کی تاریکی اور کینہ پروری کی پناہ کیوں لیں ؟بلکہ غدیر کا واقعہ تو کوئی بہت بڑا واقعہ ہونا چاہیے کہ جس نے آیاتِ الٰہی کے (بہت سی بشارتوں اور پیغاموں کے ساتھ) نزول

مفسّروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں! تاریخ دمشق ، ج۲ ص ۷۵ و ۵۷۷ : ابن عساکر شافعی (متوفّیٰ ۵۷۱ ہجری ھ)مناقب ،ص۱۹ : ابن مغازلی شافعی شواہدُ التنزیل ، ج۱ ص ۱۵۷ : حسکانی حنفی (متوفّیٰ ۵۰۴ ہجری ھ) ۔ تاریخ بغداد ، ج۸، ص ۲۹۰ :خطیبِ بغدادی (متوفّیٰ ۴۸۴ ہجری ھ)۔ تفسیرِدرّالمنثور ،ج۲، ص ۲۵۹ : سیوطی شافعی (متوفّیٰ ۹۱۱ ہجری ھ) ۔ الإِتقان ، ج ۱، ص ۳۱ و۵۲ : سیوطی شافعی (متوفّیٰ ۹۱۱ ہجری ھ)مناقب ،ص۸۰ : خوارزمی حنفی (متوفّیٰ ۹۹۳ ہجری ھ)تذکرۃُ الخواص ، ص ۳۰ و ۱۸: ابن جوزی حنفی (متوفّیٰ ۶۵۴ ہجری ھ)تفسیرِ ابن کثیر ، ج۲ ،ص ۱۴ : ابن کثیرِ شافعی (متوفّیٰ ۷۷۴ ہجری ھ)۔ مقتلُ الحُسین،ج۱ ، ص۴۷ : خوارزمی حنفی (متوفّیٰ ۹۹۳ ہجری ھ) ینابیعُ المودۃ، ص۱۱۵ : قندوزی حنفی۔ فرائدُ السّمطین ،ج ۱ ،ص، ۷۲ و ۷۴ و۳۱۵: حموینی (متوفّیٰ ۷۲۲ ہجری ھ) ۔ تاریخ یعقوبی ،ج ۲، ص ۳۵ : یعقوبی (متوفّیٰ ۲۹۲ ہجری ھ)۔ الغدیر ، ج ۱، ص ۲۳۰ : علّامہ امینی ۔ کتاب الولایۃ : ابن جریر طبری (متوفّیٰ ۳۱۰ ہجری ھ)۔ تاریخ ابن کثیر ،ج۵، ص ۲۱۰ : ابن کثیرِ شافعی (متوفّیٰ ۷۷۴ ہجری ھ)۔ مناقب ،ص ۱۰۶: عبداللہِ شافعی ۔ ارجح المطالب ،ص ۵۶۸ : عبداللہِ حنفی ۔ تفسیرِ روحُ المعانی ، ج۶ ص۵۵: آلوسی ۔ البدایۃ والنہایۃ ،ج۵، ص۲۱۳وج۷ ص ۳۴۹ :ابن کثیرِ افعی (متوفّیٰ ۷۷۴ ہجری ھ)۔ الکشف و البیان :ثعلبی (متوفّیٰ ۲۹۱ ہجری ھ) ۲۲۔بحارُ الانوار ،ج۳۷ باب ۵۲ : علّامہ مجلسی اور بہت ساری تفاسیر اہل سنّت ، اور تمام شیعہ علماء کی تفاسیر جن کے ذکر کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے ۔

[1] مائدہ ۵/ ۳

کی راہ ہموار کی۔اُس واقعہ کو تو بہت اہم واقعہ ہونا چاہیے کہ جسکا نتیجہ ''اکمالِ دین'' اور ''اتمامِ نعمت ہو۔ایسا واقعہ کہ جس نے راہ رسالت کو رنگ جاویدانی بخشا اور آپ ﷺ کی آغازِ بعثت سے لے کر ہجرت اور اسکے بعد کی زحمتوں کا پھل دیا۔آیا یہ عظیم واقعہ ''عام مسلمانوں کا حضرت علی ۔کی بیعت کرنے'' کے علاوہ کچھ اور ہے؟آیا یہ عظیم واقعہ ''حضرت علی ۔ اور انکے گیارہ بیٹوں کی ''قیامت تک کے لئے بیعت عمومی کے علاوہ کچھ اور ہے ؟کیا یہ عظیم واقعہ پیغمبر ﷺ کے بعد سے قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے رہبر اور پیشوا معین ہونے کے علاوہ کچھ اور ہے؟یہ اہل سنّت مصنّفین،تاریخ کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے کہ روزِ غدیر کے بعد کس قسم کے تلخ حوادث رونما ہوئے ؟

۵ ۔آپ ﷺ کے قتل کی ناکام سازش:اگر پیغمبر ﷺ کا ہدف غدیر کے دن صرف حضرت علی ۔کی دوستی کا پیغام پہنچانا تھا تو ایک گروہ نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیوں کیا ؟اور مدینے کے راستے میں اپنے اس باغیانہ ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیوں کی لیکن خداوند عالم نے آپ ﷺ کی حفاظت کی ؟ دوستی کا پیغام تو آپ ﷺ کے قتل کا سبب نہیں ہو سکتا ؟ امیرُ المؤمنین ۔کی ولایت کے مخالفوں نے سوچا کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپؐ کو قتل کر دیا جائے،اور اس قتل کو طبیعی موت ظاہر کرنے کے لئے ان لوگوں نے آپس میں سازش یہ کی کہ جب آپ ﷺ کی سواری ''عقبہ'' (جو کہ پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں بہت گہری گہری کھائیاں ہیں) کے قریب پہنچے تو پتھر اور لکڑیاں وغیرہ ان کھائیوں میں پھینکی جائیں جن سے مختلف قسم کی خوفناک آوازیں پیدا ہوں گی جن آوازوں سے ڈر کر آپ ﷺ کی سواری کسی گہری کھائی میں جا گرے گی۔ اور ہم تاریکی شب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں سے فرار ہو جائیں گے پھر کل سب لوگوں میں یہ بات مشہور کر دیں گے کہ آپ ﷺ کی وفات کا سبب طبیعی حادثہ ہے ۔پھر یہ سارے مخالفین تیزی سے اس مقام پر جمع ہوکر گھات لگا کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کی سواری کا انتظار کرنے لگے ،لیکن خداوندِ عالم نے فرشتہ وحی کو نازل کرکے اپنے حبیب ﷺ کو دشمن کی اس سازش سے آگاہ فرما دیا،جب آپ ﷺ کی سواری اس مقام کے نزدیک پہنچی تو آپؐ نے حذیفۂ یمانی اور عمار یاسر سے کہا کہ اُن میں سے ایک اونٹ کی مہار تھامے

اور ایک سواری کو ہنکائے، گھات لگائے ہوئے منافقوں نے جو کچھ بھی ہاتھ میں آیا کھائی کی طرف پھینکنا شروع کر دیا اور مختلف قسم کی خوفناک آوازوں سے اُونٹ کو ڈرانے کی کوشش کی، لیکن خدا کی مدد آپ ﷺ کے شامل حال رہی اور اُونٹ پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس طرح دشمن کی سازش ناکام ہوئی، مگر یہ منافقین اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے اور جب اس سازش کو ناکام ہوتے دیکھا تو تلواریں لے کر پیغمبر گرامیِ اسلام پر حملہ آور ہو گئے لیکن ان کے سامنے حذیفۂ یمانی اور عمارِ یاسر جیسے عاشقانِ ولایت تھے جن کے بے نظیر اور شجاعت سے بھرپور دفاع کے سبب اس سازش میں بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ،اب اگر یہ منافقین تھوڑی سی دیر کرتے تو قافلے میں شامل عاشقانِ ولایت سر پر پہنچ جاتے اور منافقوں کا کام تمام کر دیتے ۔

لہٰذا اب منافقین کے پاس فرار کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا ،حذیفۂ یمانی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ تھے ؟آپ ﷺ نے فرمایا خود ہی دیکھ لو، اُس وقت بجلی چمکی اور منافقوں کے چہرے تاریکی کے پردے سے بے نقاب ہوئے اور حذیفہ نے اُن افراد کو آسانی سے پہچان لیا ! جن کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے اور ان کے نام درج ذیل کتب میں درج ہیں[1]۔

٦۔ نفرین آمیز طومار کا انکشاف: روزِ غدیر پیغمبر ﷺ کا ہدف صرف حضرت علی ـ کی دوستی کا اعلان اور لوگوں سے حضرت علی ـ کی بعنوان امام اور رہبر بیعت لینا نہیں تھا تو ایک گروہ نے اس دن کے بعد اُمّتِ اسلامی کی امامت اور رہبری کے متعلق مخفیانہ تحریر کیوں لکھی کہ جسکے ذریعہ رسولِ خدا ﷺ کے بعد قدرت و حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں ؟جب یہ گروہ آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے میں کامیاب نہ ہوسکا تو انہوں نے احتیاط کا دامن تھاما اور تا حیاتِ رسول خدا ﷺ اس قسم کی حرکتوں سے اجتناب کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن ایک دوسرے گروہ نے ولایتِ علی ـ کی کھلّم کھلاّ مخالفت کی ا ور اس طرح ایک تحریر لکھی جس پر بہت سارے لوگوں کے دستخط لئے تاکہ یہ ظاہر کر سکیں کہ ہماری مخالفت بہت منظّم اور مستحکم ہے ۔اس مقصد کے لئے ابو بکر کے گھر پر جمع ہوئے باہم گفتگو کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ ایک عہد نامہ لکھا جائے چنانچہ سعید بن

---

[1] کشف الیقین ، ص ۱۳۷ : علاّمہ حلّی ۲۔ ارشادالقلوب ، ص ۱۱۲ و ۱۳۵ : دیلمی ۳۔ بحارالانوار ، ج۲۸ ص ۸۶ و ۱۱۴ : علاّمہ مجلسی

عاص نے ایک عہد نامہ لکھا، اس عہد نامے پر جن لوگوں نے دستخط کئے ان کے ناموں سے قریش اور امیرُالمؤمنین ـ کے مخالفوں کے سینوں میں کینے اور بغض کی شدت ثابت ہو جاتی ہے،ان ناموں میں سرِ فہرست ابو سفیان، فرزندِ ابی جہل اور صفوان بن أمیۃ جیسے نام دیکھنے میں آتے ہیں،یعنی مشرکوں اور کافروں کے سردار منافقوں (نام نہاد مسلمانوں) کے ہاتھوں میں ہاتھ دئے ہوئے ہیں تاکہ خورشیدِ ولایت کا انکار کیا جا سکے ۔

عہد نامہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ وہ عہد نامہ ہے کہ جس پر اصحابِ رسول میں سے انصار و مہاجرین پر مشتمل ایک گروہ نے اتفاق کیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی تعریف خدا وندِ عالم نے اپنی آسمانی کتاب میں رسول کے ذریعہ اور بزبانِ رسالت کی ہے،اس گروہ نے ولایت وامامت کے مسئلے میں مختلف آراء اور مشوروں کی روشنی میں اجتہاد اور کوشش کرنے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ دین اور لوگوں کے لئے مناسب تھا اس عہد نامے میں تحریر کر دیا ہے تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور اسکے دستورالعمل کی پیروی کرتے ہوئے دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کر سکیں ۔ اما بعد! خداوندِ منّان نے اپنے کرم اور مہربانی کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کو لوگوں کی طرف بھیجا تاکہ اسکے پسندیدہ دین کو لوگوں تک پہنچائیں، اور رسولِ اکرم نے اپنے اس تبلیغی وظیفے کو انجام دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی،جن جن امورکی تبلیغ پر مامور کئے گئے تھے ان کو بخیر وخوبی لوگوں تک پہنچایا،یہاں تک کہ دین کامل ہو گیا اور اسلامی معاشرے میں واجبات و سنن إلٰہی رائج ہوگئے ۔ اس کے بعد خدا وندِ عالم نے اپنے رسول ﷺ کو اپنی طرف بُلا لیااور آنحضرت ﷺ مکمل عزّت و احترام کے ساتھ دعوت حق کو لبیک کہا اور اپنی جانشینی کے لئے کسی شخص کی نشان دہی کئے بغیر اس دارِ فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے،بلکہ خلیفہ وجانشین چننے کا اختیار لوگوں کو سونپ گئے تاکہ جس کو بھی مورد وثوق واطمنان پائیں اسے جانشین رسول اور ولایت امرالمسلمین کے لئے منتخب کر لیں اور رسول خدا ﷺ کی اطاعت

مسلمانوں کے لئے باعث افتخار ہے،جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا :(جو بھی روزِ قیامت اپنے پروردگار سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ رسول کی اطاعت کرے) حقیقت میں رسول اکرم ﷺ نے اس لئے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا کہ خلافتِ رسول ایک ہی خاندان میں منحصر نہ رہے بلکہ دوسرے خاندان بھی خلافت سے کچھ فائدہ حاصل کر سکیں میراث کی طرح ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل نہ ہوتی رہے،اور اس لیے کہ دلتمندوں کے ہاتھوں کا کھلونا نہ بن جائے اور کوئی خلیفہ بھی قیامت تک کے لئے اپنی نسل میں خلافت کا دعوے دار نہ ہو۔

ہر عہد اور زمانے میں تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد صاحبانِ حلّ و عقد مل کر بیٹھیں اور باہمی صلاح و مشورے سے جس کو بھی صالح اور خلافت کے لائق سمجھیں مسلمانوں کے تمام امور کی لگام اسکے سپرد کردیں اور اسکو ولیِ امرِ مسلمین اور ان کے اموال و نفوس کا مختار قرار دیں،کیونکہ اصحابِ حلّ و عقد ایسے امور کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں اس لئے یہ کبھی بھی خلافت کے لئے انتخاب سے قاصر نہیں ہوں گے، لہٰذا اگر کوئی اس بات کا دعوے دار ہو کہ رسولِ خداء نے ایک خاص شخص کو اپنی جانشینی کے لئے چن لیا تھا اور اسکے نام اور حسب و نسب سے سب کو آگاہ فرمادیا تھا ،اسکی یہ بات بیہودہ اور اصحابِ رسول کی رای کے خلاف ہے ،اور اس نے مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالاہے اوراگر کوئی دعوی کرے کہ رسول خدا ﷺ کی خلافت اور جانشینی وراثت ہے اور اسکے بعد دوسرے کو ملے گی تو اسکی یہ بات بے معنیٰ ہے کیونکہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا : (ہم انبیاء کسی کو ارث نہیں دیتے اور جو کچھ ہم سے باقی بچے صدقہ ہے ۔)اور اگر کوئی اس بات کا دعوے دار ہو کہ خلافتِ رسول خدا ﷺ ہر کسی کو زیب نہیں دیتی بلکہ مسلمانوں میں سے ایک معیّن شخص اس مقام کے لائق ہے ،اور خلافت اسکا حق ہے کوئی دوسرا خلافت کا مستحق نہیں ہے کیونکہ خلافت نبوت کے بعد بالکل ویسا ہی ایک سلسلہ ہے،یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے اور اسکا کہنے والا جھوٹا ہے ،اس لئے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! (میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔)

اور اگر کوئی کہے کہ وہ خلافت کا مستحق ہے وہ بھی اس لئے کہ حسب و نسب کے لحاظ سے پیغمبرؐ کے قریب ہے اور یہی معیار رہتی دنیا تک خلافت کا ملاک اور معیار ہے، اسکا یہ کلام بے جا ہے کیونکہ ملاک اور معیار تقویٰ ہے نہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رشتہ داری، جیسا کہ خدا وندِ عالم نے فرمایا: (إنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللهِ أَتْقَاكُمْ) تم میں سے خدا کے نزدیک صاحب عزت وہ ہے جس کا تقوی زیادہ ہواور ایسے ہی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (سارے مسلمان ایک ہیں اور مخالفوں کے سامنے ایک صف میں ہیں۔ لہٰذا جو بھی کتاب خدا پر ایمان لائے اور سنّتِ رسول کو قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کرے وہ حق کے راستے پر ہے اور اسکے نیک اور صالح ہونے میں کوئی شک نہیں اور جو بھی قرآن و سنّت کے بر خلاف عمل کرے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے اسے قتل کر دو کیونکہ اسکے قتل میں ہی اُمّت کی صلاح پوشیدہ ہے۔ کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی فرمایا: (جو بھی میری اُمّت میں تفرقہ ڈالے، انکو ایک دوسرے سے جدا کرے اور انکی صفوں میں شگاف ڈالے تو اس کو قتل کر دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو؛ کیونکہ اجتماع اُمّت رحمت ہے اور اُمّت کی جدائی عذاب ہے اور میری اُمّت ضلالت اور گمراہی پر متّفق نہیں ہوسکتی، اور یہ سب دشمن کے مقابلے میں بہت زیادہ متّحد اور یکدست ہیں معاندین کے گروہ کے علاوہ کوئی بھی مسلمانوں کی جماعت سے جدا نہیں ہوگا جو جدا ہو اس کا خون مباح ہے۔ تاریخ: محرّمُ الحرام ۱۱ھ[1] اس دستاویز کو سعید بن عاص نے لکھا اور تیرہ لوگوں (کہ جنھوں نے اس دستاویز پر دستخط کئے) کو اس کا گواہ بنایا جن کے اسماء ذیل کتب میں موجود ہیں[2] غدیر کے روز ایسا کونسا اہم کام انجام دیا کہ جس کی وجہ سے ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہنے والے نا اُمید ہو گئے، اُنکے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور تمام سازشوں پر پانی پھر گیا، مزید صبر نہ کر سکے اور جتنی مخالفت کر سکتے تھے کی اور کھل کر سامنے آگئے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے عذاب طلب کیا۔

[1] بحارُ الانوار ، ج۲۸ ص ۱۰۵۔۱۰۳
[2] ارشاد القلوب دیلمی ،ص ۱۳۵۔ ۱۱۲ ،کشف الیقین،ص۱۳۷، مسند احمد ،ج ۱ ۔ ص ۱۰۹

۷۔بعض حاضرین کی علی الاعلان مخالفت: ایک شخص جسکا نام ''حارث بن نعمان فہری''تھا اور امام علی ۔ کے خلاف دل میں بغض لئے تھا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر رسولِ خدا ﷺ کے خیمے کے سامنے آیا اور کہا! (اے محمد ﷺ! تم نے ہمیں ایک خدا کی تعلیم دی ہم نے تسلیم کیا ،اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہم نے لاالٰہ الاّ اللّٰہ وَ محمّد رسولُ اللّٰہ کہا ، ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے قبول کی اور اسلام لے آئے، تم نے کہا پانچ وقت نماز پڑھو ہم نے پڑھی ،زکوٰۃ و روزہ و حج و جہاد کا حکم دیا ہم نے اطاعت کی، اب اپنے چچا زاد بھائی کو ہمارا امیر بنا دیا معلوم نہیںیہ حکم خدا کا ہے یا تمہارے ذاتی ارادے کی پیداوار ہے ۔)رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا (خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں یہ حکم اس خدا ہی کی طرف سے ہے میرا کام فقط اس حکم کو تم لوگوں تک پہنچانا تھا) حارث آپ ﷺ کا یہ جواب سن کر غضبناک ہوگیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا! (خدایا !اگر جو کچھ محمد ﷺ نے علی ۔ کے بارے میں کہا ہے تیری طرف سے ہےاور تیرے حکم سے ہے تو ایک پتھر آسمان سے مجھ پر گرے اور میں ہلاک ہو جاؤں)ابھی حارث بن نعمان کے یہ جملے ختم نہیں ہوئے تھے کہ آسمان کی طرف سے ایک پتھر آیااور اس کو ہلاک کر دیا،تو اس وقت سورۂ معارج کی آیات نمبر ا و ۲ نازل ہوئی[1]۔ (ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا کہ جو کافروں پر آتا ہے اور اسکو کوئی

---

[1] (سَأَلَ سَآءِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْکَافِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ)
۱۔ غریبُ القرآن : ہروی
۲۔شفاء الصدور : موصلی
۳۔الکشف والبیان:ثعلبی
۴۔رعاۃ الهداۃ:حسکانی
۵۔الجامع لاحکام القرآن : قرطبی
۶۔ تذکرۃ الخواص ،ص۱۹ : سبط ابن جوزی
۷۔ الاکتفاء : وصابی شافعی
۸۔ فرائد السّمطین ،باب۱۳ : حموینی
۹۔ معارج الاصول : زرندی
۱۰۔ نظم درر السمطین : زرندی
۱۱ ۔ ہدایۃ ا لسعداء : دولت آبادی
۱۲ ۔ الفصول المہمّۃ ،ص۴۶ : ابن صبّاغ
۱۳۔ جواہر العقدین :سمہودی
۱۴۔ تفسیر ابن سعود ،ج۸ ص۲۹۲: عمادی
۱۵۔السراج المنیر ،ج۴ ص ۳۶۴: شربینی
۱۶۔ الاربعین فی فضائلِ امیرالمؤمنین ۔ : جمال الدّین شیرازی
۱۷۔ فیض ا لقدیر ،ج۶ ص ۲۱۸ : مناوی
۱۸۔العقدالنّبوی والسّر المصطفوی: عبد روس
۱۹۔ وسیلۃ المآل: با کثیر مکّی
۲۰۔نزہۃ المجالس، ج۲ ص۲۴۲: صفوری
۲۱۔السیرۃ الحلبیّۃ، ج۳ ص۳۰۲:حلبی
۲۲۔الصراط السوی فی مناقب النّبی □ :قاری
۲ ۳۔ معارج العلی فی مناقب المصفی: صدر عالم

نہیں روک سکتا ۔) دوسرے نے وہ شرمناک تحریر لکھی ، اور ایک گروہ توکھلے دشمن کی طرح برہنہ شمشیر لئے رسولِ اسلام ﷺ کے قتل کے درپے ہوگئے ،اگر غدیر کے دن صرف علی ۔ کی دوستی کا اعلان ہوا تھا اور کوئی بہت اہم کام انجام نہیں پایا تھا تو پھر سیاسی پارٹیوں کے سربراہ ،موقع کی تلاش میں رہنے والے حکومت اور اقتدار کے بھوکے رسولِ خدا ﷺ کے قتل کی سازش میں ناکام ہونے کے بعد مسلمانوں کی منظم صفوں کو درہم برہم کرنے کی کوششیں کیوں کرتے رہے ؟اور مکّہ سے مدینہ تک راستے بھر اس کوشش میں کیوں لگے رہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب پر کاری ضرب لگائیں؟ ''غدیر خم '' میں ایسا کونسا اہم واقعہ رونما ہوا کہ ان سارے گروہوں نے جو سازش ممکن تھی کی اور شیطانی چالیں چلیں؟

٨ ۔ناکام سازشیں: تمام مسلمانوں کے حضرت علی ۔ کی بیعت کر لینے کے بعد اور مخالفوں کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے یہ احتمال ہر آن بڑھتا جارہا تھا کہ سرزمین غدیر خم سے مدینہ تک کے طویل راستے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن اس شیطانی سازش میں کامیاب ہو جائے اور ایسی جارحانہ حرکتوں کا مرتکب ہو جو دنیائے اسلام اور امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے خوش آیند نہ ہو، لہٰذا اس خطرے کے پیش نظر پیغمبر ﷺ نے حکم دیا کہ منادی یہ اعلان کردے: (رسول خدا کا حکم ہے کہ مدینہ پہنچنے تک راستے میں دو یا تین آدمی اس بات کا حق نہیں رکھتے کہ ایک ساتھ جمع ہوں اور ایک دوسرے کے کانوں میں باتیں کریں ۔)

آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے شیطانی منصوبے خاک میں مل گئے ، تمام سازش آمیز اتحاد ٹوٹ گیا اور مخالفین اپنی ان شیطانی سازشوں اور حرکتوں کو عملی جامہ نہ پہنا سکے ،اس قافلے کے مدینہ کی طرف سفر کے دوران حذیفہ کے غلام (جس کا نام سالم تھا) نے دیکھا کہ ابو بکر ،عمر اور ابو عبیدہ جرّاح ایک جگہ جمع ہیں اور آپس میں گفتگو میں مشغول ہیں ،اس نے کہا کہ اگر مجھے نہیں بتاؤگے تو

٢۴۔ تفسیر شاہی :محبوب عالم
٢۵ ۔ذخیرة المآل : حفظی شافعی
٢۶۔ الروضۃ النّدیّۃ: یمانی
٢٧۔نورالابصار ،ص ٧٨: شبلنجی
٢٨۔ تفسیر المنار ،ج۶ ص ۴۶۴: رشید رضا
٢٩۔ الغدیر ،ج١ ص ٢٣٩: علاّمہ امینی ؒ (اور سینکڑوں شیعہ اور سُنّی کتبِ تفسیرجنہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیاہے

پیغمبر ﷺ کو اطلاع دے دوں گا، انہوں نے وعدہ و وعید کے بعد سالم سے کہا کہ: (ہم چاہتے ہیں کہ ولایت علی ـ کی اطاعت نہ کرنے پر اتحاد کرلیں تو بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جا ـ) سالم نے کہا : کیونکہ میں بنی ہاشم اور علی ـ کا دشمن ہوں اس لئے مجھے منظور ہے ـ لیکن یہ چھوٹا سا جلسہ بھی رسولِ خدا ﷺ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا اور راستے میں اُن سے مخاطب ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا : (میں نے تم لوگوں کو جمع ہونے اور کانوں میں باتیں کرنے سے منع کیا تھا تم لوگوں نے اطاعت کیوں نہیں کی جان لو کہ خدا وند عالم تمہارے ہر عمل سے واقف ہے اور کوئی شی اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے ـ)اگر غدیر کے دن کی تاریخی حقیقت کا کما حقہٗ مطالعہ اور تحقیق کی جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ روزِ غدیر صرف دوستی کے اعلان کے لئے نہیں تھا،اور لفظ '' مولیٰ '' اور '' ولی '' کے معنیٰ صرف (امامت اور رہبری) ہی کئے جا سکتے ہیں، گویا پیغمبر ﷺ نے غدیر میں فرمایا : (ہر اسکا کہ جسکا میں رہبر ،امام اور مولیٰ ہوں علی ـ بھی رہبر ،امام اور مولیٰ ہے) اور کیونکہ آپ ﷺ نے امت مسلمہ کی رہبری اور امامت کا واضح اور قطعی اعلان کیا اور حضرت علی ـ کے لئے بیعت لے لی تو منافقوں کی امیدوں، موقع کی تلاش میں رہنے والوں کے انتظار اور انکی حد درجہ مخالفانہ کوششوں پر پانی پھر گیا ـ

رسول اکرم ﷺ اور علی ـ کی دوستی

امام علی ـ کا دوست رکھنا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حضرت علی ـ کے ساتھ دوستی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی، علی ـ پیغمبر ﷺ کی جان اور پیغمبر اکرم ﷺ حضرت علی ـ کی جان تھے آغاز بعثت کے وقت سے سب لوگ یہ دیکھتے رہے کہ علی ـ اور حضرت خدیجہ سلامُ اللہ علیہا حجر اسمٰعیل کے برابر میں آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے ہیںیہ سب نے دیکھا کہ حضرت علی ـ پیغمبرؐ کے بستر پر سوئے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کی تاکہ آپ ﷺ کی جان بچا سکیں سب نے دیکھا کہ حضرت علی ـ بعثت وھجرت میں ایک پروانے کی طرح شمع رسالت کے گرد چکر لگاتے رہے سب نے یہ بارہا سنا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی کے ساتھ اپنی دوستی کا اعلان کیا : جن میں سے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں ا۔ جنگ اُحد میں دوستی کا اعلان: ابن اثیر اپنی تفسیر میں

لکھتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ حملے کے لیے تیار ہے حضرت علی ۔ کو حکم دیا کہ اس گروہ پر حملہ کریں، حضرت علی ۔ نے حکم کی اطاعت کی اور ان لوگوں پر حملہ کرکے کافی کو قتل اور باقی کو فرار پر مجبور کر دیا بعد ایک اور گروہ کو دیکھا اور حضرت علی ۔ کو حملہ کا حکم دیا علی ۔ نے انکو بھی مار بھگایا اس وقت فرشتہ وحی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یہ فداکاری کی انتہا ہے جو حضرت علی ۔ دکھا رہے ہیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! (وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں) اس وقت آسمان سے یہ آواز آئی، لَا فَتیٰ إِلَّا عَلِیّ ،لَا سَیْفَ إِلَّا ذُوالفِقَار (علی ۔ جیسا شجاع جوان اور ذوالفقار جیسی تلوار وجود نہیں رکھتی) ۔ابن ابی الحدید بھی لکھتے ہیں : جب اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے اکثریت فرار ہو رہی تھی تو دشمن کے مختلف دستے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد گھیرا تنگ کرنے لگے قبیلۂ بنی کنانہ کا ایک گروہ ،اور ایک گروہ قبیلہ عبد مناۃ کا جس میں چار نامور جنگجو بھی؛ تھے جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھنے لگے توآپ نے حضرت علی ۔ سے فرمایا : ان لوگوں کے حملے کو رفع دفع کرو علی ۔ جو پا پیادہ جنگ میں مصروف تھے ،پچاس افراد پر مشتمل اس گروہ پر حملہ کرکے انھیں پسپا کر دیا انھوں نے کئی بار جمع ہو کر حملہ کیا لیکن پسپائی انکا مقدر تھی ان حملوں میں چار مشہور جنگجو اور دس دوسرے افراد جنکا نام تاریخ میں نہیں ملتا علی ۔ کے ہاتھوں قتل ہوئے جبرئیل نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا :(حق یہ ہے کہ علی ۔ فداکاری کر رہے ہیں، فرشتے انکی اس جاں فشانی سے تعجب میں مبتلا ہیں)پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ایسا کیوں نہ ہو حضرت علی ۔ مجھ سے ہیں اور میں علی ۔ سے ہوں، جبرئیل نے کہا : میں بھی آپ سے ہوں۔ اس وقت آسمان سے دوبارہ یہ آوازآئی ''لَا سَیْفَ إِلَّا ذُوالفُقَاروَلَا فَتیٰ إِلَّا عَلِیّ ''، لیکن کہنے والا دکھائی نہیں دے رہا تھا،جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا یہ کس کی آواز ہے ؟توآپ نے فرمایا جبرئیل کی آواز ہے[1] ۔

---

[1] ابن ا بی الحدید نے شرح نہج البلاغہ ،ج۱۴ ص ۲۵۳میں اور خوارزمی نے کتاب المناقب' ص ۲۲۳ میں روایت کی ہے اپنی اس فداکاری (کہ جس کے نتیجے میں آسمان سے یہ ندا آئی) کو حضرت علی ۔ نے شوریٰ کی تشکیل کے وقت اعضا کے سامنے دلیل کے طور پر پیش کیا۔

۲۔ جنگ خیبر میں دوستی کا اعلان: جنگ احزاب میں کامیابی کے بعد جب یہودیوں نے خیانت کی اور عہد و پیمان کا پاس نہ کیا تو مسلمان رسولِ خدا ﷺ کی قیادت میں جنگ خیبر کے لئے تیار ہوئے اور حملے کے آغاز میں ہی یہودیوں کے بعض قلعوں کو فتح کر لیا حضرت علی ۔ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے ۔

چھوٹے چھوٹے قلعوں کو فتح کرنے کے بعد مسلمان سپاہیوں نے بڑے قلعوں ''وطیع 'اور ''سلالم ''کی طرف پیش قدمی کی لیکن قلعہ کے باہر ہی یہودیوں کی سخت مقاومت کا سامنا ہوا ،یہی وجہ تھی کہ اسلام کے دلیر سپاہی اس تمام جاں نثاری ،فداکاری اور سنگین نقصانات (جنکا ذکر اسلامی مورخ ابن ہشام نے مخصوص باب میں کیا ہے)کے با وجود کامیابی حاصل نہ کر سکے، لشکرِ اسلام کے سپاہی دس دن سے زیادہ نبرد آزمائی کرتے رہے۔ لیکن ہر روز بغیر کامیابی کے لوٹتے رہے ایک دن جلیل القدر صحابی رسول ﷺ، ابو بکر سفید پرچم لے کر قلعہ خیبر کو فتح کرنے کے لئے روانہ جنگ ہوے مسلمانوں نے بھی ان کی سالاری میں حرکت کر دی لیکن کچھ دیر بعد بغیر کسی نتیجہ کے واپس لشکر گاہ کی طرف پلٹ آئے سالار اور سپاہی سب ایک دوسرے کو قصوروار ٹھراتے ہوئے بزدلی اور فرار کا الزام لگارہے تھے ۔ایک دن لشکر کی سالاری عمر کو دی گئی انہوں نے بھی اپنے دوست کی کہانی دہرائی اور جیسا کہ طبری[1] نے نقل کیا ہے،میدانِ جنگ سے پلٹنے کے بعد قلعۂ خیبر کے سردار مرحب کی غیر معمولی دلاوری اور شجاعت کے ذکر سے پیغمبر ﷺ کے ساتھیوں کو ہراساں کرتے رہے اس صورت حال نے پیغمبر ﷺ اور مسلمان سرداروں کو سخت پریشانی میں مبتلا کر دیا، ان حساس حالات میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فوج اسلام کے سپاہیوں اور سرداروں کو جمع کیا اور یہ قیمتی کلمات ارشاد فرمائے'': لَأُعطِيَنَّ الرَّايَۃَ غَداً رَجُلاً يُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ وَيُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُولُہُ يَفتَحُ اللّٰہُ عَلیٰ يَدَيہِ ، لَيسَ بِفَرَّارٍ[2]'' (یہ علم میں کل اس مرد کے ہاتھوں میں دونگا جو خدا اور اسکے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہوگا اورخدا اور پیغمبر ﷺ اس کو دوست رکھتے ہونگے ،اللہ اسکے ہاتھوں پر فتح (قلعہ پر غلبہ) دیگا وہ مرد ہرگز میدان جنگ سے دشمن کی طرف پشت کر کے بھاگنے والا نہ ہوگا ۔)

---

[1] تاریخ طبری ، ج۲ ،ص ۳۰۰
[2] مجمع البیان ، ج ۹، ص ۱۲۰ ۔ سیرۂ حلبی ، ج ۲، ص ۴۳ ۔ سیرۂ ابن ہشام ، ج ۳ ، ص ۳۴۹

طبری اور حلبی کی ایک روایت کے مطابق اس طرح فرمایا: ''کَرّارٍ غَیرُ فَرّار'' (دشمن پر حملہ کرتا ہے اور ہرگز فرار نہیں ہوتا[۱]) یہ جملہ اس سردار کی فضیلت، معنوی برتری، شہامت اور شجاعت کی حکایت کرتا ہے کہ فتح و کامرانی جنکا مقدر ہے اور کامیابی جسکے ہاتھوں حاصل ہوگی؛ سپاہیوں اور سرداروں کے درمیان خوشی، اضطراب اور پریشانی کی ملی جُلی کیفیت ہے کہ کل یہ اعزاز کس کوملنے والا ہے ؟ ایک عجیب غوغا خیموں اور اطراف میں بلند تھا، ہر شخص کے دل میں یہ آرزو تھی کہ کل یہ اعزاز مجھے مل جائے[۲]۔ رات کی تاریکی نے ہر جگہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا مسلمان سپاہی اپنے اپنے خیموں میں تھے سب جلداز جلد یہ جاننا چاہتے تھے کہ کل یہ اعزاز کس کو دیا جائے گا[۳]؟ ناگاہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! علی ـ کہاں ہیں ؟ جواب دیا گیا کہ ؛ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں اور ایک گوشے میں آرام فرما رہے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !انکو بلایا جائے لہٰذا امیر المؤمنین ـ کے ساتھ دوستی کا اعلان تو غدیرِ خم سے کئی سال پہلے ہو چکا تھا جب علی ـ دشمن کی صفوں کو توڑتے اور سردارانِ قریش کے سروں کو کچلتے ؛جب جنگِ اُحد میں قریش کے طاقتو ر علمداروں کو خاک میں ملایاجب جنگِ احزاب میں قریش کے دلیر پہلوان عمرو ابن عبدِ ود کو مغلوب کیا ـ جب جنگِ ذاتُ السلاسل میں دشمن کی طاقت کو خاک میں ملایامسلمانوں نے دیکھا اور سنا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دل و جان سے علی ـ کو چاہتے ہیں اور انکے زخموں پر آنسو بہاتے ہیں اور ان کا تعارف اپنی جان کہکر کراتے ہیں، جب علی ـ میدان جنگ کی طرف جاتے تو اشک آلودہ آنکھوں کے ساتھ ہاتھ دعا کے لئے بلند کرتے اور علی ـ کی خدا سے سلامتی طلب کرتے ہیں، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی ـ کے ساتھ دوستی کوئی ایسی ڈھکی چھپی اور پوشیدہ بات نہیں تھی جو غدیر میں عام کی گئی ہو امیر المؤمنین ـ کی پیغمبر

---

[۱] ابن ابی الحدید نے ان دو سرداروں کے فرار سے سخت متأثر ہوتے ہوئے اپنے معروف قصیدہ میں اس طرح بیان کیا وما انس لا انس اللّذِینَ تقدما و فر هما و الفر ، قد علما(اگر ہر چیز کو بھول بھی جاؤں لیکن ان دو سرداروں کے فرار کو نہیں بھول سکتا کیونکہ وہ تلواریں ہاتھ میں لے کر دشمن کی طرف گئے اور یہ جاننے کے باوجود کہ جہاد سے فرار کرنا حرام ہے دشمن کی طرف پیٹھ کرکے فرار ہو گئے ۔)و للر ایۃ العظمیٰ و قد ذهبابها ملابس ذل فوقها و جلابیب(وہ لوگ بڑا پرچم لے کر دشمن کی طرف گئے لیکن معنوی طور پر ذلّت اور خواری کے پردے میں لپٹاہوا تھا۔) یَشلّہمامن آل موسیٰ شمردل طویل نجاد السّیف ،اجید یعبوبفرزندانِ موسیٰ میں سے ایک تیز و طرّار اور بلند قامت جوان انکو میدانِ جنگ سے دور کر رہا تھا وہ بہترین اور تند رو سوار تھا۔

[۲] جب حضرت علی ـ نے خیمہ میں آپ کے اس فرمان کو سنا تو بڑے شوق دل کے ساتھ فرمایا ’’ !اللّٰہُمَّ لَا معطی لما منعت ولا مانع لما أَعطیت‘‘ سیرۂ حلبی ،ج۳، ص ۱۴۱اے پرودگا ر جس سے تو منع کیااسے انجام نہیں دوں گا اور جس کاامر فرمایااسے انجام دوں گا۔

[۳] تاریخ طبری کی عبارت اس بحث میں کچھ ایسی ہے : فتطاول ابو بکر و عمر

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی اور محبت کی شدت سے ہر خاص و عام واقف تھا اور مہاجرین و انصار میں سے بہت سارے بزرگ افراد اس دوستی اور محبت پر رشک کرتے تھے ۔

سیاسی جماعتوں کے سربراہ اور منافقین اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ اعتراض کر سکیں اور حسد کی آگ بجھا سکیں، لہٰذا کوئی بھی دانشمند مورّخ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ''غدیر خم''صرف دوستی کا اعلان تھا اور کوئی خاص بات رونما نہیں ہوئی۔

۳۔امام ۔کے دوستوں کی پہچان: نہ صرف یہ کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المؤمنین ۔کے ساتھ اپنی دوستی کا بارہا و بارہا اعلان کر چکے تھے بلکہ انکے دوستوں کو بھی پہچنوا چکے تھے اور انکے دشمنوں کے چہروں سے بھی پردے اُٹھا چکے تھے۔

۴۔حضرت علی ۔کی دوستی مؤمن اور منافق کی پہچان کا معیار :غدیر خم سے کئی سال پہلے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ۔کی دوستی کو ''حق و باطل'' اور مؤمن و منافق ''کی پہچان کا معیار قرار دیا، اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ علی بن ابی طالب ۔ایمان اور کفر کا معیار ہیں۔ صرف مؤمنین ہی آنحضرت ۔کے دوست ہو سکتے ہیں اور صرف منافقین ہی آپ ۔سے دشمنی کر سکتے ہیں۔ یہ حدیث شریف جس سے شیعہ اور سُنّی کتابیں بھری ہوئی ہیں حد تواتر سے گذر چکی ہے،اور امیرُالمؤمنین ۔کے لئے ایسی فضیلت کا درجہ رکھتی ہے کہ جو آپ ۔کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں۔ اس حدیث کو مختلف تعابیر کے ساتھ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : یَا عَلِیُّ لَا یُحِبُّکَ إِلَّا مُؤْمِن وَلَا یُبْغِضُکَ إِلَّا مُنَافِق[1]'' (یا علیؑ! سوائے مؤمن کے کوئی تمہارا محب اور چاہنے والا نہیں اور سوائے منافق کے کوئی تم سے بغض وکینہ نہیں رکھتا ۔) حارث ہمدانی کہتے ہیں: میں نے ایک دن حضرت علی ۔کو دیکھا کہ ممبر پر تشریف فرما ہیں اور پروردگار کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا : ''قَضَاءٌ قَضَاہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ لِسَانِ

[1] ارشاد مفید ۔ص ۱۸ ، بحار الانوار ۔ ج۳۹ ص ۳۴۶ ۔ ۳۱۰ ، صحیح مسلم ۔ ج۱ ص ۴۸ (باب الدّ لیل علی حسب الانصار) ، صواعق محرّقہ ۔ابن حجر ص۱۲۰ ، حدیث ۔(ہشتم از فضائل آنحضرت ۔) ، شرح ابن ابی الحدید ج۱۸ ص ۱۷۳ حکمت ۴۲ کے ذیل میں کہتا ہے کہ (ہٰذالخبر مرویٌّ فی الصّحاح)

النَّبِیِّ صلى الله عليه وآله وسلم ، إِنَّہٗ قَالَ : لَا یُحِبُّنِی إِلَّا مُؤمِن وَ لَا یُبْغِضُنِی إِلَّا مُنَافِق وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَریٰ'' (یہ منظور خدا تھا جو رسولِ اکرم صلى الله عليه وآله وسلم کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری ہوئے کہ مجھے دوست نہیں رکھے گا سوائے مؤمن کے اور مجھے دشمن نہیں جانے گا سوائے منافق کے جس نے باطل دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے ۔)[1]

۵ ۔امام ؑکی دوستی نہج البلاغہ کی زبانی: امیرُ المؤمنین ؑ خود نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں '' ! لَوْضَرَبْتُ خَیْشُوْمَ الْمُؤمِنِ بِسَیْفِیْ ھٰذَا عَلیٰ أن یُبْغِضَنِی مَا أبْغَضَنِیْ ؛ وَ لَوْ صَبَبْتُ الدُّنْیَا بِجَمَّاتِہَا عَلَیٰ المنافق علیٰ أن یُحِبَّنِیْ مَا أَحَبَّنِیْ وَذٰلِکَ أنَّہٗ قُضِی فَانْقَضیٰ عَلیٰ لِسَانِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ صلى الله عليه وآله وسلم ؛ أَنَّہٗ قَالَ : یَا عَلِیُّ لَایُبْغِضُکَ مُؤمِن ، وَ لَا یُحِبُّکَ مُنَافِق '' .(میں اگر اپنی شمشیر سے مؤمن کی ناک پر وار کروں تاکہ وہ میرا دشمن ہو جائے وہ کبھی بھی مجھ سے دشمنی نہیں کرے گا اور اگر ساری دنیا منافق کو دے دوں تا کہ وہ میرا دوست ہوجائے ،وہ کبھی بھی میرا دوست نہیں ہو گا یہ خداوند عالم کی مرضی تھی جو پیغمبر صلى الله عليه وآله وسلم کی زبان سے جاری ہوئی ،اے علیؑ !مومن تم سے دشمنی نہیں کرے گا اور منافق تمہارا دوست نہیں ہو گا[2] ۔)

---

[1] ارشاد مفید ، ص ۱۸ ، بحار الانوار ، ج ۳۹ ص ۳۴۶ / ۳۱۰ ، صحیح مسلم ، ج ۱ ص ۴۸ (باب الدّ لیل علی حسب الانصار) صواعق محرّقہ ، ابن حجر ص ۱۲۰ ، حدیث ، (ہشتم از فضائل آنحضرت ۔) ، شرح ابن ابی الحدید ، ج ۱۸ ص ۱۷۳ حکمت ۴۲ کے ذیل میں کہتا ہے کہ : (ہٰذالخبر مرویٌّ فی الصّحاح)

[2] وہ مصنِّفین جنہوں نے اس کلامِ امام کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا مندرجہ ذیل ہیں: ۱۔بشارۃ المصطفیٰ ، ص ۱۳۰ و ۱۸۱ : مرحوم طبریؒ (متوفّیٰ ۵۵۳ ہـ)
۲۔ کتابِ امالی ، ج ۱ ،ص ۲۰۹ : شیخ طوسیؒ (متوفّیٰ ۴۶۰ ہـ)
۳۔ ربیع الابرار ، ج ۱، ص ۱۳۸ : زمخشری (متوفّیٰ ۵۳۸ ہـ)
۴۔ روضۂ کافی ، ص ۲۶۸ : مرحوم کلینیؒ (متوفّیٰ ۳۲۸ ہـ)
۵۔مشکاۃ الانوار ، ص ۷۴ : مرحوم طبرسیؒ (متوفّیٰ ۵۴۸ ہـ)
۶۔مقتلِ امیرُ المؤمنین ۔ ، ص ۳ : ابن ابی الدنیا (متوفّیٰ ۲۸۱ ہـ)
۷۔ تاریخ دمشق ، ج۲ ، ص ۱۹۰ : ابن عساکر (متوفّیٰ ۶۷۳ ہـ)
۸۔ علل الشّرایع ، ص ۵۹/۵۸ : شیخ صدوقؒ (متوفّیٰ ۳۸۰ ہـ)
۹۔ بحار الانوار ، ج۳۶ ، ص ۲۱۶ : مرحوم مجلسیؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ہـ)
۱۰۔ کتاب احتجاج (بہ نقل بحار) : مرحوم طبرسیؒ (متوفّیٰ ۵۴۸ ہـ)
۱۱۔ بحار الانوار ، ج۳۹ ، ص ۲۵۲ تا ۲۵۶ : مرحوم مجلسیؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ہـ)
۱۲۔ کتاب محاسن ، ص ۱۵۰ و ۱۵۱ : علّامہ برقیؒ (متوفّیٰ ۲۷۴ ہـ)
۱۳۔ کتاب ارشاد ، ص ۳۵ / ۱۷ و ۱۸ : شیخ مفیدؒ (متوفّیٰ ۴۱۳ ہـ)
*مندرجہ ذیل منابع بحارالانوار (ج۳۹ ، ص ۲۶۲ تا ۳۲۶) میں نقل کئے گئے ہیں ۔
۱۴ ۔ کتاب حلیۃ : سمعانی ۱۵۔ کتاب الفضائل ص ۱۰۰ : سمعانی
۱۶۔ مسند احمد : احمد بن حنبل (متوفّیٰ ۲۴۱ ہـ)
۱۷۔ جامع ترمذی : ترمذی (متوفّیٰ ۲۷۹ ہـ)
۱۸۔ کتاب مسند : موصلی
۱۹۔ تاریخ بغداد : خطیب بغدادی (متوفّیٰ ۴۶۳ ہـ)E
۲۰۔سنن ابن ما جہ : ابن ما جہ (متوفّیٰ ۲۷۵ ہـ)
۲۱۔ کتاب صحیح بخاری : بخاری (متوفّیٰ ۲۵۶ ہـ)
۲۲۔کتاب صحیح مسلم : مسلم (متوفّیٰ ۲۶۱ ہـ)

خطبۂ حجۃالوداع پر ایک نظر

غدیر خم کے اصلی پیغام کی شناخت کا ایک طریقہ اور ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اس دن کے خطبہ کا عمیق نظروں سے جائزہ لیا جائے جو اس تاریخ ساز دن بیان ہوا! (آفتاب آمد دلیل آفتاب) موجب اختلاف ابحاث اور کسی ایک فرقہ یا گروہ کے اظہار نظر پر بات کرنے سے پہلے اس بات پر غور و فکر کرنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے غدیر خم کے دن اپنے خطبہ میں کن اہم مسائل کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی ؟اگر آنحضرت ﷺ کا ہدف و مقصد صرف یہ تھا کہ علی ـ کی دوستی کا اعلان فرمائیں تو سورۂ مائدہ کی آیۂ/ ۵۵ (بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ) کا تعلق سے حضرت علی ـ کی خلافت اور امامت سے کیوں ہے ؟جیسا کہ ارشاد فرمایا : (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :یَا أَیُّہَا الرَّسُوْلُ! بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ)[فِی عَلِیٍّ یَعْنِی فِی الْخِلَافَۃِ لِعَلِیِّ بْنِ أَبِی طَالِبٍ](وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہُ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ) پیغمبر اکرم ﷺ کے خطبۂ حجۃ الوداع کا کچھ حصہ اے رسولِ خدا ﷺ! جو کچھ [حضرت علی ـ کے بارے میں]تمہارے خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے اس کو لوگوں تک پہنچا دو یعنی حضرت علی ـ کی خلافت اور امت مسلمہ سے رہبری کے بارے میں مسلمانوں کو بتا دو ، اپنے خطبے میں حضرت علی ـ کی وصایت اورامامت کوواضح طور پر بیان کیوں فرمایا :فَأَعْلَمُ کُلَّ أَبْیَضٍ وَأَسْوَدٍ أَنَّ عَلِیَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ، أَخِیْ وَ وَصِیِّیْ وَ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی أُمَّتِیْ وَالْإِمَامُ مِنْ بَعْدِیْ[1] (لہٰذا سارے ! سیاہ و سفید یہ جان لیں

٢٣۔کتاب الغارات : ابن ہلال ثقفی (متوفّٰی ٢٨٣ ھ)
٢۴۔ شرح الالکانی : الکانی
٢۵۔ اعیان ، ج٢ ص ٢۶٩ : ابن عقدہ
٢۶۔ کتاب الغریبین : ہروی (متوفّٰی ۴٠١ ھ)
٢٧۔کتاب الولایۃ : طبری (متوفّٰی ۴۶٠ ھ)
٢٨ ۔ احتجاج : طبرسی (متوفّٰی ۵٨٨ ھ)
٢٩۔ کتاب امالی ، ص ٣٨ و ٣٩ و ١٧٣ : شیخ مفید ؒ (متوفّٰی ۴١٣ ھ)
٣٠۔ تفسیر البرہان ، ج٣ ص٢٠٧ : بحرانی (متوفّٰی ١١٠٧ ھ)
٣١۔کشف ا لغمہ : مرحوم اربلی ؒ (متوفّٰی ۶٨٧ ھ)
٣٢۔ کشف الیقین : علّامہ حلّی (متوفّٰی ٧۵٧ ھ)
٣٣۔ کتاب طرائف : ابن طاؤوس ----- ٣۴۔ الجمع بین ا لصحیحین : حمیدی
٣۵۔ کتاب صحیح ابی داؤود : ابی داؤود (متوفّٰی ٢۵٧ ھ)
٣۶۔ عیون اخبار الرّضا ، ص ٢٢١ : شیخ صدوق ؒ (متوفّٰی ٣٨٠ ھ)
٣٧۔کتاب العمدۃ : ابن البطریق (متوفّٰی ۶٠٠ ھ)
٣٨۔ کتاب الجمع بین صحاح الستّہ : عبدری
٣٩۔ کتاب الفردوس : ابن شیرویہ --- ۴٠۔ غرر الحکم ، ج۵ ص ١٠٩ : مرحوم آمدی ؒ (متوفّٰی ۵٨٨ ھ)
۴١۔کشف الغمہ ، ج١ ص ۵٢۶ : مرحوم اربلی ؒ (متوفّٰی ۶٨٧ ھ)

[1] پیغمبر اکرم ﷺ خطبۂ حجّۃُالْوداع کا کچھ حصّہ انکی اطاعت کو سب مسلمانوں پر واجب کیوں کر رہے ہیں ؟

کہ علی بن ابی طالب ـ میرے بھائی، خلیفہ، وصی اور جانشین اور میرے بعد اُمّت کے امام و رہبر ہیں ـ)کیا اس قسم کے جملے دوستی کا پیغام پہنچانے کے لئے تھے ؟اگر ہدف، دوستی کا اعلان تھا تو کیوں فرمایا '' :واِعْلَمُوا أن اللّٰہ قَدْ نَصَبَہٗ لَکُمْ وَلِیّاً وَإِمٰاماً،فَرَضَ طٰاعَتہٗ عَلَی الْمُہٰاجِرِیْنَ وَالْأَنْصٰارِ، وَعَلَی التّٰابِعِیْنَ لَہُمْ بِإِحْسٰانٍ، وَعَلَی الْبٰادِی وَالْحٰاضِرِ،وَعَلَی الْعُجَمِیِّ وَالْعَرَبِیِّ، وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْکِ، وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ،وَعَلَی الْأَبْیَضِ وَالْأَسْوَدِ، وَعَلیٰ کُلِّ مُوَحِّدٍ،مٰاضٍ حُکْمُہٗ،جٰازٌ قَوْلُہٗ،نٰافِذٌ أَمْرُہٗ ،مَلْعُوْنٌ مَنْ خٰالَفَہٗ ،مَرْحُوْمٌ مَنْ تَبِعَہٗ ،وَصَدَّقَہٗ ،فَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ وَلِمَنْ سَمِعَ مِنْہُ وَأَطٰاعَ لَہٗ '' .اے لوگو! جان لو کہ خدا وندِ عالم نے علی ـ کو تمہارا امام اور سرپرست بنایا ہے،انکی اطاعت تمام مہاجرین و انصار، اسلام کے نیک پیروکار، شہری و دیہاتی، عرب و عجم ، غلام و آزاد ،چھوٹے بڑے ، کالے گورے اور ہر اس خداپرست پر جو ایک خدا کی پرستش کرتا ہے واجب قرار دی ہے؛ انکے فرمان پر عمل ، کلام کا سننا اور حکم کی بجا آوری واجب ہے؛ ملعون ہے وہ شخص جو انکی مخالفت کرے اور اس پر خدا کی رحمت جو انکی اطاعت کرے، انکی تصدیق کرنے والا مومن ہے جو بھی ان سے سنے اور ان کی اطاعت کرے خدا اس کو بخش دے گا ـ) اگر روزِ غدیر صرف دوستی کے اعلان کے لئے تھا تو پھر حضرت علی ـ اور انکے فرزندوں کی امامت اور رہبری کی بات کیوں کر رہے ہیں ؟امامت اور رہبری کو تا روزِ قیامت علی ـ اور انکے فرزندوں میں کیوں قرار دے رہے ہیں؟جیسا کہ فرمایا: '' ثُمَّ مِنْ بَعْدِی عَلِیٌّ وَلِیُّکُمْ، وَإِمٰامُکُمْ بِأَمْرِ اللّٰہِ رَبِّکُمْ، ثُمَّ الامٰامَۃُ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ مِنْ وُلْدِہٖ إِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰامَۃِ،یَوْمَ تَلْقَوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ '' .(خدا وندِ عالم کے حکم سے میرے بعد علی ـ تمہارے امام اور ولی ہونگے اور انکے بعد امامت میری ذرّیت میں ہے کہ جو علی ـ سے ہوگی اور رتا روزِ قیامت برقرار رہے گی وہ دن کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے رسول سے ملاقات کروگے ـ)اگر غدیر کا دن صرف دوستی کے اعلان کے لیے تھا تو پیغمبر ﷺ نے خود حضرت علی ـ کی بیعت کیوں کی ؟ اور تمام مسلمانوں کو بیعت کا حکم کیوں دیا ؟دوستی کا اعلان تو بیعت کا تقاضا نہیں کرتا ـ '' أَلَا وَإِنِّیْ عِنْدَ انْقِضٰاءِ خُطْبَتِیْ أَدْعُوْکُمْ إِلیٰ مُصٰافَقَتِی عَلیٰ بَیْعَتِہٖ وَالْإِقْرٰارِ بِہٖ،ثُمَّ مُصٰافَقَتِہٖ مِنْ بَعْدِی؛؛؛أَلَا وَإِنِّی قَدْ بٰایَعْتُ اللّٰہَ ،وَعَلِیٌّ قَدْ بٰایَعَنِیْ وَأَنَا آخِذُکُمْ بِالْبَیْعَۃِ لَہٗ عَنِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (إِنَّ الَّذِیْنَ یُبٰایِعُوْنَکَ إِنَّمٰا

يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا[1]) تم سب آگاہ ہو جاؤ کہ میں اپنے خطبے کے اختتام پر تم لوگوں کو حضرت علی ـ کی بیعت کے لئے بلاؤں گا تو تم سب انکی بیعت کرنا اور انکی امامت کا اعتراف کرنا ،اور پھر انکے بعد آنے والے اماموں کی بھی بیعت کرنا ۔آگاہ ہو جاؤ اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں نے خدا کی بیعت کی اور علی ـ نے میری بیعت کی میں خدا وندِ عالم کی طرف سے تم لوگوں کو حضرت علی ـ کی بیعت کرنے کے لئے دعوت دیتا ہوں، آیہ ۱۰/ سورۂ الفتح : (بتحقیق جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ خدا کی ہی بیعت کرتے ہیں خدا کی قوت اور قدرت تو سب کی قوت پر غالب ہے، جو عہد شکنی کرے گا اسکو نقصان ہوگا ،اور جو عہد و پیمان کو وفا کرے گا خدا وندِ منّان اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائے گا ـ)

جو شخص بھی عہد کو توڑے گا اسنے اپنے نقصان میں کام کیا، خداوند عالم کی جانب سے مجھے یہ کام سونپا گیا ہے کہ تم لوگوں سے علی ـ کے لئے بیعت لوں ، لہٰذا جو کچھ خدا وند عالم کی طرف سے ولایت علی ـ کے سلسلے میں نازل ہوا ہے اسکا اعتراف کرو اور ان کوامیرُالمؤمنین جانو ،اور علی ـ کے بعد آنے والے میرے خاندان میں سے اور علی ـ کے فرزندوں کی امامت کو قبول کرو ،اور انکے قائم حضرت مہدی ـ ہونگے جو تا روزِ قیامت حق سے قضاوت کریں گے ـ) اگر سارے اسلامی فرقے آنحضرت ﷺ کے خطبہ حجۃالوداع کو ہر قسم کے تعصب سے ہٹ کر دیکھیں اور اس میں غور و فکر کریں تو حقیقت کو نور خورشید کے مانند پائیں گے،اور حق کے مزے سے آشنا ہو جائیں گے ـ

[1] سورةُ الْفَتْح/ ١٠

دوسری فصل

آیا واقعۂ غدیر ولایت کے اعلان کے لئے تھا؟

بعض لوگوں نے اپنی تقاریر اور تحریروں میں بغیر کسی تحقیق اور تدبّر کے واقعۂ غدیر کے بارے میں لکھا اور کہا کہ (غدیر کا دن اعلان ولایت کا دن ہے ۔)اور اس بات کی اتنی تکرار کی گئی کہ قارئین اور سامعین کے نزدیک یہ بات ایک حقیقت بن گئی اور سب نے اس کو عقیدے کے طور پر قبول کر لیا ۔

سطحی طرز تفکر اور پیام غدیر

واقعاً کیا غدیر کے دن صرف اعلان ولایت کیا گیا؟مشہور اہل قلم و بیان کے قلم و بیان سے یہی بات ثابت ہوتی ہے جو غلط فہمی کا سبب بنی جسکے نتیجے میں لوگوں کو واقعۂ غدیر سے صحیح اور حقیقی آگاہی حاصل نہ ہو سکی درست ہے کہ عید غدیر کے دن (ولایتِ عترت) کا اعلان بھی کیا گیا ،لیکن روز غدیر کو صرف ولایت کے اعلان سے ہی مخصوص نہیں کیا جا سکتا ۔اگر کسی نے کم علمی،عدم آگاہی یا اپنی سطحی سوچ کی وجہ سے اس قسم کا دعویٰ کیاہے اور اخباروں رسالوں اور مختلف جرائد میں ایسا لکھا گیا ہے تو کوئی بات نہیں، لیکن اس کے بر طرف کرنے کی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا غدیر کی حقیقت کو شائستہ اور دلنشین انداز میں بیان کر کے امت مسلمہ کی جان و دل کو پاک کیا جائے ۔

ولایت کا اعلان غدیر سے پہلے

روز غدیر رسول اکرم ﷺ کے اہم کاموں میں سے ایک کام اعلان ولایت تھا نہ صرف روز غدیر بلکہ آغاز بعثت سے غدیر تک ہمیشہ آپ ﷺ حضرت علی ـ کی(ولایت) اور (وصایت) کے بارے میں لوگوں کو بتاتے رہے۔اگر غدیر کا دن صرف اعلان ولایت کے لئے تھا تو فرصت طلب منافقین اتنا ہاتھ پاؤں نہ مارتے اور پیامبر گرامی ﷺ کے قتل کا منصوبہ نہ بناتے،کیونکہ

آپ ﷺ بارہا مدینہ میں ، اُحد میں، خیبر میں ،بیعت عقبہ میں، بعثت کے آغاز پر، ہجرت کے دوران،غزوۂ تبوک کے موقع پر اور کئی حساس موقعوں پر علی ـ کی ولایت کا اعلان کر چکے تھے ـ اپنے بعد کے امام اور حضرت علی ـ کے فرزندوں میں سے آنے والے دوسرے اماموں کا تعارف ناموں کے ساتھ کروا چکے تھے، مگر کسی کو دکھ نہ ہوا، کچھ منافق چہرے بھی وہاں موجود تھے لیکن انھوں نے کسی قسم کی سازش نہیں کی، کوئی قتل کا منصوبہ نہیں بنایا کیوں ؟اس لئے کہ صرف اعلان ولایت انکے پوشیدہ مقاصد کے لئے کوئی خطرے والی بات نہیں تھی،غدیر سے پہلے اعلان ولایت کے چند نمونے پیش خدمت ہیں : ١ـ ولایتِ علی ـ کا اعلان آغاز بعثت میں: حضرت امیر المؤمنین ـ کی ولایت کا اعلان غدیر کے دن پر منحصر نہیں بلکہ آغاز بعثت کے موقع پر ہو چکا تھا، سیرۂ ابن ہشام میں ہے کہ بعثت کو ابھی تین سال بھی نہ گذرے تھے کہ خدا وند عالم نے اپنے حبیب سے فرمایا: (أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ[1])(اے رسول تم اپنے قرابت داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ)اس آیت کے نازل ہوتے ہی پیغمبر ﷺ کی اسلام کے لئے مخفیانہ دعوت تمام ہو گئی اور وہ وقت آگیا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور قرابت داروں کو اسلام کی دعوت دیں تمام مفسّرین اور مؤرّخین تقریباً بالاتفاق یہ لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی توپیغمبر ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دینے کا بیڑہ اٹھا لیا ،اور یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے حضرت علی ـ کو گوشت اور شیر (دودھ) سے غذا بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ بنی ہاشم کے بڑے لوگوں میں سے چالیس یا پینتالیس لوگوں کو کھانے پر دعوت دیں[2] دعوت کی تیاریاں ہو گئیں ، سب مہان مقررہ وقت پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگئے ، لیکن کھانے کے بعد (ابو لہب) کی بیھودہ اور سبک باتوں کی وجہ سے مجلس درہم برہم ہو گئی اور کوئی خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہ ہو سکا ،تمام مدعوین کھانا کھا کر اور دودھ پی کر واپس چلے گئے ـ حضورا کرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اسکے دوسرے دن ایک اور ضیافت کا انتظام کیا جائے اور ایک بار پھر ان سب لوگوں کو دعوت دی جائے ،رسولِ خدا ﷺ کے حکم سے حضرت علی ـ نے ان لوگوں کو دوبارہ کھانے اور آنحضرت ﷺ کے کلمات سننے کی دعوت دی سارے مہان ایک

---

[1] سورۂ شعراء / ٢١٤

[2] مجمع البیان ج ٧،ص ٢٦٠، و کامل ابن اثیر ج ٢، ص ٦١، و تفسیر کشّاف ج ٣ ،ص ٣٤١ ، و تفسیر کبیر امام فخر رازی ج ٢٤، ص ١٧٣ ، و تاریخ دمشق ج ١، ص ٨٧ ، و الدرالمنثور ج ٥، ص ٩٧ ، کفایۃ الطالب ص ٢٠٥،

مرتبہ پھر مقررہ وقت پر حاضر ہو گئے، کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد جناب رسولِ خدا نے فرمایا: (جو اپنی اُمّت کا حقیقی اور واقعی راہنما ہوتا ہے وہ کبھی ان سے جھوٹ نہیں بولتا اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں، میں اسکی طرف سے تمہارے لئے اور سارے جہان والوں کے لئے بھیجا گیا ہوں ہا ں اس بات سے آگاہ ہو جاؤ کہ جس طرح سوتے ہو اس ہی طرح مرجاؤ گے، اور جس طرح بیدار؛ ہوتے ہو اس ہی طرح قیامت کے دن زندہ ہو جاؤ گے اعمال نیک بجا لانے والوں کو جزائے خیر اور بُرے اعمال و الوں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا ؛نیک اعمال والوں کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنت اور بدکاروں کے لئے ؛ ہمیشہ کے لئے جہنّم تیا رہے میں پورے عرب میں کسی بھی شخص کو نہیں جانتا کہ جو کچھ میں اپنی امّت کے لئے لایا ہوں اس سے بہتر اپنی قوم کے لئے لایا ہو ؛جس میں بھی دنیا وآخرت کی خیر اور بھلائی تھی میں تمہارے لئے لے کر آیا ہوں میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کو اسکی وحدانیّت اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دوں ۔)

اسکے بعد فرمایا: (وَإنَ اللهُ لَمْ یَبْعَثْ نَبِیّاً إلاّ جَعَلَ لَہُ مِن أھلِہِ أخاً وَ وَزِیراً وَ وٰارِثاً وَوَصِیّاً خَلِیْفَۃً فِی أ ھلِہِ فَأیُّکُمْ یَقُوْمُ فَیُبٰایِعُنِی عَلیٰ أنَّہ أخِی وَوٰارِثِی وَ وَزِیْرِی وَ وَصِیِّ وَیَکُوْن مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھٰارُوْن مِن مُوْسیٰ إلاّ أنَّہُ لاٰ نَبِیَّ بَعْدِ ی)تحقیق خدا وند عالم نے کوئی نبی نہیں بھیجا کہ جسکے قریبی رشتہ داروں میں سے اس کے لئے بھائی، وارث، جانشین، اور خلیفہ مقرر نہ کیا ہو پس تم میں سے کون ہے جو سب سے پہلے کھڑا ہو اور اس امر میں میری بیعت کرے اور میرا بھائی، وارث ،وصی اور وزیر بنے تو اسکا مقام اور منزلت میری نسبت وہی ہے جو موسیٰ کی نسبت ہارون کی تھی فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیامبر نہیں آئے گا[1] ۔)آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس جملے کو تین بار تکرار فرمایا :ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا: (فَأیُّکُمْ یُوٰازِرُنِی عَلیٰ ھٰذَا الأمرِ؟ وَأ ن یَکُوْن أخِی وَوَصِیّ وَ خَلِیْفَتِی فِیْکُمْ؟[2]) (پس تم میں سے کون ہے جو اس کام میں میری مدد کرے اور یہ کہ وہ تمہارے درمیان میرا بھائی، وصی اور خلیفہ ہو گا؟)آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے یہ جملہ ارشاد فرمانے کے بعد کچھ دیر توقّف کیا تاکہ دیکھ سکیں کہ ان لوگوں میں سے کس نے انکی دعوت پر لبّیک کہا اور مثبت جواب

---

[1] مجمع البیان ، ج ۷ ،ص ۲۰۶ / تفسیر المیزان ، ج ۱۵، ص ۳۳۵ / تاریخ دمشق ابن عساکر ، ج ۱۹، ص ۶۸ المنا قب فی ذرّیّۃِ اطائب ۔

[2] حیاتِ محمّد □ ، ڈاکٹر ہیکل ص ۱۰۴ / کامل ابن اثیر ، ج ۲ ،ص ۶۳کفایۃالمطالب ، ص ۲۵۰ و تاریخ مشق ج ۱، ص ۸۹/ شرح ابن ابی الحدید ، ج ۳ ۱ ،ص ۲۱۱۔

دیا؟سب لوگ سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت علی ـ کو دیکھا (جنکا سن اس وقت ۱۵سال سے زیادہ نہ تھا ـ) کہ وہ کھڑے ہوئے اور سکوت کو توڑتے ہوئے پیغمبر ﷺ کی طرف رخ کر کے فرمایا : (اے خدا کے رسول ﷺ !میں اس راہ میںآپکی مدد کروں گا ـ)اسکے بعد وفاداری کی علامت کے طور پر اپنے ہاتھ کو جناب ختمی مرتبت ﷺ کی طرف بڑھا دیا ، رسولِ خدا ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا ؛ اور ایک بار آپ ﷺ نے اپنی بات دہرائی،پھر حضرت علی ـ کھڑے ہوئے اور اپنی آمادگی کا اظہار کیا ،اس بار بھی آپ ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا ؛تیسری دفعہ بھی حضرت علی ـ کے علاوہ کوئی کھڑا نہ ہوا،اس جماعت میں صرف حضرت امیرُالمؤمنین ـ تھے جو کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے اس مقدس ہدف کی حمایت اور پشت پناہی کا کھلا اظہار کیا اور فرمایا :(یا رسول اللہ ﷺ میں اس راہ میں آپکا مدد گار و معاون رہونگا ـ)

آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت علی ـ کے دست مبارک پر رکھا اور فرمایا : ''إنَ ھٰذَ ا أ خي وَ وَ صيِّ وَ خلیفتي علیکُم فَاسمَعُوا لَہُ وَأ طِیعُوہُ ''.بے شک یہ علی ـ تمہارے درمیان میرا بھائی،وصی اور جانشین ہے اسکی بات سنو اور اسکی اطاعت کرو،پیغمبر ﷺ کے اپنوں نے اس موضوع کو بہت سادہ اور عام سمجھا اور یہاں تک کہ بعض نے تو مذاق اڑایا اور جناب ابوطالب ـ سے کہا آج کے بعد اپنے بیٹے علی ـ کی بات غور سے سنو اور اسکی اطاعت کرو ـ) لہٰذا ولایت کا اعلان ،رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے ۳سال بعداور اسلام رائج ہوتے وقت ہی ہو گیا تھا اور غدیر خُم سے پہلے ہی آنحضرت ﷺ کے قرابت داروں اور بزرگانِ قریش کے کانوں تک پہنچ گیا تھا ـ

۲ ـ جنگ تبوک کے موقع پر اعلان ولایت : (حدیثِ منزلت)۹ہجری میں آنحضرت ﷺ نے تبوک کی طرف لشکر کشی فرمائی، چونکہ یہ لشکر کشی بہت طولانی تھی اور آپ ﷺ کو اسلامی حکومت کے دارُ الخلافہ سے بہت دور شام کی سرحدوں تک جانا تھا،اس امر کی ضرورت تھی کہ ایک قدرت مند اور بہادر مرد مدینہ میں آپ ﷺ کا جانشین ہو ؛تاکہ حکومت کے مرکزاور صدر مقام پر امن و امان کی فضا بحال رہے اس لئے حضور اکرم ﷺ نے بہتر یہ سمجھا کہ حضرت علی ابن ابی طالب ـ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرّر

کریں ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبوک کی طرف روانگی کے فوراً بعد ہی منافقوں نے شہر مدینہ میں چر چا شروع کردیا کہ(نعوذباللہ) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی ابن ابی طالب ۔ سے ناراض ہیں اور اب ان سے محبّت نہیں کرتے ،اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اپنے ساتھ لے کر نہیں جا رہے، یہ بات حضرت علی ۔ پر گراں گذر ی ا ور آپ ۔اس کو برداشت نہ کر سکے اس لئے تبوک کے راستے میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی : یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ ایسی ایسی بات کر رہے ہیں حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : (أَنْتَ مِنّيْ بِمنزِلَةِ هٰارُوْن مِن مُوْسیٰ، إلاّ أنَّہ لا نَبِيَّ بَعْدِ ی) اے علی ۔!تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہی ہے جیسے ہارون ۔ کی موسیٰ ۔کے ساتھ تھی لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا[1] ۔)

یعنی : تمہیں اس لئے مدینہ میں رہنا ہے کہ جب بھی موسیٰ اپنے پروردگار کے امر کی بجاآوری کے لئے جاتے تھے ،تواپنے بھائی کو اپنی جگہ پر بٹھا کر جاتے تھے ۔(وَ قٰالَ مُوسیٰ لِأ خِيہِ هٰا رُوْن أُخْلُفْنِي فِی قَوْمِي وَ أَصْلِحْ ولاَ تَتَّبِع سَبِيلَ الْمُفْسِدِيْن[2])اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا : میری اُمّت میں میرے جانشین رہو ،اور انکی اصلاح کرنااور مفسدین کی راہ پر مت چلنا، مذکورہ حدیث میں بھی واقعۂ غدیر سے پہلے حضرت امیرُالمؤمنین ۔ کی وصایت و ولایت کا اعلان ہو چکا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ اتنے تپتے ہوئے صحرا میں صرف ولایت کے اعلان کے لیے لوگوں کو روکا جائے ۔

٣۔ حضرت علی ۔کے رہبر ہونے کا اعلان غدیر سے پہلے:لفظِ(یعسوب) کے معنیٰ رئیس، بزرگ اور ا سلام کے سرپرست کے ہیں[3] ۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ۔ کے بارے میں کچھ اس طرح ارشا د فرمایا ! (يَا عَلِيُّ إِنَّكَ سَيِّدُ الْمُسْلِمِيْن وَيَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْن وَإِمَامُ الْمُتَّقِيْن وَ قَا ءِدُالْغُرِّا لْمُحَجَّلِيْن[4]) اے علی ۔ !تم مومنین کے بزرگ اور رہبر ہو اور پرہیز گاروں کے امام ہو اور با ایمان

---

[1] معانی الاخبار ،ص۷۴ ، جابر ابن عبداللہ اور سعد ابن ابی وقّاص سے نقل کیا ہے۔٢۔ مناقب آلِ ابن طالب ۔ ، ج٣، ص ۱۶۳۔ صحیح خاری ، ج۵ ،ص ۲۴ ، (باب مناقب علی)۴۔ صحیح مسلم ، ج۲، ص۳۶۰ ، (باب فضائل علی ۔) ۵۔ الغدیر ،ج۱ ،ص ۱۹۷ ،ج۳، ۱۹۹ ۶۔ کتاب احقاق الحق ، ج۲۱ ،ص ۲۶ و ۲۷ ۷۔ الغدیر ،ج۱ ،ص ۱۹۷ ، ج۳ ،ص۱۹ ۸۔أَسنی المطالب فی مناقب علی بن ابیطالب ۔ : شمس الدین ابوالخیر جزری ۹۔الضوء اللّامع ، ج۹ ،ص ۲۵۶ ۱۰۔البدر الطالع ،ج۲، ص ۲۹۷

[2] سورۂ اعراف/۱۴۲

[3] لغت میں ہے کہ (الیعسوب ؛ الرّئیس الکبیر ، یقال ھو یعسوب قومہٖ) اصل میں شہد کی مکھیوں کے امیر اور نر کو (یعسوب) کہتے ہیں، جیسا کہ اہل لغت کہتے ہیں (الیعسوب ؛ ذَکَرُ النَّحْلِ وأَمیرھا) ۔

[4] بحار الانوار ، ج۳۸ ص ۱۲۶ تا ۱۶۶ تقریباً ۱۰/روایتیں شیعہ اور سنّی سے اس سلسلے میں نقل ہوئی ہیں ۔

عورتوں کے رہبر ہو) جنابِ امیرالمؤمنین نے ارشاد فرمایا :(أنا یَعْسُوبُ المُؤ منین وَ المال یَعْسُوبُ الفُجّارِ)ابنِ ابی الحدید امیرالمؤمنین کے کلام کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے ! یہ کلمہ خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علی ـ کے بارے میں ارشاد فرمایا :ایک بار ''أنتَ یَعْسُوبُ الدین'' کے لفظوں کے ساتھ اور دوسری بار ''أنتَ یَعْسُوبُ المؤمنین'' کے لفظوں کے ساتھ، اور ان دونوں کے ایک ہی معنیٰ ہیں گویا امیرُالمؤمنین ـ کومؤمنین کا رئیس اور سیّد و سردار قرار دیا ہے[1] نیز اپنی شرح کے مقدمہ میں لکھتاہے : اہل حدیث کی روایت میں ایک کلام نقل ہوا ہے جسکے معنیٰ امیرُالمؤمنین کے ہیں،اور وہ یہ ہے کہ فرمایا ''أنتَ یَعْسُوبُ الدینِ وَالمالُ یَعْسُوبُ الظَّلَمَۃِ.''اے علی ـ !تم دین کے رہبر اور مال گمراہوں کا رہبر ہے) ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا :ہٰذا یَعْسُوبُ الدینِ (یہ علی ـ دین کے رہبر ہیں) ان دونوں روایتوں کو احمد بن حنبل نے اپنی کتاب (مسند) میں اور ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں نقل کیا ہے[2]یاد رہے کہ یہ فضائل اور مناقب امام علی ـ کے ساتھ مخصوص ہیں اور منحصر بہ فرد ہیں ،انکی خلافت کے دلائل میں سے ہیں اور واقعۂ غدیر سے پہلے بیان کئے جاچکے ہیں ـ

۴ـ حضرت علی ـ کی امامت کا اعلان : حدیث اعلان ولایت حضرت امیرُالمؤمنین ـ کی ایک ایسی فضیلت ہے کہ جو آپ ـ کی ذات سے مخصوص، منحصر بہ فرد اور آپ ـ کی خلافت اور امامت کے دلائل میں سے ہے، ابن عبّاس نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ـ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا : یا علی ـ ''أنتَ وَلِیُّ کُلّ مؤمنٍ بَعدی وَمؤمنۃٍ[3].''آپ میرے بعد ہر مؤمن مرد و زن کے ولی اور رہبر ہیں) یہ حدیث بھی غدیر خُم کے اہم واقعہ سے پہلے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے صادر ہوئی سب لوگوں نے اسکو سنا بھی تھا اور حفظ بھی کر لیا تھا ـ

---

[1] شرح ابن ابی الحدید ، ج ،۱۹ص ۲۲۴ حکمت ۳۲۲ کے ذیل میں
[2] شرح ابن ابی الحدید ، ج۱ص ۱۲ : مقدمہ کنز العمال ، حاشیہ مسند احمد
[3] صحیح ترمذی ، ج۵ص ۶۳۲ (باب مناقب علی بن ابی طالب ـ) : ترمذی

۵ ۔ پرہیزگاروں کے امام حضرت علی ۔ : رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ (أوحیَ إلیَّ فی ثلاث أنّہ سیّد المسلمین وإمام المتقین وقائد الغرّ المحجّلین) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :تین بار حضرت علی ۔ کے بارے میں مجھ پر وحی نازل ہوئی : علی ۔ مسلمانوں کے سردار، پرہیزگاروں کے امام اور با ایمان خواتین کے رہبر ہیں[1] اس طرح واضح اور روشن انداز میں ولایت کا اظہار بھی واقعۂ غدیر سے پہلے ہو چکا تھا اور کسی سے پوشیدہ نہ تھا ۔

٦۔ علی ۔ امیرالمؤمنین: ایک اور بہت واضح اور روشن حقیقت یہ ہے کہ رسولِ گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعۂ غدیر سے پہلے حضرت علی بن ابیطالب ۔ کو (امیرالمؤمنین)کا لقب دیا جوکہ حضرت علی ۔ کی امامت اور خلافت کی حکایت کرتا ہے اور یہ لقب آپ ۔ کی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص ہے۔ انس بن مالک : انس بن مالک نے نقل کیا ہے کہ میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم تھا ؛ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمّ حبیبہ کے گھر میں شب بسر کرنا تھی، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضوء کا پانی لے کر آیا تو آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا : ''یا أنس یدخل علیک الساعۃ من ھذا الباب امیرالمؤمنین وخیر الوصیین، أقدم النّاس سلماً و أکثرھم علماً و أرجحھم حلماً ''اے انس !ابھی اس دروازے سے امیرالمؤمنین و خیر الوصیّین داخل ہونگے؛ جو سب سے پہلے اسلام لائے جنکا علم سب انسانوں سے زیادہ ہے؛ جو حلم اور بردباری میں سب لوگوں سے بڑھ کر ہیں[2]) انس کہتے ہیں کہ! میں نے کہا کہ خدایا کیا وہ شخص میری قوم میں سے ہے؟ ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ میں نے دیکھا علی بن ابیطالب ۔ دروازے سے داخل ہوئے جبکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرنے میں مشغول تھے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کے پانی میں سے کچھ پانی حضرت علی ۔ کے چہرۂ مبارک پرڈالا۔ نقل شیخ مفید: ایک اور روایت میں شیخ مفید بہ سند خود ابن عباس سے نقل کرتے ہیں : رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ سلمیٰ سے فرمایا: (إسمعی وإشھدی ھذا ؛ علیٌّ أمیر المؤمنین وسیّد الوصیّین) (اے امّ سلمیٰ میری بات سنو اور اسکی گواہ رہنا کہ یہ علی ابن ابیطالب ۔ مؤمنوں کا امیر اور وصیّوں کا سردار ہے۔)نقل ابن ثعلبہ : شیخ مفید تیسری روایت میں بہ سند خود معاویۃ بن ثعلبہ

---

[1] مستدرک صحیحین ،ج٣، ص ١٣٦ و صحیح بخاری ، مختصر کنزالعمال حاشیۂ مسند احمد ،ص ٣٤ و المراجعات ،ص١٥٠

[2] ارشاد ، ص ٢٠ : شیخ مفید ابن مالک سے نقل کرتے ہیں ۔

سے نقل کرتے ہیں کہ (ابو ذر سے کہا گیا کہ وصیّت کرو ۔ ابوذر نے کہا: میں نے وصیّت کردی ہے ۔ انہوں نے کہا: کس شخص کو؟ ابوذر نے کہا: امیرُ المؤمنین ۔ کو، انہوں نے کہا: کیا عثمان بن عفّان کو؟ ابوذر نے کہا: نہیں امیرُ المؤمنین علی بن ابیطالب ۔ کو جنکے دم سے زمین ہے اور جو اُمّت کی تربیت کرنے والے ہیں ۔) نقل بریدة بن اسلمی: بریدہ بن خضیب اسلمی کی خبر جو علماء کے درمیان مشہور ہے بہت سی اسناد کے ساتھ (کہ جنکا ذکر کلام کو طولانی کرے گا) بُریدہ کہتا ہے کہ: جناب رسولِ خدا ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھ ایک جماعت (ہم لوگ سات افراد تھے ان میں سے منجملہ ابوبکر، عمر، طلحہ، زبیر تھے کو حکم دیا کہ: ''سَلِّمُوا عَلیٰ عَلِیٍّ بِأَمْرَةِ الْمُؤمِنِیْنَ'' علی ۔ کو امیر المؤمنین کے کلمہ کے ساتھ سلام کیا کرو) ہم نے پیغمبر ﷺ کی حیات اور ان کی موجودگی میں ان کو یا امیر المومنین کہکر سلام کیا[1] ۔

نقل عیاشی: عیاشی اپنی تفسیر میں نقل کرتا ہے کہ ایک شخص امام صادق ۔ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: (اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا أَمِیْرَ الْمُؤمِنِیْنَ) امام صادق ۔ کھڑے ہوگئے اور فرمایا: یہ نام امیرُ المؤمنین علی ۔ کے علاوہ کسی اور کے لئے مناسب نہیں ہے اور یہ نام خدا وند عالم کا رکھا ہوا ہے اس نے کہا کہ آپکے امامِ قائم کو کس نام سے پکارا جاتا ہے؟ امام صادق ۔ نے فرمایا: (اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّةَ اللّٰہِ، اَلسَّلامُ عَلَیْکَ یَابن رَسُوْلِ اللّٰہِ[2]) اور امام باقر ۔ نے فُضیل بن یسار سے فرمایا: (یَا فُضَیْلُ لَمْ یُسَمَّ بِہَا وَاللّٰہِ بَعْدَ عَلِیٍّ أَمِیْرِ الْمُؤمِنِیْنَ إِلا مُفْتَرٍ کَذَّابٌ إِلیٰ یَوْمِ النَّاسِ ھٰذَا[3]) اے فضیل! خدا کی قسم علی ۔ کے علاوہ کسی کو بھی اس نام (امیر المؤمنین) سے نہیں پکارا گیا اور اگر کسی کو پکارا گیا تو وہ خائن اور جھوٹا ہے ۔)واقعۂ غدیر سے قبل حضور اکرم ﷺ سے اتنی فراوان اور وسیع روایات و احادیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ روز غدیر (ولایت)کے اعلان کے لئے مخصوص نہیں تھا، بلکہ اس

---

[1] ارشادِ شیخ مفید، ص ٢٠ : شیخ مفید و بحارُالانوار ، ج٣٧ ،ص ٢٩٠ تا ٣٤٠ : علامہ مجلسی ، الغدیر ج٨ ،ص ٨٧۔ ج٦، ص ٨٠ : علّامہ امینی و حلیة الا ولیاء ، ج ١، ص ٦٣ : ابو نعیم

[2] تفسیر عیّاشی ، ج ١، ص ٢٨٦ (سورۂ نساء کی آیت /١١٧ کے ذیل میں)

[3] بحار الانوار ، ج٣٧، ص ٣١٨

سے بھی بڑھ کر اور اہم چیز حقیقت کے روپ میں سامنے آئی اور وہ حقیقت حضرت علی ۔ کیلئے لوگوں کی بیعت عمومی تھی، کیونکہ اگر لوگوں کی عمومی بیعت نہ ہو توامام ۔ کی قیادت و راہنمائی قابل اجرا اور قابل عمل نہ رہے گی ۔

۷۔ اعلان ولایت بوقت نزول وحی: جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت علی ۔ کی امامت اور وصایت کا بھی اعلان ہوا ۔ امیرالمؤمنین ۔ نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: جب وحی نازل ہو رہی تھی تو میں نے شیطان کی گریہ وزاری کی آواز سنی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی وجہ پوچھی ؛ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سوال کے مناسب جواب کے ساتھ میری وصایت اور ولایت کو بھی بیان فرمایا ۔)[1] (وَلَقَدْ کُنْتُ أَتَّبِعُہُ أتّبَاعَ الْفَصِیْلِ أثَرَ أُمِّہ * یَرْفَعُ لِی فِی کُلِّ یَوْمٍ مِن إخْلَاقِہِ عَلَمًا وَ یَأْمُرُنِی بِالْإقْتِدَاءِ بِہِ وَ لَقَدْ کَانَ یُجَاوِرُ فِی کُلِّ سَنَۃٍ بِحِرَاءِ فَأَرَاہُ ، وَلَا یَرَاہُ غَیْرِی؛ وَلَمْ یَجْمَعْ بَیْتٌ وَاحِدٌ یَوْمَءِذٍ فِی الْإسْلَامِ غَیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَخَدِیْجَۃَ وَ أنَا ثَالِثُھُمَا أَرَی نُوْرَ الْوَحْیِ وَ الرِّسَالَۃِ، وَ أَشُمُّ رِیْحَ النُّبُوَّۃِ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّۃَ الشَّیْطَانِ حِیْنَ نَزَلَ الْوَحْیُ عَلَیْہِ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا ھٰذِہِ الرَّنَّۃُ ؟ فَقَالَ! (ھٰذَا الشَّیْطَانُ قَدْ أَیِسَ مِنْ عِبَادَتِہِ إنَّکَ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ،وَتَرَی مَا أَرَی، إلَّاأنَّکَ لَسْتَ بِنَبِیٍّ،وَلٰکِنَّکَ لَوَزِیْرٌ وَ إنَّکَ لَعَلَی خَیْرٍ!) میں ہمیشہ ؛پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کے ساتھ ہوتا ہے، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز اپنے پسندیدہ اخلاق میں سے ایک نمونہ مجھے دکھاتے اور مجھے اپنی اقتدا کا حکم دیتے تھے ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال کے کچھ مہینے غار حرا میں بسر کرتے تھے صرف میں ہی ان سے ملاقات کرتا تھا ،اور میرے علاوہ کوئی بھی ان سے نہیں ملتا ان دنوں کسی مسلمان کے گھر میں راہ نہ تھی؛ سوائے خانہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنابِ خدیجہ علیہا سلام بھی وہاں ہوتیں اور میں تیسرا شخص ہوتا تھا ، میں نور وحی اور رسالت کو دیکھتا اور بوئے نبوت کو محسوس کرتا تھا ۔ اونٹنی کا بچہ ہمیشہ اسکے ساتھ ہے)یہ ایک ضرب المثل ہے ، جب یہ بتانا چاہتے تھے کہ وہ دو لوگ ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں تو ،اسطرح کہتے تھے ۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی تو میں نے شیطان رجیم کی آہ و زاری کی آواز سنی، جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یہ کس کی آہ و زاری کی آواز ہے ؟ پیغمبر گرامی ؐنے ارشاد

[1] خطبۂ ، ۱۹۲ / ۱۱۹ ، نہج البلاغہ

فرمایا : یہ شیطان ہے جو اپنی عبادت سے نا اُمید ہو گیا ہے، اور ارشاد فرمایا : یا علی ـ ! جو کچھ میں سنتا ہوں آپ سنتے ہیں اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں آپ دیکھتے ہیں لیکن فرق اتنا ہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ آپ میرے وزیر ہیں اور راہ خیر پر ہیں[1].

۸ ـ حدیث ثقلین: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غدیر سے بہت پہلے معروف حدیث (ثقلین) میں بھی حضرت علی ـ اور دوسرے أ ءمّہ معصومین علیہم السّلام کی امامت کا واضح اعلان کر چکے تھے، ارشاد فرمایا : ''إِنّي تارِکٌ فيكُمُ الثّقَلَيْنِ كِتابَ اللهِ وَ عِتْرَتي''[2]، میں تمہارے درمیان'' دو گراں قدر' چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں؛ ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت ـ) ـ اثبات امامت تا رجعت و

---

[1] اس خطبے کے اسناد و مدارک اور (معجم المفہرس) مؤلّف درج ذیل ہے: ۱ـکتاب الیقین ، ص ۱۹۶ : سیّد ابن طاؤوس (متوفیٰ ۶۶۴ ہـ)
۲ـفروع کافی ، ج۴، ص ۱۹۸ و ۱۶۸ / ج۱، ص۲۱۹ : مرحوم کلینی ؒ(متوفیٰ ۳۲۸ ہـ)
۳ـ من لا یحضره الفقیہ ، ج۱، ص ۱۵۲ : شیخ صدوق ؒ(متوفیٰ ۳۸۰ ہـ)
۴ـربیع الابرار ، ج۱، ص ۱۱۳ : زمخشری (متوفیٰ ۵۳۸ ہـ)
۵ـاعلام النبوة ، ص ۹۷ : ماوردی (متوفیٰ ۴۵۰ ہـ)
۶ـبحار الانوار ، ج۱۳ ،ص ۱۴۱ / ج۶۰ ،ص ۲۱۴ : مر حوم مجلسی ؒ(متوفیٰ ۱۱۱۰ ہـ)
۷ـ منہاج البراعۃ ، ج۲،ص۲۰۶ : ابن راوندی (متوفیٰ ۵۷۳ ہـ)
۸ـ نسخۂ خطی نہج البلاغہ ، ص ۱۸۰ : لکھی گئی ۴۲۱ ہـ
۹ـ نسخۂ خطی نہج البلاغہ ، ص ۲۱۶ : ابن مؤدّب : لکھی گئی ۴۹۹ ہـ
۱۰ـدلائل النبوة : بیہقی (متوفیٰ ۵۶۹ ہـ)
۱۱ـکتاب السّیرة و المغازی : ابن یسار
۱۲ـ کتاب خصال ، ج ۱، ص ۱۶۳ حدیث ۱۷۱ / ص ۶۵۵ و ۵۰۰ : شیخ صدوق ؒ(متوفیٰ ۳۸۰ ہـ)
۱۳ـغرر الحکم ، ج ۱،ص۲۹۴ / ج۲ ،ص ۱۱۰ : مرحوم آمدی ؒ(متوفیٰ ۵۸۸ ہـ)
۱۴ـ بحار الانوار ، ج۶۳، ص ۲۱۴ / ج۱۱۳،ص ۱۴۱ : مرحوم مجلسی ؒ(متوفیٰ ۱۱۱۰ ہـ)
۱۵ـ بحار الانوار ، ج۱۴،ص ۴۷۷ : مرحوم مجلسی ؒ(متوفیٰ ۱۱۱۰ ہـ)
۱۶ـ غررالحکم ، ج۴،ص ۴۳۵ /۴۳۸/۴۷۷ : مرحوم آمدی ؒمرحوم مجلسی ؒ(متوفیٰ ۵۸۸ ہـ)۱۷ـغررالحکم ، ج۳ ص ۲۰ /۳۹/۳۰۰/۳۱۱/۳۷۳ : مرحوم آمدی ؒمرحوم مجلسی ؒ(متوفیٰ ۵۸۸ ہـ)
۱۸ـغررالحکم ، ج۶،ص ۲۷۶ /۲۷۹/۴۳۱ : مرحوم آمدی ؒمرحوم مجلسی ؒ(متوفیٰ ۵۸۸ ہـ)
۱۹ـغررالحکم ، ج۲ ،ص ۲۶۲/۳۴۲ : مرحوم آمدی ؒمرحوم مجلسی ؒ(متوفیٰ ۵۸۸ ہـ)
۲۰ـغررالحکم ، ج۵ ،ص ۱۱۹ /۱۵۶ : مرحوم آمدی ؒمرحوم مجلسی ؒ(متوفیٰ ۵۸۸ ہـ)
۲۱ـارشاد ، ج۱ ،ص ۳۱۵ : شیخ مفید ؒ(متوفیٰ ۴۱۳ ہـ)
۲۲ـ احتجاج ، ج ۱، ص ۱۴۱ : مرحوم طبرسی ؒ(متوفیٰ ۵۸۸ ہـ)

[2] حدیث ثقلین کے اسناد و مدارک: ۱ـبحار الانوار ، ج۲۲، ص ۴۷۲ : علاّمہ مجلسی ؒ(متوفیٰ ۱۱۱۰ ہـ)۲ـ کتاب مجالس : شیخ مفید ؒ(متوفیٰ ۴۱۳ ہـ)۳ـ صحیح ترمذی ، ج۵ ،ص ۳۲۸ / ج۱۳ ص ۱۹۹ : محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفیٰ ۲۷۹ ہـ)۴ـنظم درر السمطین ، ص ۲۳۲ : زرندی حنفی۵ـ ینابیع المؤدّة ، ص ۳۳/۴۵ : قندوزی حنفی۶ـ کنزالعمّال ، ج ۱، ص ۱۵۳ : متّقی ہندی ۷ـ تفسیر ابن کثیر ، ج۴، ص ۱۱۳ : اسماعیل بن عمر (متوفیٰ ۷۷۴ ہـ)۸ـ مصابیح السنّۃ ، ج ۱ ،ص ۲۰۶ / ج۲ ،ص ۲۷۹ ۹ـ جامع الاصول ، ج ۱،ص ۱۸۷ : ابن اثیر (متوفیٰ ۶۰۶ ہـ)۱۰ـ معجم الکبیر ، ص۱۳۷ : طبرانی (متوفیٰ ۳۶۰ ہـ)۱۱ـ فتح الکبیر ، ج ۱ ، ص ۵۰۳ / ج ۳ ص ۳۸۵ ۱۲ـعبقات الانوار ، ج۱، ص ۹۴/۱۱۲/۱۱۴/۱۵۱: ۱۳ـ احقاق الحق ، ج۹ : علاّمہ قاضی نوراللہ شوشتری۱۴ـ ارجح المطالب ، ص۳۳۶ : ۱۵ـ رفع اللّبس و الشّبہات ، ص۱۱/۱۵ : ادریسی۱۶ـالدرّ المنثور ، ج۴ ،ص ۷/۳۰۶ : سیوطی (متوفیٰ ۹۱۱ ہـ)۱۷ـذخائر العقبیٰ ، ص۱۶ : محب الدّین طبری (متوفیٰ ۶۹۴ ہـ)۱۸ـ صوا عق المحرّقۃ ، ص۱۴۷/۲۲۶ : ابن حجر (متوفیٰ ۸۵۲ ہـ)۱۹ـ اسد الغابۃ ، ج۲ ،ص ۱۲ : ابن أثیر شافعی (متوفیٰ ۶۳۰ ہـ)۲۰ـ تفسیر الخازن ، ج ۱ ،ص۴ : ۲۱ ـ الجمع بین الصحّاح (نسخۂ خطّی)۲۲ـ علم الکتاب ، ص۲۶۴ : سیّد خواجہ حنفی
۲۳ـ مشکاة المصابیح ، ج۳ ،ص ۲۵۸: ۲۴ـ تیسیر الوصول ، ج۱، ص ۱۶ : ابن الدیبع۲۵ـمجمع الزوائد ، ج۹ ،ص ۱۶۲ : ہیثمی (متوفیٰ ۸۰۷ ہـ)۲۶ـجامع الصغیر ، ج۱ ،ص ۳۵۳ : سیوطی (متوفیٰ ۹۱۱ ہـ)۲۷ـ مفتاح النّجاة ، ص۹ (نسخۂ خطّی)۲۸ـ مناقب علی بن ابی طالب ـ ، ص۲۳۴/۲۸۱ : ابن المغازلی۲۹ـ فرائد السّمطین ، ج۲، ص۱۴۳ : حموینی (متوفیٰ ۷۲۲ ہـ)۳۰ـمقتل الحسین ـ ، ج۱ ،ص ۱۰۴ : خوارزمی (متوفیٰ ۹۹۳ ہـ)۳۱ـطبقات الکبریٰ ، ج۲، ص۱۹۴ : ابن سعد (متوفیٰ ۲۳۰ ہـ)۳۲ـ خصائص امیرُ المؤمنین ـ ، ص۲۱ : نسائی (متوفیٰ ۳۰۳ ہـ)۳۳ـ مسند احمد ، ج۵، ص ۱۲۲/۱۸۲ : احمد بن حنبل (متوفیٰ ۲۴۱ ہـ)۳۴ـ الغدیر ، ج۱ ،ص ۳۰ : علاّ مہ امینی ؒ

قیامت روز غدیر کے دن کی عظیم تبدیلیوں اور تحولات کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ :ا ۔ غدیر کے دن ؛حضرت علی ۔ کی امامت و ولایت کے مکرّر اعلان کے بعد سارے مسلمانوں کی امیرُ المؤمنین ۔ کے ہاتھوں پر بیعت نے حقیقت کا روپ دھارا ۔

۲۔اس وسیع بیعت کا آغاز حکم خداوندی، نزول فرشتہ وحی اور خود رسول خدا ﷺ کے بیعت کرنے سے ہوا ؛اور یہ سلسلہ اختتام شب تک جاری رہا ۔

۳۔ اگر لوگوں کی بیعت عمومی نہ ہوتی اور صرف (اعلان ولایت) پہ اکتفا کیا جاتا (جیسا کہ اس سے پہلے آغاز بعثت سے حجۃالوداع تک بارہا اس حقیقت کو بیان کیا گیا اور منافقوں نے کسی قسم کے خطرے کا احساس نہیں کیا اور نہ ہی کوئی خطرناک سازش کی)تو موقع کی تلاش میں رہنے والے منافقین خطرے کا احساس نہ کرتے اور خطرناک سازشوں کے جال نہ بنتے کیونکہ امام ۔ کی امامت کے اجراء کی پشت پناہ لوگوں کی آراء اور انکی عمومی بیعت ہوتی ہے ۔

لیکن غدیر کے دن انتہائی تعجب اور بے یقینی کی کیفیت کے ساتھ انہوں نے دیکھا کہ:(الف)سب سے پہلے رسول خدا ﷺ نے حضرت علی ۔ کی ولایت کا اعلان کیا اور ارشاد فرمایا : ''ثُمَّ مِن بَعدِی عَلِیٌ وَلیّکُم وَ إمَامُکُم بِأمرِ اللّٰہِ رَبِّکُم ثُمَّ الْإمَامَۃُ فِی ذُرِّیَتِی مِن وُلدِہِ إلیٰ یَوْمِ تَلْقَوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہُ''اب میرے بعد تمہارے امام علی ۔ ہیں وہ امام جو خدا کے حکم سے معیّن ہوا ہے اور اسکے بعد امامت ؛میرے خاندان میں علی ۔ کی اولاد کے ذریعہ تا قیامت جاری رہے گی اس دن تک کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے پیغمبر ﷺ سے ملاقات کروگے۔

(ب)پھر سلسلۂ امامت کی دوسری گیارہ کڑیوں یعنی خاندانِ رسالت اور اولادِ علی ۔ کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: ''مَعَاشِرَ النَّاسِ؛ إنَّہُ آخِرُ مَقَامٍ أقُومُہُ فِی ھٰذَا الْمَشْھَدِ؛ فَاسْمَعُوا وَ أطِیْعُوا وَ انْقَادُوا لِأمرِ اللّٰہِ رَبِّکُم؛ فَإنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ ھُوَ رَبُّکُم وَ وَلِیُّکُم وَ إلٰھُکُم؛ ثُمَّ مِن دُونِہِ رَسُولُہُ مُحَمَّدٌ وَلِیُّکُم ؛القَائِمُ المُخَاطِبُ لَکُم ؛ ثُمَّ مِن بَعدِی عَلِیٌ وَلِیُّکُم وَ إمَامُکُم بِأمرِ اللّٰہِ رَبِّکُم ؛ ثُمَّ الْإمَامَۃُ فِی ذُرِّیَتِی مِن وُلدِہِ إلی یَوْمِ القِیَامَۃِ ؛یَوْمَ

تلقُون اللہ وَ رَسُولَہٗ ''۔اے لوگو ! یہ آخری مقام ہے جہاں میں تمہارے درمیان کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں: تو میری بات سنو ؛ فرمانبرداری کرو اور اپنے پروردگار کے سامنے سر تسلیم خم کرو حق یہ ہے کہ خدا وندِ بزرگ وبرتر تمہارا پروردگار ، تمہارا سرپرست اور تمہارا معبود ہے اس کے علاوہ اس کا رسول محمد ﷺ جو کھڑا تم سے خطاب کر رہا ہے تمہارا سرپرست ہے اور پھر میرے بعد علی ۔ خدا کے حکم سے تمہارے سرپرست اور امام ہیں اور اس کے بعد امامت ؛ میری ذرّیت میں علی ۔ کی اولاد سے تا قیامت جاری رہے گی اس دن تک کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے رسول سے ملاقات کروگے ۔

(ج) اسکے بعد پیغمبر اکرم ﷺ نے قیامت تک کے لئے اسلامی حکومت اور امامت کی نشاندہی کی۔

(د) آخری زمانے کے امام ؛امام مہدی (عجّلَ اللہ تعالیٰ فَرَجہ الشّریف) کی حکومت اور امامت کو بیان کیا ۔

(ھ) امامت کے ہر مدعی اور خاندان رسالت کے علاوہ کسی اور خلافت کے دعوے دار غاصب اور باطل کی پہچان کروائی گئی (مَلعُون مَلعُون،مغضُوبٌ مغضُوبٌ،مَن رَدَّ عَلیّ قَولِی ھٰذا ولَم یُوافِقہ أ لا إن جبرَءِیلَ خبرَنِی عَنِ اللہ تعالیٰ بِذٰلک ویقُولُ!(مَن عادیٰ علیّاَ ولَم یتوَلّہ فَعَلَیہِ لَعنَتِیْ)(فَلتَنظُرْ نَفسٌ ما قَدّمَتْ لِغَدٍ وَاتّقُوا اللہ أن تُخَالِفُوہُ فَتَزِلّ قَدَمٌ بَعدَ ثُبُوتِھا إن اللہ خَبِیرٌ بِما یَعمَلون) ملعون ہے؛ ملعون ہے ؛مغضوب ہے مغضوب ہے؛ وہ شخص جو میری بات کا اس لئے انکار کرے کہ اس کی خواہش کے مطابق نہیں ہے آگاہ ہو جاؤ!کہ جبرئیل نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی ہے وہ فرماتا ہے : (جو شخص علی ۔ سے دشمنی کرے اور انکی ولایت کو قبول نہ کرے اس پر میری لعنت و غضب ہو) (پس ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ وہ قیامت کے لئے کیا لے کر جا رہا ہے ؟) لوگو !خدا سے ڈرو مبادا تم اسکی مخالفت کربیٹھو یا تمہارے قدم ایمان کی راہ سے ڈگمگا جائیں جو کبھی ایمان کی راہ پر استوار اور ثابت تھے ؛ حق یہ ہے کہ جو کچھ تم انجام دیتے ہو خدا جانتاہے۔)

(و) پھر امام علی ـ کی بیعت اور دوسرے اماموں پر اعتقاد یقین اور اعتراف کرنے کے لئے فرمان جاری کیا: مَعَاشِرَ النَّاسِ إِنَّكُمْ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ تُصَافِقُونِي بِكَفٍّ وَاحِدٍ فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ قَدْ أَمَرَنِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ آخُذَ مِنْ أَلْسِنَتِكُمُ الْإِقْرَارَ بِمَا عَقَّدْتُ لِعَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَلِمَنْ جَاءَ بَعْدَهُ؛ مِنَ الْأَئِمَّةِ مِنِّي وَمِنْهُ عَلَىٰ مَا أَعْلَمْتُكُمْ أَنَّ ذُرِّيَّتِي مِنْ صُلْبِهِ فَقُولُوا بِأَجْمَعِكُمْ: إِنَّا سَامِعُونَ مُطِيعُونَ رَاضُونَ مُنْقَادُونَ لِمَا بَلَّغْتَ عَنْ رَبِّنَا، وَرَبِّكَ فِي أَمْرِ إِمَامِنَا عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ـ وَمَنْ وُلِدَتْ مِنْ صُلْبِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ نُبَايِعُكَ عَلَىٰ ذٰلِكَ بِقُلُوبِنَا، وَأَنْفُسِنَا وَأَلْسِنَتِنَا وَأَيْدِينَا، عَلَىٰ ذٰلِكَ نَحْيَىٰ وَعَلَيْهِ نَمُوتُ، وَعَلَيْهِ نُبْعَثُ، وَلَا نُغَيِّرُ، وَلَا نُبَدِّلُ، وَلَا نَشُكُّ وَلَا نَجْحَدُ وَلَا نَرْتَابُ وَلَا نَرْجِعُ عَنِ الْعَهْدِ، وَلَا نَنْقُضُ الْمِيثَاقَ وَعَظْتَنَا بِوَعْظِ اللّٰهِ فِي عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَالْأَئِمَّةِ الَّذِينَ ذَكَرْتَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ مِنْ وُلْدِهِ بَعْدَهُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَمَنْ نَصَبَهُ اللّٰهُ بَعْدَهُمَا فَالْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ لَهُمْ مَأْخُوذٌ مِنَّا، مِنْ قُلُوبِنَا وَأَنْفُسِنَا وَأَلْسِنَتِنَا وَضَمَائِرِنَا وَأَيْدِينَا مَنْ أَدْرَكَهَا بِيَدِهِ وَإِلَّا فَقَدْ أَقَرَّ بِلِسَانِهِ وَلَا نَبْتَغِي بِذٰلِكَ بَدَلًا وَلَا يَرَى اللّٰهُ مِنْ أَنْفُسِنَا حِوَلًا نَحْنُ نُؤَدِّي ذٰلِكَ عَنْكَ الدَّانِيَ وَالْقَاصِيَ مِنْ أَوْلَادِنَا وَأَهَالِينَا وَنُشْهِدُ اللّٰهَ بِذٰلِكَ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا وَأَنْتَ عَلَيْنَا بِهِ شَهِيدٌ (.(اے مسلمانو! تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحراء میں میرے ہاتھ پر بیعت کر سکو پس خدا وند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی ـ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی امامت [جو کہ میری اور علی ـ کی اولاد میں سے ہیں] کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا ہوں میرے فرزند علی ـ کے صلب سے ہیں ـ پھر تم سب لوگ کہو کہ: (یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں، اس پر راضی ہیں، اور آپکے اس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خدا وند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو ہمارا رب ہے، ہم اس پیمان پر جو کہ حضرت علی ـ کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اور ہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں اس بیعت پر زندہ رہیں گے، مر جائیں گے اور اٹھائے جائیں گے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کریں گے، اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے، اور اس سے رو گردانی نہیں کریں گے، اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے ـ خدا وند عالم اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور علی؛ امیر المؤمنین ـ اور انکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے کہ یہ سب امت کے امام ہیں وہ امام

جن کا آپ نے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے ہیں حضرت علی ـ کے صلب سے اورامام حسن ـ وامام حسین ـ کے بعد آنے والے ہیں، حسن و حسین علیہما السلام کے میرے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیںآگاہ کر چکا ہوں، خدا وند عالم کے نزدیک انکی قدر و منزلت کا تذکرہ کر چکا ہوں اورامانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگ ہستیاں جوانان جنّت کی سردار ہیں میرے اور علی ـ کے بعد امت مسلمہ کے امام ہیں۔

تم سب مل کر کہو!کہ ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اے رسول خدا ﷺ آپ کی، حضرت علی ـ کی، حسنین علیہما السلام کی اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل و جان ،زبان اور ہاتھ سے ،بیعت لی جو کہ آپکے قریب تھے یا زبان سے اقرار لیا اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اورخدا وند عالم کواس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے اے رسول خد ﷺ آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں ہر مؤمن پیرو کار ظاہری یا مخفی، فرشتگان خدا ،خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے، پھر رسول گرامی اسلام ﷺ نے اپنے اس اہم خطبے کے دوران تمام حاضرین کو علی الاعلان اور واضح طور پر ہوشیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہ: (مَعٰاشِرَ النَّاسِ!مٰاتَقُولُونَ فَإِنَ اللّٰہ یَعْلَمُ کُلَّ صَوْتٍ وَخٰافِیَۃ کُلِّ نَفْسٍ فَمَنِ اھْتَدیٰ فَلِنَفْسِہِ،وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمٰا یَضِلُّ عَلَیْھٰا)وَمَن بٰایَعَ فَإِنَّمٰا یُبٰایِعُ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ أَیْدِیْھِمْ)مَعٰاشِرَالنَّاسِ فَبٰایِعُوْااللّٰہَ وَبٰایِعُوْنِی وَ بٰایِعُوْا عَلِیّاً أَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ ،وَالْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَ الْأَ ءِمَّۃَ مِنْھُمْ فِی الدُّنْیٰا وَالْآخِرَۃِ کَلِمَۃً طَیِّبَۃً بٰاقِیَۃً یُھْلِکُ اللّٰہُ مَنْ غَدَرَ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ وَفیٰ،(فَمَنْ نَکَثَ فَإِ نَّمٰا یَنْکُثُ عَلیٰ نَفْسِہِ وَمَنْ أَ وْفیٰ بِمٰا عٰا ھَدَ عَلَیْہِ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ أَجْراً عَظِیْماً) مَعٰاشِرَ النَّاسِ! قُوْلُوْا الَّذِی قُلْتُ لَکُمْ ، وَ سَلِّمُوْا عَلیٰ عَلِیٍّ ؛بِإِمْرَۃِ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَقُوْلُوْا! (سَمِعْنٰا وَأَطَعْنٰا غُفْرٰانَکَ رَبَّنٰا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ [1])وَقُوْلُوْا (أَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰینٰا لِھٰذٰاوَمٰا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلاٰأَنْ ھَدٰانٰا اللّٰہُ [2])مَعٰاشِرَالنَّاسِ!إِنَّ فَضٰاءِلَ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طٰالِبٍ عِنْدَاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَ قَدْ أَنْزَلَھٰا فِی الْقُرْآنِ أَکْثَرُ مِنْ أَنْ أُحْصِیَھٰا فِی مَقٰامٍ وٰاحِدٍ ،فَمَنْ أَنْبَأَکُمْ بِھٰا وَ عَرَفَھٰا فَصَدِّقُوْہُ مَعٰاشِرَالنَّاسِ !مَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہُ وَعَلِیّاً وَالْأَ ءِمَّۃَ الَّذِ

[1] بقرہ ۲/۲۸۵

[2] اعراف۷/۴۳

ین ذَکَرتُھُم فَقَد فٰازَ فَوزاً عَظیماً مَعٰا شِرَالنّٰاسِ ! السّٰا بِقُون إِلیٰ مُبٰا یَعَتِهِ و مُوٰالاتِهِ وَا لتّسلیمِ عَلیَهِ بِاِ مرَۃِ المُؤ منینَ أُ وٰلٰئِکَ هُمُ الفٰا ءِزُون فی جَنّٰات النَّعیمِ ۔

(و) (اے لوگو! تم کیا کہتے ہو؟ حق یہ ہے کہ جو آواز بھی تم زبان سے جاری کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں جو نیت بھی ہو خدا وند عالم اس سے آگاہ ہے ؛ بس جس نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا ؛اس نے اپنے ساتھ نیکی کی اور جو گمراہ ہوگیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ، اور جو اپنے امام کی بیعت کرے گا اسنے اپنے خدا وند برتر کی بیعت کی ؛ کہ اسکی قدرت ساری قدرتوں سے بالا ہے ۔

اے لوگو !خدا وند عالم کی بیعت کرو میری بیعت کرو اور علی ۔ امیر المؤمنین کی بیعت کرو، حسن و حسین علیہما السلام کی بیعت اور انکے بعد آنے والے ائمہ علیہم السلام کی بیعت کرو جو کہ زندہ و جاوید کلمۂ طیبہ ہیں ،خدا دغا بازکو ہلاک کرتا ہے اور جو ایفائ عہد کرے گا رحمت خدا وندی اسکے شا مل حال ہوگی، اور جو بھی پیمان شکنی کرے گا،تو وہ اپنے نقصان میں یہ عمل انجام دیگا،اور جس نے وفا کی اسکے لئے اجر عظیم ہے ۔

اے لوگو! جو کچھ میں نے تمہارے لئے کہا ہے اس کو دہراؤ اور علی ۔ کو امیرالمؤمنین کہہ کر سلام کیا کرواور کہو : ہم نے سن لیا ہے اور اس امر میں آپکی اطاعت کرتے ہیں ، خدا وندا تجھ سے مغفرت کے طلبگار ہیں اور ہمیں تیری طرف لوٹنا ہے ۔اور کہو: [حمد ہو خدا کی کہ اسنے ولایت علی ۔ کی طرف ہماری ہدایت کی ، اگر خدا ہمار ی ر ہنمائی نہ فرماتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے ۔) اے لوگو! در حقیقت علی ابن ابی طالب ۔ کے فضائل خدا وند منان کی نظر میں جو اس نے قرآن مجید میں نازل فرمائے ہیں اتنے زیادہ ہیں کہ جنکا ذکرکرنا کسی ایک تقریر میں ممکن نہیں،لہٰذا اگر کوئی علی ۔ کے فضائل اورانکی قدرو منزلت تمہارے لئے بیان کرے تو اس کی تصدیق کرو اور شک نہ کرو ۔اے لوگو! جس نے خدا ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، علی ۔ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کی کہ جن کا ذکر میں

نے کیا تو در حقیقت وہ ایمان کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گیا ۔اے لوگو! وہ لوگ جنہوں نے علی ـ کی بیعت ، ان سے دوستی ،اور امیر المؤمنین کے عنوان سے انکو سلام کرنے میں سبقت حاصل کی تو وہ لوگ؛ بہشت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔

(ز) اس مقام پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ـ کے ساتھ بیعت کی اور عمومی بیعت کا فرمان اس طرح صادر فرمایا : ' أ لاَ وإنّیْ عِنْدَ انْقِضٰا ءِ خُطْبَتِیْ أ دْعُوکُمْ إلیٰ مُصٰا فَقَتِیْ عَلیٰ بَیْعَتِہِ وَالْإ قْرٰار بِہِ ثُمَّ مُصٰا فَقَتِہِ مِن بَعْدِ یْ ا لا وَ إ نِّیْ قَدْ بٰا یَعْتُ اللّٰہ وَعَلِیٌّ قَدْ بٰا یَعْنِی وَأ نٰا آخِذُ کُمْ بِالْبُیْعَۃِ لَہُ؛ عَنِ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ ! (إنَ الَّذِیْن ُیبٰا یِعُوْنَکَ إنَّمٰا یُبٰا یِعُوْن اللّٰہ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ أیْدِیْھِمْ فَمَن نَکَثَ فَإنَّمٰا یَنْکُثُ عَلیٰ نَفْسِہِ وَمَن أَوْفیٰ بِمٰا عٰاھَدَ عَلَیْہِ اللّٰہ فَسَیُؤتِیْہِ أجْراً عَظِیْماً) (آگاہ ہو جاؤ خطبہ کے بعد ؛ میں تمہیں علی ـ کی بیعت کرنے کی دعوت دونگا ؛ تو انکی بیعت کرو ، انکی امامت کا اعتراف کرو اور انکے بعد آنے والی اماموں کی ؛بیعت کرو ۔

آگاہ ہوجاؤ حق یہ ہے کہ میں نے خدا کی بیعت کی ہے اور علی نے میری بیعت کی ہے ۔ اور میں خدا وند عالم کی طرف سے تم لوگوں کو حضرت علی ـ کی بیعت کرنے کی دعوت دے رہا ہوں لھذا تم میں جو عھدوپیمان کو توڑے گا تو وہ اپنے نقصان میں پیمان شکنی کرے گا مجھے خدا وند عالم کی طرف سے حکم ہے کہ میں آپ سے حضرت علی ـ کی بیعت لوں اور جو کچھ خدا وند عالم کی طرف سے حضرت علی ـ کی ولایت کے بارے میں نازل ہوا ہے اس کا اعتراف کرو ۔

(ح) اس کے بعد تمام مسلمانوں (مرد و زن) نے حضرت علی ـ کی بیعت کی اور سب نے ایک ساتھ خاندان رسالت کے بارہ اماموں کی تاقیامت رہنے والی امامت کا اعتراف کیا، اس وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا : (مَعٰاشِرَ النّٰاسِ إنِّیْ أدَعُھٰا إمٰامَۃً ،وَ وِرٰاثۃً فِیْ عَقَبِیْ إلی یَوْمِ الْقِیٰامَۃِ؛ وَ قَدْ بَلَّغْتُ مٰاأُمِرْتُ بِتَبْلِیْغِہِ، حُجَّۃً عَلیٰ کُلِّ حٰا ضِرٍ وَغٰائِب وَ عَلیٰ کُلِّ اَحَد مِمَّنْ شَھِدَ اَو لَمْ یَشْھَدْ ، وُلِدَ اَو لَمْ یُوْلَدْ ؛ فَلْیُبَلِّغِ الْحٰا ضِرُالْغٰاءِب ، وَالْوٰالِدُ الْوَلَدَ إلیٰ یَوْمِ الْقِیٰامَۃِ ،وَ سَیَجْعَلُوْ ن الْإ مٰا مَۃَ بَعْدِ یْ مُلْکاً وَ ا غْتِصٰا باً ،ألاَ لَعَنَ اللّٰہ الْغٰا صِبِیْن وَالْمُغْتَصِبِیْن ،وَعِنْدَ ھٰا سَیَفْرُغُ لَکُمْ أیُّھٰا الثَّقَلاٰن مَن یَفْرُ غُ وَ یُرْ سِلُ عَلَیْکُمٰا شُوٰاظٌ مِن نٰا رٍ وَ نُحٰا سُ فَلاٰ تَنْتَصِرٰانِ: (اے لوگو ! میں علی ـ کی اور ان کے

بیٹوں کی امامت تمہارے درمیان قیامت تک کے لئے باقی چھوڑ کر جا رہا ہوں، میں نے وہ چیز کہ جسکی تبلیغ پر مأمور تھا تم تک پہنچا دی ہے، میری حجت ہر انسان کے لئے تمام ہو چکی ہے چاہے وہ حاضر ہو یا غائب، شاہد ہو یا غیر شاہد، جو اب تک متولّد ہوگیا ہو یا ابھی تک اس دنیا میں نہ آیا ہو۔ لہٰذا حاضرین کو چاہیے کہ غائبین کے لئے، والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کے لیے تا قیامت علی ۔ اور انکے بیٹوں کی امامت کے مسئلے کو بیان کریں کیونکہ کچھ لوگ بہت جلد خلافتِ إلٰہی کو بادشاہی میں تبدیل کرکے اسے غصب کرلیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ !خدا خلافت کے غاصبوں اور انکے طرفداروں پر لعنت کرتا ہے، بہت جلد جن وانس سے حساب کتاب لے گا اور ان میں سے گنہگاروں پر آگ کے شعلے برسائے گا، اور اس وقت تم لوگ کوئی یار ومدد گار نہ پاؤ گے ۔) پھر آخر میں ہر اس شخص پر کہ جو امامت عترت کو نظر انداز کرے، یا خلافت کو غصب کرے، یا پیغمبر ﷺ کی عترت کو اُمت کی قیادت سے دور رکھے سب پر لعنت کی۔ ان سارے اقدامات کے بعد حکومت کے پیاسے منافقوں کے لئے قدرت طلبی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ گئی تھی۔

وہ لوگ جو اس بات کے منتظر تھے کہ پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد سیاسی طاقت وقدرت اپنے ہاتھ میں لے لیں گے ؛ واقعہ غدیر (مذکورہ خصوصیات کے ساتھ) کے بعد کیا کر سکتے تھے ؟یہ درست ہے کہ مسلحانہ بغاوت کے ذریعے ہر کام ممکن تھا ۔لیکن دوسروں کے دلوں میں انکا کوئی نفوذ نہیں تھا اور اپنے سیاسی حربوں کو اسلام کا رنگ دے کر پیش نہیں کر سکتے تھے، منافقوں کی خواہش یہ تھی کہ دین، خلافت رسول ﷺ اور اس کے اندر موجود معنوی کشش کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کریں، اور ہر قسم کی مخالفانہ تحریک کی سرکوبی کرتے ہوئے ہر اعتراض کا گلا گھونٹ دیں ۔

لیکن واقعۂ غدیر کے تحقق پانے کے بعد یہ لوگ اپنے خفیہ اور ناپاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ دنیا کے دوسرے مغرور اور ظالم حکمرانوں کی طرح عمل کریں، تاریخ کے فرعونوں اور ظالم بادشاہوں کی طرح قتل و غارت گری، قید و دھمکیوں کے ذریعے لوگوں کو خاموش ہونے پر مجبور کریں اور اپنے مخالفوں کو راستے سے ہٹا دیں غدیر کے دن ’’امامت

عترت ''،جیسی حقیقت کے آشکار ہونے کے بعد منافقوں کے بڑے بڑے دعوے ریزہ ریزہ ہوگئے اور ان کے چہروں کے جھوٹے نقاب تار تار ہوگئے اور انہیں مجبوراً صفِ اوّل میں یا لوگوں کے اس جم غفیر کے ساتھ آگے بڑھ کر اوراپنے عقیدوں اورخواہشات کے بر خلاف حضرت علی ـ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر آپ ـ کی بیعت اور مبارکباد پیش کرناپڑی[1]۔پس غدیر کے دن صرف ولایت و امامت کا اعلان نہیں ہوا بلکہ حضرت علی ـ اور آپ کے فرزندوں میں سے گیارہ دیگر ائمہ علیہم السلام کی امامت اور رہبری کے لئے مسلمانوں کی ''عمومی بیعت نے ایک تاریخی حقیقت کا روپ اختیار کیا، یہ عمومی بیعت ولایت کے اعلان کے لئے اور ولایت کو مستحکم کرنے کے لیے مدد و معاون،اور پشت پناہ بنی،اب اسکے بعد حضرت امیر المؤمنین ـ خدا کی طرف سے

---

[1] بہت سارے مصنّفوں نے لکھا کہ ابو بکر اور عمر آگے بڑھے اور امام علی ـ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرتے ہوئے کہا
بَخٍّ بَخٍّ لَکَ یٰا أَبَا الْحَسَن؛ لَقَدْ أَصْبَحْتَ مَوْلٰایَ وَ مَوْلیٰ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَۃٍ
(آپ پر درود اور سلا م ہو اے ابوالحسن ،۔ آپنے اس حالت میں صبح کی ہے کہ میرے امام اور ہر مسلمان مرد اور عورت کے امام ہیں-)
اسناد و مدارک مندرجہ ذیل ہیں:
١۔ تاریخ دمشق ، ج ٢ ،ص ٥٤٨/٥٥٠ : ابن عساکر شافعی (متوفّٰی ٥٧١ ہـ)
٢۔ مناقب خوارزمی ، ص ٩٤ : خوارزمی (متوفّٰی ٩٩٣ ہـ)
٣۔ مسند احمد ، ج ٤ ،ص ٢٨١ : احمد بن حنبل (متوفّٰی ٢٤١ ہـ)
٤۔ فصول المہمّۃ ، ص ٢٤ : شیخ حرّ عاملیؒ
٥۔ الحاوی الفتاوی ، ج ١، ص ١٢٢ : سیوطی شافعی (متوفّٰی ٩١١ ہـ)
٦۔ ذخائر العقبیٰ ، ص ٦٧ : طبری (متوفّٰی ٦٩٤ ہـ)
٧۔ فضائل الخمسہ ، ج ١ ،ص ٣٥٠ : فیروز آبادی
٨۔ فضائل الصّحابہ (مخطوط) : نسائی (متوفّٰی ٣٠٣ ہـ)
٩۔ تاریخ اسلام ، ج ٢ ،ص ١٩٧ : ذہبی (متوفّٰی ٧٤٨ ہـ)
١٠۔ علم الکتاب ، ص ١٦١ : خواجہ حنفی
١١۔ دررالسمطین ، ص ١٠٩ : زرندی
١٢۔ ینابیع المؤدّۃ ، ص ٣٠/٣١/٢٤٩ : قندوزی حنفی (متوفّٰی ١٢٧ ہـ)
١٣۔ تفسیر فخر رازی ، ج ٣، ص ٦٣ / ج ١٢ ، ص ٥٠ : فخر رازی (متوفّٰی ٣١٩ ہـ)
١٤۔ تذکرۃ الخواص ، ص ٢٩ : ابن جوزی (متوفّٰی ٦٥٤ ہـ)
١٥۔ مشکاۃ المصابیح ، ج ٣ ،ص ٢٤٦ ١٦۔ عبقات الانوار ، ج ١، ص ٢٨٥ : سید جزائریؒ
١٧۔ فرائد السمطین ، ج ١ ،ص ٧٧ باب ١٣ : حموینی (متوفّٰی ٧٢٣ ہـ)
١٨۔ الغدیر ، ج ١، ص ٢٧٢ : علّامہ امینیؒ
١٩۔ ریاض النضرۃ ، ج ٢ ، ص ١٦٩ : طبری (متوفّٰی ٦٩٤ ہـ)
٢٠۔ کفایۃ المطالب ، ص ٢٨
٢١ ۔ مناقب ابن جوزی : ابن جوزی (متوفّٰی ٧٥١ ہـ)
٢٢۔ البدایۃ والنّہایۃ ، ج ٥، ص ٢١٢ : ابن کثیر (متوفّٰی ٧٧٤ ہـ)
٢٣۔ کتاب الخطط ، ص ٢٢٣ : مقریزی
٢٤۔ بدیع المعانی ، ص ٧٥
٢٥۔ کنز العمّال ، ج ٦ ،ص ٣٩٧ : متّقی ہندی
٢٦۔ وفاء الوفاء ، ج ٢ ،ص ١٧٣ : سمہودی (متوفّٰی ٩١١ ہـ)E
٢٧۔ مناقب ابن مغازلی ، ص ١٨/٢٤ : مغازلی شافعی (متوفّٰی ٤٨٣ ہـ)
٢٨۔ تاریخ بغداد ، ج ٨ ،ص ٢٩٠ : خطیب بغدادی (متوفّٰی ٤٨٤ ہـ
٢٩۔ شواہد التّنزیل ، ج ١ ،ص ١٥٨ : حسکانی حنفی (متوفّٰی ٥١٤ ہـ)
٣٠۔ سرّالعالمین ، ص ٢١ : غزالی (متوفّٰی ٥٠٥ ہـ)
٣١۔ احقاق الحق ، ج ٦ ، ص ٢٥٦ : قاضی نور اللہ شوشتری
٣٢۔ الصواعق المحرّقہ ، ص ٢٦ : ابن حجر عسقلانی (متوفّٰی ٨٥٢ ہـ)
٣٣۔ فیض الغدیر ، ج ٦، ص ٢١٨ : حاج شیخ عبّاس قمیؒ
٣٤۔ شرح المواہب ، ج ٧، ص ١٣ : زرقانی مالکی
٣٥۔ الفتوحات الاسلامیہ ، ج ٢، ص ٣١٨

بھی منصب امامت پر فائز ہوگئے تھے ۔اور لوگوں کی حمایت بھی حاصل ہو گئی تھی،خدا نے بھی انکو چن لیا تھا اور لوگوں نے بھی منتخب کر لیا تھا ،فرصت طلب منافقوں اور چالبازوں کے لئے کسی عذر اور بہانے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ جنگی ہتکنڈوں اور مسلّحانہ کاروائیّوں کے ذریعے اپنے نا پاک اہداف تک پہنچنے کی کوششیں شروع کی اورآخر کار رسولِ خدا ﷺ کے بعد فوجی بغاوت کے ذریعے اپنے نا پاک اہداف تک پہنچ گئے،اگر غدیر کا دن صرف ولایت کے اعلان کے لئے تھا تو پھر جناب رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علی ؑ کی بیعت کیوں کی؟اور فرمایا :(أَنَا آخِذٌبِيَدِهِ وَمُصْعِدُهُ إِلَيَّ وَشَآءِلٌ بِعَضُدِهِ وَرَافِعُهُ بِيَدِي وَ مُعْلِمُكُمْ أَنَ مَن كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّمَوْلَاهُ،وَهُوَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ أَخِي وَ وَصِيِّيْ و مُوَالَاتُهُ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْزَلَهَا عَلَيَّ)اس وقت جسکا ہاتھ پکڑ کر بلند کررہا ہوں(حضرت علی ؑ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا)اور تم لوگوں کو آگاہ کر رہا ہوں،حق یہ ہے کہ جس جس کا میں مولیٰ اور سرپرست ہوں اس اس کا یہ علی ؑ بھی مولیٰ اور سرپرست ہیں اور وہ علی ؑ جو ابو طالب ؑ کا بیٹا میرا بھائی اور جانشین ہے،اور جسکی سرپرستی کے اعلان کے لئے خدا وند عالم کی طرف سے مجھ پر حکم نازل ہوا ہے،پھر سب مسلمانوں کو حضرت علی ؑ کی بیعت کا حکم دیا جسکا سلسلہ اسکے دوسرے دن تک جاری رہا اگر ہدف فقط ولایت کا اعلان تھا تو آپ ﷺ نے دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی تا قیامت جاری رہنے والی امامت کا تذکرہ کیوں کیا؟اور حضرت علی ؑ انکی اولاد اور حضرت مہدی ؑ کی بیعت کا حکم کیوں صادر فرمایا :؟!فَأُ مِرْتُ أَن اٰخُذَ الْبَيْعَةَ مِنْكُمْ وَ الصَّفْقَةَ لَكُمْ بِقَبُوْلِ مَا جِءتُ بِهِ عَنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فِيْ ''عَلِيٍّ'' أَمِيْرِالْمُؤْمِنِيْنَ وا لْأَوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِهِ ا لَّذِيْنَ هُمْ مِنِّيْ وَ مِنْهُ إِ مَا مَةٌ؛ فِيْهِمُ الْمَهْدِيُّ إِلٰى يَوْمِ يَلْقَى اللهَ الَّذِيْ يُقَدِّرُ وَ يَقْضِيْ) پس خدا وند بزرگ و برتر کی طرف سے مجھے حکم ملا کہ علی امیرا لمؤمنین ؑ کے لئے تم لوگوں سے بیعت لوں اور انکے بعد آنے والے اماموں کے لئے بھی بیعت کرالوں وہ ائمہ جو سارے مجھ سے اور علی ؑ سے ہیں اور انھیں میں قائم مہدی ؑ بھی ہیں جو تا روز قیامت حق سے قضاوت کریں گے ۔)

تیسری فصل

آیا غدیر کا ہدف امام کا تعین تھا؟

غدیر کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں کی جانب سے تنگ نظری

واقعۂ غدیر کے مقاصد کے اذہان سے پوشیدہ رہنے کی ایک اور افسوناک وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے قصیدوں یا تقاریر میں یہ کہتے ہیں کہ روز غدیر اسلامی امت کے لئے امامت کی تعیین کا دن ہے، روز غدیر ''حضرت امیر المؤمنین ۔ ''کی ولایت کا دن ہے ۔ یہ تنگ نظری اور محدود فکر اس قدر مکرر بیان ہوئیں کہ بہت سے لوگ غدیر جیسے عظیم واقعہ کے دیگر نکات کی طرف توجہ دینے سے قاصر رہے ۔

کوتہ نظر بیین کہ سخن مختصر گرفت:غدیر کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں کی جانب سے تنگ نظری: افسوس کہ آج بھی اگر مشاہدہ کیا جائے تو جب بھی روزغدیر کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہمارے لوگ اس دن کو صرف 'امام علی ۔ کی ولایت 'کی نسبت سے یاد کرتے ہیں اور غدیر کے دیگر اہم اور تاریخ ساز پہلوؤں سے غافل نظر آتے ہیں ۔غدیر کے اصلی اہداف، نہ ہونے کے برابر تصانیف اور کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں اور جس طرح غدیر کے وسیع اور با مقصد جہتوں کو منابر کے ذریعے اور نماز جمعہ کے خطبوں میں بیان کیا جانا چاہیے بیان نہیں کئے جاتے، مجلسوں اور اخباروں میں بھی صرف ''ولایت امام ۔ کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ روز غدیر لوگوں کے درمیان فقط ولایت علی ۔ کے ساتھ خاص ہو کر رہ گیا ہے۔ا۔ پہلے سے تعیین شدہ امامت: شیعہ نظریہ یہ ہے کہ حضرت علی ۔ اور انکے گیارہ بیٹوں کی امامت غدیر سے پہلے ہی معیّن ہو چکی تھی اس دن کہ جب موجودات اور ہماری اس کائنات کی خلقت کی کوئی خبر نہ تھی اس دن کہ جب ابھی تک پیغمبرانِ الٰہی کی ارواح بھی خلق نہ ہوئی تھیں ۔جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پنجتن آلِ عباء علیہم السلام کی ارواح خلق ہو چکی تھیں، جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی ۔ کے وجود کے انوار اس وقت خلق کئے جا

چکے تھے کہ جب بھی آدم خلق نہ ہوئے تھے ۔ سارے پیغمبران خدا اپنے خدا ئی انقلاب کی ابتدا میں پنجتن آلِ عباء علیہم السلام کے اسمائے مبارک کی قسم کھاتے تھے ،اور سخت مشکلات کے وقت خدا وند عالم کو محمد ، علی فاطمہ ، حسن اور حسین صلوٰۃ اللہِ عَلیہم أجمعینکے ناموں کا واسطہ قسم دیتے اور انکی برکت سے توبہ کرتے اور خدا وند منّان کی بارگاہ میں عفو اور بخشش طلب کرتے تھے ۔

حضرت آدم ۔ نے ان اسمائے مبارک کو جب عرش معلیٰ پر دیکھا ؛انکی نورانیت کیو جہ سے حضرت آدم ۔ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اورخدا وند عالم سے ان ناموں کے ذریعے بات کی۔ حضرت نوح ۔ نے انھیں مبارک اسماء کو اپنی کشتی کے تختے پر لکھا اور جب شدید اور سخت طوفان میں گھر گئے تو ان ہی ناموں کا واسطہ دے کر خدا وند عالم سے مدد طلب کی، تمام پیغمبران خدا جانتے تھے کہ ایک پیغمبر خاتم ﷺ آئیں گے اور انکے اس راستے کو کمال کے درجہ تک پہنچائیں گے ،اور اس بات سے بھی واقف تھے کہ آپ ﷺ کے بعد آنے والے امام کون ہونگے اور دین و بشریت کو کمال تک پہنچانے میں اُن أئمہّ کو کن کن ناگوار حوادث کا سامنا کرنا پڑے گا ۔انہوں نے حضرت علی ۔ کی مظلومیت پر گریہ و زاری کی اور امام حُسین ۔ کی کربلا کو یاد کر کے اشک بہائے ،ا ن کے نام اور پیش آنے والے حوادث کواپنی امتوں کے لئے بیان کئے؛ اسی لئے جب یہودی عالم نے امام حُسین ۔ کو گھوارہ میں دیکھا تو اس کو وہ تمام نشانیاں یاد آگئیں جوذکر کی گئیں تھیں ؛وہ اسلام لے آیا اور امام حُسین ۔ کے بوسے لینے لگا ۔تو معلوم ہوا کہ روز غدیر صرف ''تعیین امامت ''کا دن نہیں تھا ؛بلکہ آغاز بعثت میں ہی پیغمبر گرامی ﷺ نے امام کو معین کر دیا تھا ، جس وقت عالم شیر خواری میں حضرت علی ۔ کو پیغمبر ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں دیا گیا تو حضرت علی ۔ نے پیغمبر گرامی ﷺ پر درود و سلام بھیجا اور قرآن مجید کی کچھ آیات کی تلاوت فرمائی جب کہ بظاہر ابھی قرآن نازل نہیں ہوا تھا ۔آپ ﷺ نے جب بھی اور جہاں بھی ضرورت محسوس کی بارہ ائمہ علیہم السلام کے اسمائے مبارک ایک ایک کرکے بیان فرمائے ،اور اپنے بعد آنے والے امام ۔ کو مختلف شکلوں اور عبارتوں کے ذریعے بیان فرمایا، ائمہ علیہم السلام کے ادوار میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلیوں کو آشکار کیا

؛مدینہ کے منبر سے بار بار ائمہ علیہم السلام کے اسماء مبارک انکی تعداد،حالات زندگی، انکے زمانے کے ظالم حکمرانوں اور انکے نابکار قاتلوں کا تعارف کروایا۔

حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے زمانۂ غَیبت کے بارے میں بار بار بات کی اور غَیبت کے دوران انکی راہنمائی کے بارے میں سننے والوں کے اعتراضات کے جواب دئے ؛ حضرت مہدیعجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ساری دنیا پر حکومت کے بارے میں اتنا بیان کیا کہ اُموی و عبّاسی دور میں بعض لوگوں نے اس خیال سے کہ وہ اُمّت کے مہدی ہو سکتے ہیں قیام کیا تاکہ جو لوگ حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انتظار میں ہیں اُن کو آسانی سے گمراہ کیا جا سکے۔ لہٰذا امامت کا عہدہ خداوند عالم کی جانب سے مقرّر کردہ ہے جو ہمیشہ سے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کرتا رہا ہے اور تا قیام قیامت انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کرتا رہے گا،اگر انسان کی ہدایت ضروری ہے تو امام کا وجود بھی ضروری ہے ؛ اور صرف خداوند عالم کی پاک اور بابرکت ذات ہی پیغمبروں اور ائمہ ۔ کا تعین اور انتخاب کر سکتی ہے۔ (واللہ أعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسالَتَہ)خداوند عالم سب سے زیادہ آگاہ ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے) کیونکہ ایک انسان کے لئے دوسرے انسان کی شناخت مشکل ہے اور وہ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہی حاصل نہیں کر سکتے، لہٰذا اسی دلیل کے تحت کہ جس کے تحت خدا کے پیغمبروں کا انتخاب اور چناؤ خدا کی طرف سے ہوتا ہے ائمۂ معصومین علیہم السلام کا تعیّن اور انتخاب بھی خداوند عالم کی جانب سے ہے اور فرشتہ وحی کے توسّط سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابلاغ حکم ہوا۔

واقعیت یہ ہے کہ اس حقیقت (تعیین امامت)کا غدیر کے دن سے کوئی تعلّق نہیں ہے،بلکہ آغاز بعثت ہی میں اس کو ذکر کیا جا چکا تھا،ہجرت کے دوران اور مختلف جنگوں کے درمیان رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت کا تعیّن اور تعارف کروا دیا تھا جب حضرت زہرا علیہا سلام کے یہاں امام حسین ۔ کی ولادت کا وقت نزدیک آیا تو جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زہرا علیہا سلام کو خبر دی کہ تمہارے یہاں بیٹے کی ولادت ہوگی اور اسکا نام حُسین ۔ ہوگا جس کا ذکر گذشتہ آسمانی کتابوں میں آچکا ہے جناب

زہرا علیہا سلام کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوے اور جب آپؐ نے امام حُسین ـ کی کربلا میں شہادت کی خبر دی تو جناب زہرا علیہا سلام نے فرمایا ''یا أبتاہ من یقتُلُ ولدی و قُرّۃ عینی و ثمرۃ فؤادی؟ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شرّ أمّۃ من أمّتی. قالت! یا أبتاہ إقرأ جبرئیل عنّی السّلام و قُل لہ فی أیّ موضعٍ یُقتل؟ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی موضعٍ یُقال لہ کربلا (!!اے بابا جان! میری آنکھوں کے قرار اور دل کے ثمر بیٹے کو کون قتل کریگا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے سب سے زیادہ بدترین اور بُرے لوگ، دوبارہ پوچھا ؛ اے بابا جان: جبرئیل کو میرا سلام کہیے اور پوچھیے کہ میرے بیٹے حُسین ـ کو کس جگہ شہید کیا جائے گا ؟ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سر زمین پر جس کو کربلا کہا جاتا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زہرا علیہا سلام نے فرمایا '': یا أبۃ سلّمتُ و رضیتُ و توکّلتُ علَی اللہ ''اے بابا جان: میں خواستہ خدا پر تسلیم اور راضی ہوں اور خداوند عالم کی ذات پر توکّل کرتی ہوں [2] جب جناب زہر ۲۳۶ کے یہاں حضرت امام حُسین ـ کی ولادت ہونے والی تھی خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ: (حضرت جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ ؛ تمہارا بیٹا کربلا میں شہید کر دیا جائے گا ـ)جناب فاطمہ علیہا سلام نے انتہائی غم و اندوہ کے عالم میں ارشاد فرمایا: (لَیس لی فیہِ حاجۃ یا أبۃ) اے بابا جان! مجھے ایسے بیٹے کی کوئی حاجت نہیں ہے ـ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :(میری بیٹی تمہارا یہ بیٹا حُسین ـ ہے اور نو معصوم امام اسکے وجود سے پیدا ہونگے جو دین خدا کی بقا کا سبب ہونگے ـ)

جناب زہرا علیہا سلام نے فرمایا: ''یا رسُولَ اللہِ قد رضیتُ عنِ اللہِ عزّ و جلّ '' (اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں خداوند بزرگ و برتر سے راضی ہوں [3]) اس قسم کے اظہارات بہت سطحی فکر اور کوتاہ نظری ہیں کہ یہ کہا جائے: غدیر خم کے دن لوگوں کی امامت

---

[1] جعفر بن محمّد القراری معنعناً عن ابی عبداللہ ـ

[2] (الف) تظلم الزہراء علیہا سلام ، ص ۹۵(ب) بحارالانوار ، ج ۴۴ ص ۲۶۴ : علّامہ مجلسی ؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ سنہ ھ)(ج) تفسیر فرات الکوفی ، ص ۵۵ : فرات الکوفی (متوفّیٰ ۳۰۰ سنہ ھ)

[3] (الف) بحار الانوار ، ج ۲۵ ص ۴۴ /۲۲۱/۳۳۳ اور ج ۲۳ ص ۲۷۲ اور ج ۳۶ ص ۱۵۸ : علامہ مجلسیؒ (ب) علل الشرایع ، ص ۷۹ : شیخ صدوق ؒ (متوفّیٰ ۳۸۱ سنہ ھ)(ج) کمال الدّین ، ج ۲ ص ۸۷ : شیخ صدوق ؒ (متوفّیٰ ۳۸۱ سنہ ھ)
(د) تفسیر البرہان ، ج ۴ ص ۱۷۳ : علامہ بحرانی اصفہانی (متوفّیٰ ۱۱۰۷ سنہ ھ)

مشخص ہوئی، غدیر کا دن امامت کے تعیّن کا دن ہے ۔ غدیر کا دن ولایت کے تعیّن کا دن ہے ،کیونکہ امامت، رسالت ہی کی طرح الٰہی اصولوں میں سے ایک اصل ہے جو خلقت کے آغاز میں ہی معین ہو گئی تھی اور گذشتہ پیغمبروں کی لائی ہوئی آسمانی کتابوں میں اس کو بیان کر دیا گیا تھا ،اور بعثت سے غدیر تک سینکڑوں بار بے شمار احادیث وروایات میں پیغمبر گرامی اسلام ﷺ نے جہان والوں کی رہنمائی کرتے ہوئے امامت کا تعارف کر وا دیا تھا ۔

لوگ اور انتخاب

: ہ درست ہے کہ شیعوں کے امام خدا وند عالم کی طرف سے پہلے سے ہی منتخب ہو گئے تھے اور بعثت کے بعد سے ہر اہم مقام اور موقع پر خود رسول گرامی اسلام ﷺ کی زبانی انکا تعارف ہو چکا تھا لیکن ابھی بھی یہ کام مکمّل نہیں ہوا کہیں لوگ خود امام کا انتخاب نہ کرلیں ، اور اپنی کج فکری اور گمراہی کے سبب اءمہ معصومین علیہم السلام کی امامت کو قبول نہ کریں نیز اسلام کی اصلی ثقافت اور امامت کے درمیان فاصلہ ڈال دیں اور حضرت علی ۔اوربا قی ا ماموں کی بیعت نہ کریں تو رسول اکرم ﷺ کا بتا یا ہوا راستہ خطرے میں پڑجائیگا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت ان تمام زحمتوں اور قربانیوں کے باوجود نامکمّل رہے،چنانچہ خدا وند عالم نے بھی ہوشیار کرنے والے کلمات کے ساتھ فرمایا : (وَ إِن لَم تَفعَلُ فَا بَلَّغتَ رِسا لَتَکَ)اور اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو میری رسالت کا کوی کام نہیں کیا اگر لوگ امام بر حق کی بیعت نہ کریں اور امام کو لوگوں کی حمایت حاصل نہ ہو تو امام سیاسی طاقت اور قدرت اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا ،بعنوان امام اور حاکم دستور نہیں دے سکتا ؛ امر و نہی نہیں کرسکتا حکومتی کام انجام دینے والے افراد کا تعیین نہیں کرسکتا ۔یہ جو سیاسی جماعتوں کے سربراہوں ، جاہ طلب منافقوں اور سقیفہ کے مکاّروں نے غدیر کے دن تک سکوت اختیار کیا اور کوئی خطرناک اقدام نہیں کیا صرف اس وجہ سے تھا کہ ابھی تک امّت کی رہنمائی و رہبری کا مسئلہ تحریر و تقریر تک محدود تھا، صرف رسول خدا ﷺ کی تقاریر میں ولایت امیرالمؤمنین ۔ کا ذکر ہوا تھا اور وہ لوگ بھی تحّمل کر رہے تھے ۔ لیکن غدیر کے دن ، اس عظیم اور کم نظیر اجتماع کے درمیان اور چونکا دینے والی خصوصیات کے ساتھ ؛ سب نے دیکھا کہ جناب

رسول خدا ﷺ نے صرف خطبہ اور بیان پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عملاً سب سے پہلے حضرت علی ـ کا ہاتھ بلند کرکے خود بیعت کی اور اسکے بعد سب لوگوں کو حضرت علی ـ کی بیعت کرنے کا دستور دیا اور آخر کار ایک زیبا اور شاندار بیعت وجود میں آئی، مخالفین اور منافقین بھی ایسے حالات اور شرائط سے دُچار ہوگئے تھیکہ اب انکے پاس سوائے بیعت کرنے کے اور کوئی چارہ باقی نہ رہ گیا تھا،یہاں انکی خواہشات کو ٹھیس پہنچی اور انہوں نے اپنی تمام سیاسی آرزوؤں اور شیطانی امیدوں پر پانی پھرتا محسوس کیا ،وہ یہ بات صاف طور پر محسوس کر رہے تھے کہ اب انکے لیے اور حکومت کے پیاسے سیاستدانوں کی لئے کوئی مقام نہیں ہے اوریہ کہہ رہے تھے کہ!علی ـ خدا کی طرف سے بھی معیّن ہوئے ہیں اور پیغمبر اسلام ﷺ نے بھی انکی بیعت کی ہے اور سارے مسلمانوں نے بھی انکی بیعت کی ہے، عقلی اور عقیدتی حمایت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی سیاسی حمایت بھی ہے،اور رپھر فرشتہ وحی نے بھی انہی کو معیّن کیا ہے اور اس طرح حضرت علی ـ کے لیے عمومی بیعت نے حقیقت کا روپ بھی دھارا ہے ـ لہٰذا پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد سیاسی طاقت اور حکومت حاصل کرنے کے تمام راستے اور طریقے بند ہیں،اب اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ پیغمبر ﷺ کو قتل کر دیا جائے اور (سازشی اور قابل نفرین) تحریر لکھی جائے، اسکے علاوہ کوئی چارہ باقی نہیں رہ گیا کہ ایک فوجی بغاوت کی جائے اور مخالفوں کا قتل عام کیا جائے ،اگر غدیر کے دن عمومی بیعت نہ ہوئی ہوتی تو منافق اور سیاسی جماعتوں کے سربراہ اتنے غضب ناک نہ ہوتے اور رسول خدا ؐ کے مسلحانہ قتل کا منصوبہ نہ بناتے، لہٰذا غدیر کا دن صرف تعیین امامت کا دن نہیں تھا بلکہ: روز غدیر ''امام اور عترت کی ولایت' کے تحقق کا دن تھا، غدیر کا دن مسلمانوں کی حضرت علی ـ کے ساتھ اور دوسرے ائمہ کے ساتھ تا قیامت عمومی بیعت کا دن تھا ـ غدیر کا دن وہ دن ہے ! جس دن رسول خدا ﷺ کے بعد مسلمانوں کی رہبری اور امامت کا مسئلہ روشن ہوا ؛ خاندان علی ابن ابی طالب ـ سے گیارہ ائمہ کی تا قیامت جاری رہنے والی امامت کا اعلان ہوا اور اس سلسلے میں عمومی بیعت لی گئی ،ولایت کے غاصبوں پر لعنت ملامت ہوئی اور امامت و رہبری کے تعیّن اور مسلمانوں کی قیامت تک کے لئے بیعت عام نے راہ رسالت کو دوام بخشا ـ

تحقق امامت کے مراحل

:کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں چونکہ خدا وند عالم نے امام کو چنا اور معیّن فرمایا تھا اور رسول اسلامؐ نے بھی اس امر کی تبلیغ کر دی تھی تو بس یہ کافی ہے، ائمہ معصومین علیہم السلام (حضرت امیرالمؤمنین ـ سے لے کر حضرت مہدی ؑعجل فرجہ الشریف ؑتک) انسانوں کے امام، رہبر اور پیشوا خدا کی طرف سے منصوب کئے گئے ہیں ـ اُمّت مسلمہ کے حقیقی اور واقعی رہبر تو ائمہ ہیں ؛ چاہے لوگ انکو منتخب کریں یا نہ کریں ،چاہے ظاہری امامت کے حامل ہوں یانہ ہوں سیاسی قدرت کواسلامی معاشرے میں اسلامی آئین و قوانین کا اجرا کریں یا نہ کریں یہ نظریہ اور طرز تفکّر ""شخصی اعتقاد"" کے لحاظ سے تو صحیح ہے حضرت علی ـ اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام جہان کی خلقت کے شروع ہونے سے بھی پہلے منتخب ہو چکے تھے اور انکے بابرکت اور نورانی اسماء دیگر آسمانی کتابوں بھی ذکر کئے گئے ہیں چاہے لوگ ان بزرگوں اور رہبران حق کو پہچانے یا نہ پہچانے کوئی فرق نہیں پڑتا ـ

جب حضرت علی ـ کو غربت و فقر کی ہی زندگی گزارنی ہے اور سیاسی طاقت اپنے ہاتھ میں نہیں لینی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ لوگ انکو پہچانے یا نہ اور ان کے مقام و منزلت سے واقف ہوں یا نہ؟کیونکہ امام علی ـ کو خدا وندعالم نے منتخب کیا ہے اور وہ تمام لیاقتیں اور اوصاف جو ایک امام بر حق میں ہونا ضروری ہیں ان سب کے حامل ہیں ، اس بات پر یقین اور اعتقاد بھی محکم ترین عقائد میں سے ایک ہے، لیکن اس عقیدے کا اجتماعی فائدہ کیا ہے ؟مقام اِجراء میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے ایک ماہر طبیب اور قابل ولائق ڈاکٹر ایک شہر میں گوشہ نشینی اختیار کر لے اور غریبانہ ،تنہا اور گمنام زندگی گزارے جبکہ مختلف امراض میں مبتلا ہزاروں مریض اس طبیب کے علاج و درمان سے محروم رہیں معالجے کے لئے اس کا انتخاب نہ کریں، اس کے پاس نہ جائیں اور اس کے علم ودانش سے استفادہ نہ کریں ـ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ امام اسلامی حکومت کی سیاست میں عمل دخل رکھتا ہو سیاسی قدرت اس کے ہاتھ میں ہو اور احکام دین کا اجرا ہو ، اجتماعی عدالت کا تحقق اور اس میں توسیع ہو، وہ کون ہے جسے احکام الٰہی کی تفسیر کرنی چاہیے،وہ کون ہے جسے اسلامی اقتدار کو اسلامی معاشرے پر حاکم بنانا چاہیے ،

وہ کون ہے جسے حدود الہی کا پاس رکھتے ہوئے اسلامی معاشرے پر قانون لاگو کرنا چاہیے وہ کون ہے جو قصاص کرے، شرعی حد جاری کرے ،وجوہات شرعی کی جمع آوری کرے اور صلح وجنگ میں رہنمائی کرے، خدا اور اسکے فرشتے تو مسلمانوں کی سیاسی اور اجرائی قدرت کو عملاً اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے، لہذا خدا کے منتخب بندوں کو ہونا چاہیے جو معاشرے میں یہ سارے امور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیں لیکن کون اور کیسے ؟۔

یہیں پر لوگوں کا انتخاب اپنا کردار ادا کرتا ہے لوگوں کا قبول کرنا امام کی سیاسی اور اجرائی قدرت کیےلئے موثر ہوتا ہے لھذا اس بنا پر امامت کا تحقق پانا چند مراحل میں بہت اہم اور ضروری ہے جیسے۔

اوّل ۔ انتخاب الٰہی: کیونکہ لوگ انسان شناس نہیں ہیں اور دوسروں کے باطنی رموز و اسرار سے واقفیت نہیں رکھتے، لہذا امام بر حق کا انتخاب خدا وند عالم کو کرنا چاہیے جو کہ خالق انسان بھی ہے اور اسکی باطنی کیفیت سے بھی آگاہ ہے ۔ (اَللہُ أَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰا لَتَہٗ) (خدا وند عالم بہتر جانتا ہے کہ رسالت و امامت کو کس خاندان میں قرار دے ، خدا وند عالم نے ہی تمام قوموں کے لئے پیغمبروں اور اماموں کا انتخاب کیا ہے اور انکا تعارف کرایا ہے ۔

دوّم ۔ پیغمبران خدا کا اعلان: خدا وند عالم کے انتخاب کر لینے کے بعد آسمانی رہنماؤں اور ائمہ معصومین علیہم السلام کا تعارف خدا کے پیغمبروں کے توسّط سے ہونا چاہیے ،انکی اخلاقی خصوصیات کا ذکر ہونا چاہیے ،انکی اجرائی اور سربراہی طاقت کو لوگوں کے درمیان بیان ہونا چاہیے،تاکہ یہ برگزیدہ ہستیاں پیغمبر خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سے تا قیام قیامت امت کی رہنمائی کر سکیں اور احکام خدا وند عالم کو معاشرے میں عام کر سکیں۔

چنانچہ جناب امیر المؤمنین ۔ نے ارشاد فرمایا '' :وَخَلَّفَ فِیْکُمْ مٰا خَلَّفَتِ الْأَنْبِیٰاءُ فِیْ أُمَمِھٰا،إِذْلَمْ یَتْرُکُوْھُمْ ھَمَلاً، بِغَیْرِ طَرِیْقٍ وٰاضِحٍ وَلاٰ عَلَمٍ قٰاءِمٍ،'' رسول گرامی اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے درمیان ایسے ہی جانشین مقرر کئے جیسے کے گذشتہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امت

کے لئے مقرّر کئے کیونکہ وہ اپنی امت کو سر گردان اور لاوارث چھوڑ کر نہیں گئے، واضح و روشن راستہ نیز محکم نشانیاں بتائے بغیر لوگوں کے درمیان سے نہیں گئے[1]۔

لیکن اب بھی منتخب أئمّہ کی ولایت عمل و اجرا کے لحاظ سے نامکمل ہے کیونکہ اگر خدا وند عالم معصوم رہنماؤں کا انتخاب بھی کرلے اور انکا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکا ابلاغ بھی کر دے لیکن مقام عمل اور میدان زندگی میں لوگ انکو قبول نہ کرتے ہوں تو ولایت کا وقوع معاشرے میں ناتمام و نامکمل ہے ۔ اس لئے ایک تیسرے عامل (لوگوں کا انتخاب) کا وجود لازمی و ضروری ہے۔

سوّم ۔ لوگوں کی بیعت عام: اگر لوگ انتخاب الٰہی اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابلاغ کے بعد راستے کو پہچان لیں، اپنے امام بر حق کو چن لیں، کارہائے امامت میں مدد و معاون ہوں، اپنے امام کا دل وجان سے انتخاب کریں، اسلامی اقدار کے تحقق کے لئے سر دھڑ کی

---

[1] خطبۂ ۱/ ۴۴ : نہج البلاغہ معجم المفہرس مؤلّف ۔ اسناد و مدارک
۱۔ عیون المواعظ والحکم : واسطی (۴۵۷ ھ میں لکھی گئی)
۲۔ بحار الانوار ، ج ۷۷ ، ص ۳۰۰ / ۴۲۳ : مرحوم علّامہ مجلسی ؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)
۳۔ ربیع الابرار (باب السماء والکواکب) : زمخشری (متوفّیٰ ۵۳۸ ھ)
۴۔ شرح نہج البلاغہ ، ج ۱ ،ص ۲۲ : قطب راوندی (متوفّیٰ ۵۷۳ ھ)
۵۔ تحف العقول : ابن شعبۂ حرانی (متوفّیٰ ۳۸۰ ھ)
۶۔ اصول کافی ، ج ۱، ص ۱۴۰/۱۳۸ : مرحوم کلینی ؒ (متوفّیٰ ۳۲۸ ھ)
۷۔ الاحتجاج ، ج ۱ ،ص ۱۵۰ /۱۹۸ /۲۰۹ : مرحوم طبرسی ؒ (متوفّیٰ ۵۸۸ ھ)
۸۔ مطالب السؤول : محمّد بن طلحہ شافعی (متوفّیٰ ۶۵۲ ھ)
۹۔ دستور معالم الحکم ، ص ۱۵۳ : قاضی قضاعی (متوفّیٰ ۴۵۴ ھ)
۱۰۔ تفسیر فخر رازی ، ج ۲، ص ۱۶۴ : فخر رازی (متوفّیٰ ۶۰۶ ھ)
۱۱۔ الحکمۃ و المواعظ : ابن شاکر واسطی (۴۵۲ ھ میں تدوین ہوئی)
۱۲۔ ارشاد ، ج ۱، ص ۱۰۵/۲۱۶/۲۱۷ : شیخ مفید ؒ (متوفّیٰ ۴۱۳ ھ)
۱۳۔ توحید ، ص ۲۴ : شیخ صدوق ؒ (متوفّیٰ ۳۸۰ ھ)
۱۴۔ عیون الاخبار : شیخ صدوق ؒ (متوفّیٰ ۳۸۰ ھ)
۱۵۔ أمالی ، ج ۱ ،ص ۲۲ : شیخ طوسی ؒ (متوفّیٰ ۴۶۰ ھ)
۱۶۔ کتاب أمالی ، ص ۲۰۵ : شیخ صدوق ؒ (متوفّیٰ ۳۸۰ ھ)
۱۷۔ اختصاص ، ص ۲۳۶ : شیخ مفید ؒ (متوفّیٰ ۴۱۳ ھ)
۱۹۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۱۵۷ : ابن جوزی (متوفّیٰ ۶۵۴ ھ)
۲۰۔ کتاب البدء والتاریخ ، ج ۱، ص ۷۴ : مقدّسی (متوفّیٰ ۳۵۵ ھ)
۲۱۔ بحار الانوار ، ج ۴، ص ۳۲/۴۴/ ۵۳/ ۵۴ : علامہ مجلسی ؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)
۲۲۔ کتاب محاسن : علامہ برقی (متوفّیٰ ۲۷۴ ھ)
۲۳۔ بحارالانوار ، ج ۴ ، ص ۲۴۷/۲۸۵/۳۰۴/۳۲/۴۴/۵۲/۵۳/۵۴ : علامہ مجلسی (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)
۲۴۔ بحارالانوار ، ج ۱۰ ،ص ۱۱۸/ ج ۱۱ ،ص ۶۰/۱۲۲ : علامہ مجلسی ؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)
۲۵۔ بحارالانوار ، ج ۱۶، ص ۲۸۴ / ج ۵۴ ، ص ۱۷۶ : علامہ مجلسی ؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)
۲۶۔ بحارالانوار ، ج ۶۰ ،ص ۲۱۲ : علامہ مجلسی ؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)
۲۷۔ غررالحکم ، ج ۳، ص ۳۰۱/ ج ۴ ،ص ۳۸۹ : مرحوم آمدی ؒ (متوفّیٰ ۵۸۸ ھ)
۲۸۔ غررالحکم ، ج ۵ ،ص ۹۹/۱۰۲/ ج ۶ ،ص ۴۲۱ : مرحوم آمدی ؒ (متوفّیٰ ۵۸۸ ھ)
۲۹۔ بحارالانوار ، ج ۴ ،ص ۲۴۸ / ج ۵۷ ،ص ۱۷۸ : علامہ مجلسی ؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)
۳۰۔ بحارالانوار ، ج ۱۸ ، ص ۲۱۷ / ج ۱۱ ،ص ۱۲۳ /۶۱طبع جدید : علامہ مجلسی ؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)
۳۱۔ اصول کافی ، ج ۱، ص ۱۳۵ / ۱۳۹/ ۱۴۱ : مرحوم کلینی ؒ (متوفّیٰ ۳۲۸ ھ)
۳۲۔ روضۂ کافی ، ج ۸، ص ۳۱ : مرحوم کلینی ؒ (متوفّیٰ ۳۲۸ ھ)

بازی لگا دیں اور شہادت کی آرزو کے ساتھ امام کے حکم جہاد کو بجا لانے میں دریغ نہ کریں، عقیدے و یقین میں بھی اور زندگی کے میدان عمل میں بھی امام پر ایمان رکھتے ہوں تب ہی امامت کا تحقق اور ایک واقعی وجود قائم ہوتا ہے،امام کو احکام الٰہی کے اجراء کی قدرت و طاقت ملتی ہے اور انسانوں کی میدان زندگی میں دین خدا کو وجود ملتا ہے ۔

جیسا کہ امام ـ نے فرمایا ''!أَمَاوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ،وَبَرَأَ النَّسَمَۃَ،لَوْلَا حُضُوْرُ الْحَاضِرِ وَقِیَامُ الْحُجَّۃِ بِوُجُوْدِ النَّاصِرِ،وَمَا أَخَذَ اللّٰہُ عَلَی الْعُلَمَاءِ أَلَّا یُقَارُّوْا عَلٰی کِظَّۃِ ظَالِمٍ، وَلَا سَغَبِ مَظْلُوْمٍ،لَأَلْقَیْتُ حَبْلَھَا عَلٰی غَارِبِھَا،وَلَسَقَیْتُ آخِرَھَا بِکَأْسِ أَوَّلِھَا،وَلَأَلْفَیْتُمْ دُنْیَاکُمْ ھٰذِہٖ أَزْھَدَ عِنْدِیْ مِنْ عَفْطَۃِ عَنْزٍ!''

اس خدا کی قسم!کہ جس نے دانے میں شگاف ڈالا اور جان کو خلق کیا ،اگر بیعت کرنے والوں کی بڑی تعداد حاضر نہ ہوتی اور چاہنے والے مجھ پر حجت تمام نہ کرتے اور خدا وند عالم نے علماء سے عہد و پیمان نہ لیا ہوتا کہ وہ ظالموں کی ہوس اور شکم پری،اور مظلوموں کی گرسنگی پر خاموشی اختیار نہ کریں تو میں آج بھی خلافت کی رسّی انکے گلے میں ڈال کر ہانک دیتا اور خلافت کے آخر کو اول ہی کے کاسہ سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری دنیا میری نظر میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے[۲] ۔

---

[۱] نہج البلاغہ خطبۂ ۳/۱۶

[۲] اسناد و مدارک خطبۂ /۳

۱۔ کتاب الجمل ، ص ۶۲/۹۲ : شیخ مفید ؒ (متوفّٰی ۴۱۳ ؁ ھ)
۲۔ الفہرست ، ص ۹۲ : نجاشی (متوفّٰی ۴۵۰ ؁ ھ)
۳۔ الفہرست ، ص ۲۲۴ : ابن ندیم (متوفّٰی ۴۳۸ ؁ ھ)
۴۔ الانصاف فی الامامۃ : ابی جعفر ابن قبۂ رازی (متوفّٰی ۳۱۹ ؁ ھ)
۵۔ معانی الاخبار ، ص ۳۴۳ : شیخ صدوق ؒ (متوفّٰی ۳۸۰ ؁ ھ
۶۔ علل الشرایع ، ص ۱۴۴ : شیخ صدوق ؒ (متوفّٰی ۳۸۰ ؁ ھ)
۷۔ العقد الفرید ، ج ۴ : ابن عبد ربہ (متوفّٰی ۳۲۸ ؁ ھ)
۸۔ بحار الانوار ، ج ۸ ص ۱۲۰ (کمپانی ؛متوفّٰی ۱۰۳۷ ؁ ھ) : مرحوم مجلسی ؒ (متوفّٰی ۱۱۱۰ ؁ ھ)
۹ شرح نہج البلاغہ : قطب راوندی (متوفّٰی ۵۷۳ ؁ ھ)
۱۰۔ المناقب : ابن جوزی (متوفّٰی ۶۵۴ ؁ ھ)
۱۱۔ الغارات : ابن ہلال ثقفی (متوفّٰی ۲۸۳ ؁ ھ)
۱۲۔ الفرقۃ الناجیۃ : قطیفی (متوفّٰی ۹۴۵ ؁ ھ)
۱۳۔ ارشاد ، ج ۱ ص ۱۳۵/۲۸۴/۲۸۶ : شیخ مفید ؒ (متوفّٰی ۴۱۳ ؁ ھ)
۱۴۔ المغنی : قاضی عبدالجبّار (متوفّٰی ۴۱۵ ؁ ھ)
۱۵۔ نثرالدرر : وزیر ابو سعید آبی (متوفّٰی ۴۲۲ ؁ ھ)
۱۶۔ نزہۃ الادیب : وزیر ابو سعید آبادی (متوفّٰی ۴۲۲ ؁ ھ)
۱۷۔ الشافی ، ص ۲۰۳ : سیّد مرتضیٰ (متوفّٰی ۴۳۶ ؁ ھ)
۱۸۔ الامالی : ہلال بن محمد بن الحفار (متوفّٰی ۴۱۷ ؁ ھ)
۱۹۔ الامالی : شیخ الطائفۃ طوسی ؒ (متوفّٰی ۴۶۰ ؁ ھ)
۲۰۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۱۳۳ : سبط ابن الجوزی (متوفّٰی ۶۵۴ ؁ ھ)
۲۱۔ تحف العقول ، ص ۳۱۳ : ابن شعبۂ حرانی (متوفّٰی ۳۸۰ ؁ ھ)
۲۲۔ شرح الخطبۃ الشقشقیۃ : سیّد مرتضیٰ (متوفّٰی ۴۳۶ ؁ ھ)
۲۳۔ الافصاح فی الامامۃ ، ص ۱۷ : شیخ مفید ؒ (متوفّٰی ۴۱۳ ؁ ھ)
۲۴۔ الاحتجاج ، ج ۱، ص ۲۸۱/۱۹۱ : طبرسی (متوفّٰی ۵۸۸ ؁ ھ)
۲۵۔ المحاسن والادب : علّامہ برقی (متوفّٰی ۲۸۰ ؁ ھ)

اگرانتخاب الٰھی وابلاغ رسالت کے بعد لوگ ائمہ معصومین کو قبول نہ کریں اور امام برحق کو تنہا چھوڑ دیں یا قتل کر دیں تو اس صورت میں امامت اور ولایت کا تحقق نہیں ہو گا اور امام سیاسی طور پر لوگوں میں حاضر نہیں ہو سکتے اور کوئی بھی ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل نہیں کرے گا اور اگر فرمان صادر فرمائیں گے تو کوئی اطاعت نہیں کرے گا۔ حضرت علی ۔ نے فرمایا :دَعُوني وَالتِمُوا غَیرِی ،فَاِنَّا مُستَقبِلُون اَمراً لَہُ وُجُوہٌ وَاَلوان، لاَتَقُومُ لَہ القُلُوبُ،وَلاَتَثبُتُ عَلَیہِ العُقُولُ وَاِن الافَاقَ قَد اَغَامَت،وَالمحَجَّۃَ قَد تَنَکَّرَت وَاعلَمُوا اَنّي اِن اَجَبتُکُم رَکِبتُ بِکُم مَااَعلَمُ وَلَم اُصغِ اِلٰی قَولِ القَاءِلِ وَعَتبِ العَاتِبِ وَاِن تَرَکتُمُوني فَاَنَا کَاَحَدِکُم،وَلَعَلّي اَسمَعُکُم وَاَطوَعُکُم لِمَن وَلَّیتُمُوہُ اَمرَکُم،وَ اَنَا لَکُم وَزِیراً ،خَیرٌ لَکُم مِنّي اَمِیراً[1] : جب لوگوں نے قتل عثمان کے بعد آپ کی بیعت کا ارداہ کیا تو آپ نے فرمایا :مجھے چھوڑ دو جاؤ کسی اور کو تلاش کر لو[2] ہمارے سامنے وہ معاملہ ہے جس کے بہت سے رنگ اور رخ ہیں جن کی نہ دلوں میں تاب ہے اور نہ عقلیں انہیں برداشت کر سکتی ہیں دیکھو افق کس قدر ابر آلود ہے اور راستے کس قدر انجانے ہیں، یاد رکھو اگر میں نے تمہاری بیعت کی دعوت کو قبول کر لیا تو تمہیں اپنے علم ہی کے راستے پر چلاؤں گا اور کسی کی کوئی بات اور سرزنش نہیں سنوں گا لیکن اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو تمہارے ہی ایک فرد کی طرح زندگی گزاروں گا بلکہ شاید تم سب سے زیادہ تمہارے حاکم کے احکام کا

۲۶۔ المستقصیٰ ، ج۱ ،ص ۳۹۳ : زمخشری (متوفّیٰ ۵۳۸ ہجری ھ)
۲۷۔ مجمع الامثال ، ج ۱، ص ۱۹۷ : میدانی (متوفّیٰ ۵۱۸ ہجری ھ)
۲۸۔ المجلی ، ص ۳۹۳ : ابن ابی جمہور احسائی (متوفّیٰ ۹۰۹ ہجری ھ)
۲۹۔ المواعظ ولزواجر (کتاب الغدیر ، ج ۷، ص ۸۲ سے نقل) : ابن سعید عسکری (متوفّیٰ ۲۹۱ ہجری ھ)
۳۰۔ ابن خشاب کہتا ہے ! خدا کی قسم میں نے اس خطبے کو ان کتابوں میں پڑھا ہے جو سیّد رضی کی پیدائش سے ۲۰۰/سال پہلے تدوین ہو ئی ہیں : ماھو نہج البلاغہ ، ص ۹۸ : شہرستانی
۳۱۔ کتاب الانصاف : ابن کعبی بلخی (متوفّیٰ ۳۱۹ ہجری ھ)
۳۲۔ الاوائل : ابن ہلال عسکری (متوفّیٰ ۳۹۵ ہجری ھ)
۳۳۔ غرر الحکم ، ج ۳ ، ص ۴۶ : مرحوم آمدی (متوفّیٰ ۵۸۸ ہجری ھ)
۳۴۔ غرر الحکم ، ج ۶ ،ص ۲۳۲/ ۲۵۶ : مرحوم آمدی (متوفّیٰ ۵۸۸ ہجری ھ)
۳۵۔ رسائل العشر ، ص ۱۲۴ : شیخ طوسی ؒ (متوفّیٰ ۴۶۰ ہجری ھ)

[1] خطبہ ۹۲، نہج البلاغہ معجم المفہرس

[2] اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی ۔ خدا وند عالم کی طرف سے امامت پر منصوب ہوئے اور اسلامی ممالک سے آئے ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار حاجیوں نے غدیر خم کے میدان میں خدا وند عالم کے حکم سے اور پیغمبر کے ابلاغ کے بعد امام کے ساتھ بیعت کی ، لیکن ۲۵سال بعد ،ان تینوں کی خلافت کے دور میں لوگوں کے سیاسی انحراف اوراقدار میں تغییر کے سبب اس وقت اتمام حجّت کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ " مجھے چھوڑ دو ٔیعنی تم لوگ عدل کی حکومت کا تحمّل نہیں کر سکتے۔

خیال رکھوں میں تمہارے لئے وزیر کی حیثیت سے امیر کی بہ نسبت زیادہ بہتر رہوں گا[1] نا پختہ اور سست عقائد کے مالک کوفیوں کی سرزنش کرتے ہوئے ایک تقریر میں حضرت امیر المؤمنین ۔ نے واضح طور پر اساسی اور بنیادی اصل کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر لوگ امام کی اطاعت نہ کریں تو امام عملاً ایک اسلامی معاشرہ میں معاشرہ ساز فعالیت نہیں انجام دے سکتا ۔

امیر المؤمنین ۔ کے اس ارشاد سے تین باتوں کی مکمل وضاحت ہوتی ہے[2]۔ ا۔ آپ ۔ کو خلافت کے سلسلے میں کوئی حرص اور طمع نہیں تھی اور نہ ہی آپ ۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی تگ و دو کرنے کے قائل تھے ۔ الٰہی عہدہ عہدیدار کے پاس آتا ہے عہدیدار خود اسکی تلاش میں نہیں جاتا ۔

۲۔ آپ ۔ کسی قیمت پر اسلام کی تباہی برداشت نہیں کر سکتے تھے آپ کی نظر میں خلافت کا لفظ اپنے اندر مشکلات اور مصائب لئے تھا اور قوم کی طرف سے بغاوت کا خطرہ نگاہ کے سامنے تھا لیکن اسکے باوجود اگر ملت کی اصلاح اور اسلام کی بقاء کا دارومدار اس خلافت کو قبول کرنے میں ہے تو آپ اس راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے آمادہ و تیار ہیں ۔

۳۔ آپ ۔ کی نگاہ میں امت کے لئے ایک درمیانی راستہ وہی تھا جس پر آج تک چل رہی تھی کہ اپنی مرضی سے ایک امیر چن لے اور وقتاً فوقتاً ضرورت پڑنے پر آپ ۔ سے مشورہ کرتی رہے آپ ۔ مشورہ دینے سے بہر حال گریز نہیں کرتے ہیں جس کا مسلسل تجربہ ہو چکا ہے، اور اس مشاورت کو آپ نے وزارت سے تعبیر کیا ہے، وزارت فقط اسلامی مفاد تک بوجھ با نٹنے کے لیے حسین ترین تعبیر ہے ، ورنہ جس حکومت کی امارت قابل قبول نہیں اسکی وزارت بھی قابل قبول نہ ہوگی ۔ (مترجم) ''یاأشْباهَ الرِّجالِ

---

[1] خطبۂ / ۹۲ کے اسناد و مدارک:
۱۔ تاریخ طبری ، ج ۶ ص ۳۰۶ : طبری (متوفّیٰ ۳۱۰ ؁ ھ)
۲۔ النّہایۃ (۳۵ ؁ ھ کے حوادث سی مربوط) : ابن اثیر (متوفّیٰ ۶۰۶ ؁ ھ)
۳۔ کتاب جمل ، ص ۴۸ : شیخ مفید ؒ (متوفّیٰ ۴۱۳ ؁ ھ)
۴۔ تذکرۃ الخواص ، ص ۵۷ : ابن جوزی (متوفّیٰ ۵۶۷ ؁ ھ)
۵۔ شرح قطب راوندی ، ج ۱ ص ۴۱۸ : ابن راوندی (متوفّیٰ ۵۷۳ ؁ ھ)
۶۔ نسخۂ خطّی ۴۹۹ ؁ ھ ، ص ۷۳ : مؤلفہ ابن مؤدب، پانچویں صدی کے عالم دین
۷۔ نسخۂ خطّی نہج البلاغہ ، ص ۷۰ : مؤلّفہ ۴۲۱ ؁ ھ
۸۔تجارب الامم:، ج ۱ ، ص ۵۰۸ : ابن مسکویہ (متوفّی ۴۲۱ ؁ ھ)
۹۔ بحارالانوار ، ج ۳۲ ،ص۳۵۔ مرحوم مجلسیؒ (متوفی ۱۱۱۰ ؁ ھ)

[2] خطبہ ۹۲ نہج البلاغہ

وَلارِجَالَ!حُلُومُ الأَطْفَالِ،وَعُقُولُ رَبّاتِ الْحِجَالِ لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَرَكُمْ وَلَمْ أَعْرِفْكُمْ مَعْرِفَةً وَاللّٰهِ جَرَّتْ نَدَماً وَأَعْقَبَتْ سَدَماً قَاتَلَكُمُ اللّٰهُ ! لَقَدْ مَلأْتُمْ قَلْبِي قَيْحاً وَشَحَنْتُمْ صَدْرِي غَيْظاً وَجَرَّعْتُمُونِي نُغَبَ التَّهْمَامِ أَنْفَاساً وَأَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ رَأْيِي بِالْعِصْيَانِ وَالْخِذْلاَنِ حَتّٰى لَقَدْ قَالَتْ قُرَيْشٌ إِنَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ ، وَلٰكِنْ لاَ عِلْمَ لَهُ بِالْحَرْبِ لِلّٰهِ أَبُوهُمْ وَهَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاساً وَأَقْدَمُ فِيهَا مَقَاماً مِنِّي لَقَدْ نَهَضْتُ فِيهَا وَمَا بَلَغْتُ الْعِشْرِينَ وَهَا أَنَذَا قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى السِّتِّينَ وَلٰكِنْ لاَ رَأْيَ لِمَنْ لاَ يُطَاعُ .[۱]'' ترجمہ (اے مردوں کی شکل وصورت والو!اور واقعا نا مردو ، تمہاری فکریں بچوں جیسی اور تمہاری عقلیں حجلہ نشین دلہنوں جیسی ہیں میری خواہش تھی کاش میں تمہیں نہ دیکھتا اور تم سے متعارف نہ ہوتا، جس کا نتیجہ صرف ندامت اور رنج وافسوس ہے اللہ تمہیں غارت کرے تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا،اور میرے سینہ کو رنج وغم سے چھلکا دیا ہے، تم نے ہر سانس میں ہم وغم کے گھونٹ پلائے،اور اپنی نافرمانی اور سرکشی سے میری رائے کو بھی بیکار وبے اثر بنا دیا ہے یہاں تک کہ اب قریش والے یہ کہنے لگے ہیں کہ فرزند ابو طالب ۔بہادر تو ہیں لیکن انھیں فنون جنگ کا علم نہیں ہے،اللہ ان کا بھلا کرے ،کیا ان میں کوئی بھی ایسا ہے ، جو مجھ سے زیادہ جنگ کا تجربہ رکھتا ہو ،اور مجھ سے پہلے سے کوئی مقام رکھتا ہو ، میں نے جہاد کے لئے اس وقت قیام کیا ہے جب میری عمر ۲۰ سال بھی نہیں تھی اور اب تو (۶۰) سال ہو چکی ہے لیکن کیا کیا جائے جس کی اطاعت نہیں کی جاتی اس کی رائے بھی کوئی رائے نہیں ہوتی ۔اب اس مقام پر یعنی انتخاب الٰہی اور ابلاغ پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد لوگوں کی عمومی بیعت اور ملت کا انتخاب احکام الٰہی کے اجرا میں اپنا اہم کردار ادا کرتا ہے اور حکومت امام

---

[۱] اسناد و مدارک خطبۂ / ۲۷
۱۔ البیا ن و التبیین ، ج ۱ ،ص ۱۷۰ : جاحظ (متوفّیٰ ۲۵۵ ھ)
۲۔ البیا ن و التبیین ، ج ۲ ، ص ۶۶ : جاحظ (متوفّیٰ ۲۵۵ ھ)
۳۔ عیون الاخبار ، ج ۲ ،ص ۲۳۶ : ابن قتیبۃ (متوفّیٰ ۲۷۶ ھ)
۴۔ اخبار الطوال ، ص ۲۱۱ : دینوری (متوفّیٰ ۲۹۰ ھ)
۵۔ الغارات ، ج ۲ ، ص ۴۵۲/۴۹۴ : ابن ہلال ثقفی (متوفّیٰ ۲۸۳ ھ)
۶۔ الکامل ، ج ۱ ، ص ۱۳ : مبرد (متوفّیٰ ۲۸۵ ھ) اغا نی ، ج ۱۵ ، ص ۴۵ : ابو الفرج اصفہانی (متوفّیٰ ۳۵۶ ھ)
۸۔ مقاتل الطالبین ، ص ۲۷ : ابو الفرج اصفہانی (متوفّیٰ ۳۵۶ ھ)
۹۔ معانی الاخبار ، ص ۳۰۹ : شیخ صدوق ؒ (متوفّیٰ ۳۸۰ ھ)
۱۰۔ انساب الاشراف ، ج ۲ ص ۴۴۲ : بلاذری (متوفّیٰ ۲۷۹ ھ)
۱۱۔ مروج الذہب ، ج ۲ ص ۴۰۳ : مسعودی (متوفّیٰ ۳۴۶ ھ)
۱۲۔ عقدالفرید ، ج ۲ ص ۱۶۳ : ابن عبد ربہ (متوفّیٰ ۳۲۸ ھ)
۱۳۔ فروغ کافی ، ج ۵ ص ۴/۶/۵۳/۵۴ : مرحوم کلینی ؒ (متوفّیٰ ۳۲۹ ھ)
۱۴۔ دعائم الاسلام ، ج ۱ ص ۴۵۵ : قاضی نعمان (متوفّیٰ ۳۶۳ ھ)
۱۵۔ احتجاج ، ج ۱ ص ۲۵۱ / ۱۷۴ : مرحوم طبرسی ؒ (متوفّیٰ ۵۸۸ ھ)
۱۶۔ تہذیب ، ج ۶ ص ۱۲۳ : شیخ طوسی ؒ (متوفّیٰ ۴۶۰ ھ)

کے لئے عملی راہ فراہم کرتی ہے، غدیر خم کے روزیہ تینوں مراحل بخوبی اور تمام تر زیبایوں کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچے یہاں تک کہ حکومت کے پیاسوں کے دلوں میں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی انہوں نے جو کچھ بھی چاہا انجام دیا ،اور تاریخ میں ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو بد نام کر لیا کیونکہ: الف: خدا وند عالم کے انتخاب کا تحقق فرشتہ وحی کے توسّط سے آیات کی صورت میں (بلّغ ما اُنزِل اِلیک)اور (الیوم اکملت لکم دینکم) کے نزول کے ساتھ ہوا ۔

ب: وحی الٰہی کا ابلاغ اس عظیم و کم نظیر اجتماع میں پیغمبر اکرم ﷺ کے توسط سے انجام پایا :ج: مردوں اور عورتوں پر مشتمل عمومی بیعت تا دم صبح جاری رہی اور بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی کیونکہ امامت کو اس کا صحیح وارث اور مقام مل گیا اور لوگوں کی عمومی بیعت بھی انتخاب الٰہی کے لئے حامی واقع ہوئی ؛ لوگوں کا انتخاب، انتخاب الٰہی اور رسولِ خدا ﷺ کی ابلاغ و اعلان نے ایک ساتھ مل کر امامت کو پائدار اور زندہ و جاوید کیا ؛ تو اس وجہ سے منافقین اور حاسدین غضبناک ہوگئے، یہاں تک کہ ایک شخص نے موت کی آرزو کی اور آسمان سے ایک پتھر نے آکر اس کو نیست ونابود کر دیا ۔

بعض گروہ آپ ﷺ کے قتل کے درپے ہوگئے لیکن خدائی امداد نے انہیں ناکام اور رسوا کردیا اور بعض دوسروں نے وہ شرمناک اور قابل مذمّت تحریر لکھی کہ جس کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے تھے ؛ لیکن آخر کار ان کے پاس سکوت اختیار کرنے ،بغض و نفاق اور شیطانی انتظار کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا یہاں تک کہ جناب رسولِ خدا ﷺ کی وفات کے بعد تمام بغض اور کینہ توزیوں کو یکجا کرکے جو بھی چاہا ایک مسلّحانہ بغاوت (فوجی بغاوت) کی صورت میں انجام دیا ۔لہٰذا یہ غدیر کا دن صرف '' امام کے تعیّن ''کا دن نہ تھا کیونکہ مسلمانوں کا امام غدیر کے عظیم واقعہ سے پہلے ہی معیّن ہو چکا تھا اور حضرت امیر المؤمنین ـ کے بعد آنے والے ائمہ علیہم السلام کا ناموں کے ساتھ تعارف کروایا جا چکا تھا ؛ کسی کو امامت اورائمہ علیہم السلام کے ناموں میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا، غدیر کے دن (مسلمانوں کی عمومی بیعت) اور خود جناب رسول خدا ﷺ کی حضرت علی ـ کے ساتھ بیعت نے حقیقت کا روپ اختیار کیا اور منکرین ولایت کے لئے تمام راستے بند کر دئے تاکہ آفتاب ولایت کا انکار نہ کر سکیں ۔

چوتھی فصل

کیا غدیر کا دن صرف پیغام ولایت پہنچانے کے لئے تھا؟

ظواہر آیات غدیر کی طرف توجہ

ظواہر آیات غدیر کی طرف توجہ: بعض لوگوں نے سورۂ مبارکہ مائدہ کی آیت ۶۷ (یا أیّہا الرَّسُولُ بلّغ ما أُنزِلَ إلیکَ) کے ظاہر پر توجہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ غدیر کا دن صرف ''پیغام ولایت'' پہچانے کا دن ہے،اور رسول اکرم ﷺ نے اس مبارک دن ''حضرت علی ؑ''کی ولایت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا ۔اور بس اتنے ہی کو کافی سمجھتے ہوئے خوش حال ہو جاتے ہیں، یا تو غدیر کے دوسرے تمام زاویوں کو درک کرنے سے انکی عقلیں قاصر ہیں یا کتب کے مطالعہ کے ذریعہ حقیقت تک پہنچنے کی زحمت نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ: لفظ (بلّغ)یعنی ابلاغ کر دو لوگوں تک پہنچا دو ،اور (ما انزِلَ الیکَ) یعنی ولایت اور امامت حضرت امیرالمؤمنین ؑ لہٰذا غدیر کا دن صرف ''اعلان ولایت''کا دن ہے،اس گروہ کا جواب بھی مختلف طریقوں سے دیا جا سکتا ہے جیسا کہ :۱۔ آیات غدیر کی صحیح تحقیق : یہ صحیح ہے کہ لفظ ''بلّغ''کے معنیٰ ہیں (پہنچادو)؛لوگوں میں ابلاغ کردو اور لوگوں کو آگاہ کردو لیکن کس چیز کے پہنچانے کا حکم دیا جارہا ہے ؛اس حکم کا متعلق کیا ہے ؟یہ بات اس آیہ مبارکہ میں ذکر نہیں ہوئی ہے کس چیز کو پہنچانا ہے؟ظاہر آیت سے واضح نہیں ہے،اور اس آیت کا باقی حصّہ یعنی (ما أُنزِلَ إلیکَ) جوکچھ تم پر نازل کیا گیایہ عام ہے ؛ جوکچھ تم پر نازل کیا گیا یہ کیا چیز ہے ؟

آیا مقصود صرف ''اعلان ولایت''ہے ؟

آیا مقصود ''امام کا تعارف''ہے؟

آیا مراد '' قیامت اور رجعت تک آنے والے اماموں کا تعارف '' ہے ؟ آیا مراد '' اسلام کی رہبریت کا تعیّن '' ہے ؟ یا (مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ) کا متعلقہ موضوع '' تھیوری اور پریکٹیکل '' یعنی عملی و نظری پر مشتمل ہے یعنی ائمہ معصومین علیہم السلام کا تعارف بھی کرواؤ اور ان ہستیوں کے لئے بیعت بھی طلب کرو تاکہ ''بیعت عمومی '' کے بعد کوئی بھی شکوک و شبہات کا سہارا لیتے ہوئے مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل نہ کر سکے۔ چنانچہ یہ سمجھنا اور جاننا ضروری ہے کہ (مَا اُنْزِلَ إِلَیْکَ) کیا ہے ؟ جو کچھ پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہو چکا تھا وہ کیا تھا ؟ سورۂ مبارکہ مائدہ کی آیت ۶۷ میں موجودہ پیغامات اور مسلسل احتیاط اس حقیقت کو ثابت کرتی ہیں کہ پہلا نظریہ (صرف اعلان ولایت) صحیح نہیں ہے بلکہ دوسرے نظریے (وسیع اہداف)کو ثابت کررہے ہیں ۔ اس آیہ مبارکہ میں مزید آیا ہے : (وَ إِن لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہُ)(اگر تم نے یہ کام انجام نہ دیا تو گویا اس کی رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا ۔) (مَا أُنْزِلَ)کا متعلق کیا اہم چیز ہے کہ جسکو انجام نہ دیا گیا تو پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت ناقص و نامکمل رہ جائے گی ؟ ادھر رسول اکرم ﷺ بھی اسکو انجام دینے سے گھبرا رہے ہیں کہ شاید اسکو قبول نہ کیا جائے اور رخنہ ڈال دیا جائے، اگر صرف '' اعلان ولایت '' تھا تو اس میں کس بات کا ڈر اور ہچکچاہٹ ؟ کیونکہ اس سے پہلے بھی بارہا ، محراب میں، منبر پر ، مدینہ اور دوسرے شہروں میں ،جنگ کے میدان میں ، اور جنگوں میں کامیابیوں کے بعد حضرت امام علی ؑ کی ولایت اور وصایت کا اعلان کر چکے تھے ، لوگوں تک اس بات کو پہنچا چکے تھے، کسی کا خوف نہ تھا اور کسی سے اس امر کی بجا آوری میں اجازت طلب نہ کی تھی ۔

آپ ﷺ نے جنگ تبوک اور جنگ خیبر کے موقع پر حدیث ''منزلت '' میں حضرت علی ابن ابی طالب ؑ کا تعارف بعنوان وزیر اور خلیفہ کروایا اور کسی بھی طاغوتی طاقت اور قدرت کی پروا نہ کی ، غدیر کے دن ایسا کیا ہونے والا تھا جو رسول خدا ﷺ کو خوفزدہ کئے ہوئے تھا اور فرشتہ وحی آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اس آیت کو لے کر نازل ہوا (وَ اللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ) (اللہ تمہیں انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا ۔) جملۂ (مَا اُنزِلَ) کا متعلق کونسی ایسی اہم چیز ہے کہ جسکے وجود میں آنے کے بعد اکمال دین : (اَلْیَوْمَ أَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ)اتمام نعمات الٰہی : (وَ أَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ) بقاء اور جاویدانی اسلام : (وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْإِسْلَامَ

دِیْنًا)کفّار کی ناامیدی : (أَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا) جیسے اہم فوائد حاصل ہونگے ؟چنانچہ یقیناً پہلا نظریہ صحیح نہیں ہے اور (مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ)کا متعلق '' ولایت امیر المؤمنین ـ کا اعلان'' اور '' مسلمانوں کی عمومی بیعت '' ہونا چاہیے ـ اے رسول خدا ﷺ ! آج ہم نے جو کچھ تم پر نازل کیاہے لوگوں تک پہنچا دو یعنی امام علی ـ اور انکی اولاد میں سے گیارہ بیٹوں کی ولایت اور امامت کا اعلان کردو اور اسکے بعدحج کی برکت سے ساری دنیا سے آکر اس سر زمین پر جمع ہونے والے مسلمانوں سے بیعت اور اعتراف لے لو (کہ پھر اتنا بڑا اجتماع وجود میں نہ آئے گا)اور امامت کے مسئلے کو نظریہ اور عقیدہ میں عمومی اعتراف اور عملی طور پر عمومی بیعت کے ذریعہ انجام تک پہنچا دو، اور کیونکہ خدا کے انتخاب اور رسول خدا ﷺ کے ابلاغ کے بعد لوگوں کی عمومی بیعت بھی تحقق پذیر ہوئی دین کامل ہوگیا ـ (امامت راہ رسالت کی بقا اور دوام کا ذریعہ ہے ـ) خدا وند عالم کی نعمتیں انسانوں پر تمام ہوگئیں، دین اسلام ہمیشہ کے لئے کامیاب ہوگیا، کفّار ناامید ہوگئے کہ اب ارکان اسلام کو متزلزل نہ کر سکیں گے ،اس مقام پر وحی الٰہی یہ بشارت دے رہی ہے کہ(أَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا)آج ''روز غدیر ''کفّار ناامید ہوگئے ـ

وگرنہ صرف ''اعلان ولایت تو غدیر سے پہلے بھی کئی بار ہو چکا تھا کفّار ناامید نہ ہوئے تھے؛ اور صرف ''اعلان ولایت کے ذریعہ دین کامل نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ امامت کا پیغام پہنچا دیں لیکن لوگ بیعت نہ کریں اور امّت میں اختلاف پیدا ہو جائے،گذشتہ امتوں کی طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف قیام کیا جائے اور انکو قتل کر دیا جائے، کیاگذشتہ امّت نے پیغمبر خدا حضرت زکریا ـ کو آرہ سے دو حصّوں میں تقسیم نہیں کیا ؟کیا مخالفوں نے حضرت یحیٰ ـ جیسے پیغمبر کا سر تن سے جدا نہیں کیا اور اس زمانے کے طاغوت کے لئے اس سر کو ہدیے کے طور پر پیش نہیں کیا ؟

کیا حضرت عیسیٰ ـ جیسے پیغمبر کو ایک عرصہ کے لئے ہجرت کرنے اور پوشیدہ رہنے پر مجبور نہیں کیا ؛ اور یہودیوں کے جھوٹے دعوے اور مسیحیت کے جھوٹے عقیدے کو بنیاد بنا کر ان کو سولی پر نہیں لٹکایا ؟اس مقام پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف اعلان ولایت: ا ـ کشیدگی کا سبب نہیں ہے ـ

۲۔ امت کے درمیان اختلاف کا خطرہ نہیں ہے ۔

۳۔ مسلحانہ کار روائیوں کا حامل نہیں ہے ۔

۴۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوفزدہ نہیں کر سکتا کہ جسکے سبب وہ حضرت جبرئیل ۔سے تین بار معذرت چاہیں ۔یہ سارے وہم اور خوف ''عمومی بیعت کے تحقق ''کی وجہ سے ہیں،جو کہ موقع کی تلاش میں رہنے والی سیاسی جماعتوں کو خوف و وحشت میں مبتلا کئے ہوئے ہے؛ اور کفار کی یاس و ناامیدی اسی سبب سے ہے اور حکومت و قدرت کے پیاسوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ایک مسلحانہ بغاوت کریں ۔

تاریخ غدیر کی صحیح تحقیق

واقعۂ غدیر کی صحیح شناخت حاصل کرنے کا ایک راستہ اس عظیم واقعہ کی تاریخی حوالے سے صحیح تحقیق ہے، دیکھنا یہ چاہیے کہ غدیر کے دن کونسے واقعات اور حادثات رونما ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا؟اور دشمنوں اور مخالفوں نے کس قسم کا رویہ اختیار کیا ہتا کہ غدیر کی حقیقت واضح اور روشن ہو جائے،اگر غدیر کا دن صرف اعلان ولایت کے لئے تھا ; تو پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو اور عمل کو بھی اسی حساب سے صرف ابلاغ وپیغام تک محدود ہونا چاہیے تھا !یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں کو جمع کرتے اور حضرت علی ۔کی لیاقت اور صلاحیتوں کے بارے میں لوگوں کو آگاہ فرماتے ; پھر کچھ اخلاقی نصیحتوں کے ساتھ لوگوں کے لئے دعا فرماتے اور خدا کی امان میں دے دیتے، بالکل اس طرح سے جیسے آج سے پہلے بعثت کے آغاز سے لے کر غدیر کے دن تک بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دیکھا گیا تھا ۔

اس کے بعد ہر شہر و دیار سے آئے ہوئے مسلمان اپنے اپنے وطن کی طرف لوٹ جاتے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کو مکہ کے عظیم اجتماع میں حج کے وقت بھی انجام دے سکتے تھے عرفات اور منیٰ کے اجتماعات میں بھی یہ کام کیا جاسکتا تھا ۔لیکن غدیر کے

تاریخی مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو جائے گی اور یہ نظریہ سامنے آئے گا کہ غدیر کی داستان کچھ اور ہے ؛ اعمال حج اختتام پذیر ہو چکے ہیں؛ اور رسول خدا ﷺ کے آخری حج کے موقع پر شوق دیدار میں ساری دنیا کے اسلامی ممالک سے آئے ہوئے مسلمان اپنے پیغمبر ﷺ کوالوداع کر رہے ہیں ؛ یہ عظیم اجتماع موجیں مارتے ہوئے سیلاب کے مانند شہر مکہ سے خارج ہوتا ہے اور غدیر خم کے مقام پر جہاں ہر شہر اور دیار سے آئے ہوئے مسلمان ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنی اپنی راہ لینا چاہتے ہیں۔یکایک فرشتۂ وحی آنحضرت ﷺ پر نازل ہو کر ایک بہت اہم مطلب کی درخواست کرتا ہے ؛ مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ رسول گرامی اسلام ا مت میں اختلاف پیدا ہونے سے ڈر رہے ہیں اور جنگ کی حالت پیدا ہو جانے سے گھبرا رہے ہیں،تین مرتبہ فرشتۂ وحی آتا ہے اور لوٹ جاتا ہے؛ رسول خدا ﷺ پریشان ہیں اور اس کام کے انجام دینے سے اجتناب کر رہے ہیں اور تینوں بار حضرت جبرئیل ۔ سے خواہش کرتے ہیں کہ خدا وند عالم انکو اس آخری وظیفہ کو انجام دینے سے معاف رکھے، وحی الٰہی مسلسل آرہی ہے ؛

یہاں تک کہ پیغمبر گرامی اسلام ﷺ کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ اگر آج آپ نے اس اہم کام کو انجام نہ دیا تو گویا تم نے اپنی رسالت کا کوئی کام نہیں کیا ! پھر اسکے بعد پیغمبر ﷺ کو تسلی دی جاتی ہے کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ؛ خدا وند عالم تمہاری او ر تمہارے دین کی حفاظت کرے گا اور کفار و منافقین کو رسوا کرے گا او ر تمہیں صرف خدا کی پروا کرنی چاہیے ۔ جب رسول خدا ﷺ کو خدا وند عالم کی طرف سے یہ تسلی ملی تو آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ سب لوگ غدیر خم کی سرزمین پر ٹھہر جائیں ؛ جو لوگ غدیر کے مقام سے آگے چلے گئے تھے انکو پلٹ آنے کے لئے کہا گیا اور جو لوگ ابھی تک اس مقام تک نہ پہنچے تھے ان کے پہنچ جانے کا انتظار کیا گیا ۔ جب تمام اسلامی ممالک سے آئے ہوئے سارے مسلمان غدیر خم کے میدان میں جمع ہوگئے تو حکم فرمایا کہ اونٹوں کے کجاووں کے ذریعہ ایک بلند جگہ (منبر) تیار کیا جائے،اس بلند مقام پر کھڑے ہو کر پروردگار عالم کی حمد وثنا کے بعد اہم مسئلہ کو ذکر کیا اور اپنے اور فرشتۂ وحی کے درمیان واقع ہونے والے ماجرے کو لوگوں کے سامنے بیان کیا ،اسکے بعد حضرت امیرالمؤمنین ۔ اور انکی اولاد میں سے گیارہ فرزندوں کی تا قیامت قائم رہنے والی امامت اور ولایت کا اعلان فرمایا اور انکا

تعارف کروایا ۔ پھر عملی طورپر خود حضرت علی ۔ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی ؛ اسکے بعد بیعت عمومی کا فرمان جاری کیا ؛ جسکی وجہ سے تمام مردوزن دوسرے دن تک اس مقام پر ٹھہرے رہے اور حضرت علی ۔ کی بیعت کرتے رہے اگر روز غدیر صرف ولایت کا پیغام پہنچانے کے لئے ہوتا تو اتنے سارے انتظامات کیونکر رسول خدا ﷺ اور مسلمانوں کی عمومی بیعت بھی تشکیل نہ پاتی، دلچسپ اور جالب توجہ تو یہ ہے کہ مخالفین کے کلمات سے بھی یہ حقیقت واضح اور روشن ہوتی ہے،خواہ وہ لوگ جو دست بشمشیر تھے یا وہ لوگ جنھوں نے خیمۂ رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر توہین آمیز الفاظ استعمال کئے ! (کیا تم نے یہ کام جو اپنی رسالت کے اختتام پر کیا ہے خدا وند عالم کے حکم سے کیا ہے) پیغمبر اسلام ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا : (ہاں خدا وند عالم کے حکم سے انجام دیا ہے ۔)

مخالفتوں کی طرف توجہ

جو لوگ روز غدیر سے غافل تھے اور ان کی تمام شیطانی آرزوئیں مٹی میں مل رہی تھیں تو رسول خدا ﷺ سے توہین آمیز کلمات استعمال کرتے ہوئے مخاطب ہوئے اور کہا :تم نے ہم سے کہا : بت پرستی چھوڑ دو ہم نے بتوں کو پوجنا چھوڑ دیا ۔ تم نے کہا :نماز پڑھو، ہم نے نمازیں پڑھیں ۔ تم نے کہا :روزے رکھو، ہم نے روزے رکھے ۔ تم نے کہا :خمس و زکات دو، ہم نے ادا کی ۔ تم نے کہا :حج پہ جاؤ، ہم گئے ۔ اب یہ کون سا حکم ہے جو تم نے صادر کیا ہے ؟اب ہم سے کہہ رہے ہو کہ ہم تمہارے داماد کی بیعت کریں ۔ حضرت زہرا سلام اللہ علیہاوامیر المؤمنین ۔ کی ولایت کے اعلان ''اور غدیر خم میں عمومی بیعت کے تشکیل پانے کے شروع میں ہی مخالفین کی عہد شکنی اور منافقت سے آگاہ تھیں،

جب حارث بن نعمان نے مخالفت کی اور کہا اے خدا !اگر یہ حق ہے کہ ولایت علی ۔ کا اعلان تیری طرف سے ہوا ہے تو مجھ پر آسمان سے ایک پتھر نازل ہو جو میری زندگی کا خاتمہ کردے ۔ فوراً خدا کا عذاب نازل ہوا ؛ آسمان سے ایک پتھر آیا اور اسے ہلاک کر دیا، حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے ایک معنی خیز نگاہ سے جناب امیر المؤمنین ۔ کی طرف دیکھا اور فرمایا '' :أَنَظُن یَا اَبَا الحَسَن !

أن هٰذَا الرَّجُلَ وَحدَهُ ؟وَاللهِ ! مَا هُوَ إلَّا طَلِيعَةَ قَومٍ لَا يَلبَثُونَ أن يَكشِفُوا عَن وُجُوهِهِم أقنَعَتَهَا عِندَ مَا تَلُوحُ لَهُمُ الفُرصَة''.اے ابوالحسن ۔ : آیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ غدیر کی مخالفت میں یہ آدمی اکیلا ہے،۔ خدا کی قسم ! یہ پیش قدم ہے ایک قوم کا کہ ابھی تک انکے چہروں سے نقابیں نہیں اتری ہیں، اور جس وقت بھی موقع ملا اپنی مخالفت کو ظاہر کردیں گے ۔[1])حضرت علی ۔ نے جواب میں فرمایا: (میں خدا وندعالم اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کو انجام دیتا ہوں اور خدا پہ توکل کرتا ہوں کہ وہ بہترین مدد گار ہے ۔) حارث بن نعمان فہری نامی ایک شخص جو امام علی ۔ کی دشمنی دل میں لئے ہوئے تھا اُونٹ پر سوار آگے بڑھا اور کہا: (اے محمد ﷺ !تم نے ہمیں ایک خدا کا حکم دیا، ہم نے قبول کیا اپنی نبوّت کا ذکر کیا ہم نے ،لا إلٰہ الاّ اللہ و محمّد رسول اللہ کہا ، ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے قبول کی تم نے کہا پانچ وقت نماز پڑھو ہم نے پڑھی ،زکات ، روزہ ،حج ،جہاد کا حکم دیا ہم نے اطاعت کی، اب تم اپنے چچا زاد بھائی کو ہمارا امیر بنا رہے ہو ہمیں معلوم نہیں خدا کی طرف سے ہے یا تمہارے اپنے ارادے اور سوچ کی پیدا وار ہے ؟ ۔)رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا : (اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، یہ حکم اس خدا ہی کی طرف سے ہے اور میرا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہے ۔) حارث یہ جواب سن کر غضبناک ہوگیا اور اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا : (اے خدا ! اگر جو کچھ محمد ﷺ نے علی ۔ کے بارے میں کہا ہے تیری طرف سے حلبی شافعی (متوفّیٰ ۱۰۴۴ھ) (ب) نزھۃ المجالس، ج ۲ ص ۲۰۹ : (تفسیر قرطبی سے نقل کیا ہے) :

علامہ صفوری شافعی (متوفّیٰ ۸۹۴ھ)اور تیرے حکم سے ہے تو آسمان سے ایک پتھر مجھ پر آئے اور مجھے ہلاک کر دے ۔) ابھی حارث بن نعمان کی بات ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ آسمان سے ایک پتھر گرا اور اسکو ہلاک کر دیا ۔ اور اس وقت سورۂ مبارکہ معارج کی آیات ۱ اور ۲ نازل ہوئیں۔ (سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلكَافِرِينَ لَيسَ لَهُ دَافِعٌ[2]) ایک مانگنے والے نے کافروں کے لئے ہو کر رہنے والے عذاب کو مانگا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا ۔ اور سینکڑوں سنّی، شیعہ کتب تفاسیر کہ جن میں اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے ۔

[1] (الف) سیرۂ حلبی ، ج ۳ ص ۳۰۸/۳۰۹
[2] غریب القرآن : ہروی

پانچویں فصل

آیا غدیر امام کی ولایت کا دن تھا ؟

ایک اور تنگ نظری

:واقعۂ غدیر کی جانب بے توجّہی کی ایک اور وجہ،بعض لوگوں کا سطحی عقیدہ ہے جنہوں نے ہمیشہ غدیر کے بارے میں یہ لکھا اور کہا ہے : (غدیر کا دن حضرت امیر المؤمنین ـ کی ولایت کا دن ہے) انہوں نے روز غدیر کو صرف حضرت علی ـ کی ولایت کے لئے مخصوص کردیا ہے ؛ اور واقعۂ غدیر کے باقی سارے پہلوؤں پر کچھ بھی بیان نہیں کیا ہے ـ یہ درست ہے کہ غدیر کے دن حضرت امیر المؤمنین ـ کی ولایت کا پیغام پہنچایا گیا اور ایک لحاظ سے غدیر کا دن امام علی ـ کی ولایت کا دن ہے ؛ روز غدیر

٢ـ شفاء الصّدور : موصلی
٣ـ الکشف والبیان : ثعلبی
۴ـ رعاة الھداة : حسکانی
۵ـ الجامع لاحکام القرآن : قرطبی
۶ـ تذکرة الخواص ، ص ١٩ : سبط بن جوزی
٧ـ الاکتفاء : وصابی شافعی
٨ـ فرائد السمطین ، باب ١٣ : حموینی
٩ـ معارج الاصول : زرندی
١٠ـ نظم دررالسمطین : زرندی
١١ـ ھداة السّعداء : دولت آبادی
١٢ـ فصول المہمّة ، ص ۴۶ : ابن صباغ
١٣ـ جواہر العقدین : سمہودی
١۴ـ تفسیر ابی السعود ، ج ٨ ،ص ٢٩٢ : عمادی
١۵ـ السراج المنیر ، ج ۴ ، ص ٣۶۴ : شربینی
١۶ـ الا ربعین فی فضائل امیر المؤمنین ـ / ٧ : جمال الدّین شیرازی
١٧ـ فیض القدیر ، ج ۶ ، ص ٢١٨ : مناوی
١٨ـ العقد النّبوی و السّر المصطفوی : عبد روس
١٩ـ وسیلة المآل : باکثیر مکّی
٢٠ـ نزہة المجالس ، ج ٢ ،ص ٢۴٢ : صفوری
٢١ـ السیرة الحلبیّة ، ج ٣ ، ص ٣٠٢ : حلبی
٢٢ـ الصراط السوی فی مناقب النّبی : قاری
٢٣ـ معارج العلیٰ فی مناقب المصطفیٰ : صدر عالم
٢۴ـ تفسیر شاہی : محبوب عالم
٢۵ـ ذخیرة المآل : حفظی شافعی
٢۶ـ الرّوضة النذیّة : یمانی
٢٧ـ نور الابصار ، ص ٧٨ : شبلنجی
٢٨ـ تفسیر المنار ، ج ۶ ، ص ۴۶۴ : رشید رضا
٢٩ـ الغدیر ، ج ١، ص ٢٣٩ : علّامہ امینیؒ

امامت کے تعیّن کا دن تھا، لیکن اس واقعہ کے اور بھی بہت سارے اہداف تھے جو اس دن ایک حقیقت کی صورت میں وجود میں آئے کہ جن کے بارے میں بہت ہی کم بیان کیا گیا ہے اور بہت ہی کم توجہ دی گئی ہے ۔

واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت

:واقعۂ غدیر صرف مذکورہ اعتقادات میں محدود نہیں ہوتا اور بیان کی گئی حدود میں منحصر نہیں ہوتا بلکہ دیکھا یہ جانا چاہیے کہ اس عظیم واقعۂ کے موجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن کیا فرمایا؟ کیا کام انجام دیا ؟اور لوگوں کی عمومی بیعت کو کس حد تک وسعت دی؟آیا صرف امام علی ـ کا تعارف کروایا؟آیا صرف امام علی ـ کے لئے بیعت طلب کی ؟ہم خطبۂ غدیر کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے ؟اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دن کی تمام گفتگو کو تحقیق کی نگاہ سے کیوں نہیں دیکھتے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبے میں موجود اہم نکات کی جانب ہماری توجہ کیوں نہیں ہے ؟اگر ہم خطبۂ حجۃ الوداع کا صحیح طریقے(تحقیقی) سے مطالعہ کریں تو ہمارے درمیان موجود بہت سارے اختلافات برطرف ہو جائیں گے ،اور ہم غدیر کے حقیقی اور واقعی مقام و منزلت سے آگاہ ہو جائیں گے،اگر ہم غدیر کے صحیح مقام و منزلت سے آشنا ہوجائیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام و پیام کی گہرائیوں سے واقف ہو جائیں اور جان لیں کہ غدیر کے دن کونسے عظیم واقعات رونما ہوئے تو ہم واقعات غدیر میں سے بہت سارے واقعات کو حل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے اور غدیر کے بارے میں بہت سارے سوالات کا صحیح جواب دے سکیں گے ،مثال کے طور پر : فرشتہ وحی تین بار کیوں نازل ہوا ؟یہ مسئلہ کتنی اہمیت کا حامل تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اس کام کو انجام نہ دئے جانے کی درخواست کی ؟رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم خدا وندی کی بجا آوری سے کیوں گھبرائے؟اور انکی یہ گھبراہٹ اور پریشانی کس وجہ سے تھی ؟ وہ دشمن جو آج تک سکوت کئے ہوئے تھے غدیر میں کیوں خشمناک و غضبناک ہوگئے ؟یہاں تک کہ دست بشمشیر ہوگئے ؟

غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ ائمۂ معصومین علیہم السلام ہمیشہ اس روز رونما ہونے والے واقعات کو دلیل کے طور پر بیان کرتے ؟اور فرماتے (غدیر کے بعد اب کسی کے پاس کوئی عذر اور بہانہ باقی نہیں رہ گیا ـ)غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ منافقوں اور حکومت پسند ا

ور قدرت کے خواہاں افراد سینوں کے میں تیر لگے اوران کو ایک ساتھ ایسے مقام پر لاکھڑا کیا کہ جہاں انکے کے لئے کوئی راستہ باقی نہیں رہ گیا ؟ہم کہہ چکے ہیں کہ غدیر کے دن ولایت امیر المؤمنین ـ جو کہ خدا کی طرف سے معیّن ہوئی اور کئی بار پیغمبر اسلام ﷺ کے توسّط سے لوگوں تک پہنچائی جا چکی تھی ''لوگوں کی عمومی بیعت'' کے ساتھ مکمل ہو گئی، لیکن منافقوں کی پریشانی کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کیونکہ جیسا کہ انہوں نے پیغمبرؐ کی رسالت کو تحمّل کیا تھا اور اس بات کا انتظار کیا تھا کہ انکے بعد اپنی کارروائی کا آغاز کریں ؛ بالکل اسی طرح امام علی ـ کی جان کے لئے بھی سازشیں کر رکھی تھیں وہ انکی ولایت کو بھی تحمّل کر سکتے تھے،یہاں مسئلہ کچھ اور تھا: غدیر کے دن نہ صرف یہ کہ امامت و ولایت امام علی ـ کا اعلان ہوا بلکہ امت مسلمہ کی تا وقت ظہور حضرت مہدی ـ اور زمانۂ رجعت و قیامت امامت کو ذکر کیا گیا اور لوگوں سے اعتراف اور بیعت طلب کی گئی،جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

(مَعاشِرَ النّاس إنَّکُمْ أکْثَرُ مِن أن تُصافِقُونی بِکَف واحِدٍ فی وَقْتٍ واحِدٍ قَدْ أمَرَنِیَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ أن آخُذَ مِن ألْسِنَتِکُمُ الْإقْرارَ بِما عَقَّدْتُ لِعَلِیٍّ أمیرِالْمُؤْمِنینَ وَلِمَن جاءَ بَعْدَہُ مِنَ الْأئِمَّۃِ مِنّی وَ مِنہُ عَلی ما أعْلَمْتُکُمْ أنَّ ذُرِّیَّتی مِن صُلْبِہِ، فَقُولُوا بِأجْمَعِکُمْ إنّا سامِعُونَ مُطیعُونَ راضُونَ مُنْقادُونَ لِما بَلَّغْتَ عَن رَبِّنا ، وَرَبِّکَ فی أمْرِ إمامِنا عَلِیٍّ أمیرِ الْمُؤْمِنینَ ـ وَمَن وُلِدَتْ مِن صُلْبِہِ مِنَ الْأئِمَّۃِ، نُبایِعُکَ عَلی ذٰلِکَ بِقُلُوبِنا وَأنْفُسِنا وَألْسِنَتِنا وَأیْدینا،عَلی ذٰلِکَ نَحْیی،وَعَلَیْہِ نَمُوتُ،وَعَلَیْہِ نُبْعَثُ،وَلا نُغَیِّرُ،وَلا نُبَدِّل وَلانَشُکُّ وَلا نَجْحَدُ وَلانَرْتاب وَلانَرْجِعُ عَنِ الْعَہْدِ وَلا نَنْقُضُ الْمیثاقَ وَ عَظْتَنا بِوَعْظِ اللہِ فی عَلِیًّا أمیرَ الْمُؤْمِنینَ،وَالْأئِمَّۃِ الَّذینَ ذَکَرْتَ مِن ذُرِّیَّتِکَ مِن وُلْدِہِ بَعْدَہُ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَمَن نَصَبَہُ اللہُ بَعْدَھُما فَالْعَہْدُ وَالْمیثاقُ لَھُمْ مَأخُوذٌ مِنّا،مِن قُلُوبِنا وَأنْفُسِنا وَألْسِنَتِنا وَضَمائِرِنا وَ أیْدینا مَن أدْرَکَھا بِیَدِہِ وَ إلّا فَقَدْ أقَرَّ بِلِسانِہِ وَلا نَبْتَغی بِذٰلِکَ بَدَلاً وَلا یَرَی اللہُ مِن أنْفُسِنا حِوَلاً، نَحْنُ نُؤَدّی ذٰلِکَ عَنْکَ الدّانی وَالْقاصی مِن أوْلادِنا وَ أھالینا وَ نُشْھِدُ اللہَ بِذٰلِکَ وَکَفی بِاللہِ شَھیداً وَأنْتَ عَلَیْنا بِہِ شَھیدٌ)

(اے مسلمانوں !تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحرا میں میرے ہاتھ پر بیعت کر سکو پس خدا وند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی ـ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی امامت [جو کہ میری اور علی ـ کی اولاد میں سے ہیں]کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا

ہوں میرے فرزند علی ـ کے صلب سے ہیں پس تم سب لوگ کہو کہ: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اسکو تسلیم کرتے ہیں،اس پر راضی ہیں،اور آپکےاِس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خدا وند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو ہمارا رب ہے، ہم اس پیمان پر جو کہ حضرت علی ـ کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اور ہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں اس بیعت پر زندہ رہیں گے، مر جائیں گے اور اٹھائے جائیں گے اس میں کسی قسم کی تبدیلی و تغییر نہ کریں گے،اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے اور اس سے روگردانی نہیں کریں گے،اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے خدا وند عالم اور آپکی اطاعت کرتے ہیں اور علی امیر المؤمنین ـ اوراںکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے کیونکہ یہ سب امت کے امام ہیں وہ امام جنکا آپنے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے ہیں اور حضرت علی ـ کے صلب سے امام حسن ـ اورامام حسین ـ کے بعد آنے والے ہیں حسن اور حسین علیہما السلام؛ کے اپنے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیں آگاہ کر چکا ہوں، خدا وند عالم کے نزدیک انکی قدر و منزلت کا تذکرہ کر چکا ہوں اور امانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگوار ہستیاں جوانان جنّت کے سردار ہیں اور میرے اور علی ـ کے بعد امّت مسلمہ کے امام ہیں تم سب مل کر کہو : حضرت علی ـ کی(ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں ؛اور اے رسول خداۓ آپکی، حسنین علیہما السلام کی اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل و جان، زبان اور ہاتھ سے بیعت لی جو آپکے قریب تھے ؛ یا زبان سے اقرار لیا ،اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اور خدا وند عالم کو اس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے اور اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں، ہر مؤمنِ پیروکار ظاہری یا مخفی، فرشتگان خدا، خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے[1]۔

[1] غدیر کے دن کارسول خدا □ کے معروف خطبے میں سے کچھ حصّہ:

یعنی روز غدیر سے لے کر دنیا کے اختتام تک غدیر سے لحظۂ قیامت تک امت مسلمہ کی امامت خاندان پیغمبر ﷺ اور علی ۔ میں قرار پائی تمام أئمہ معصومین علیہم السلام حضرت علی ۔کی اولاد میں سے ہیں جنہیں امّت مسلمہ کی امامت و ولایت کوتا قیام قیامت اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے ۔ رسول اکرم ﷺ نے جہاں بھی حضرت امیر المؤمنین ۔ کی ولایت و امامت کا اعلان کیا دیگر ائمہ اور آخری امام حضرت مہدی ۔ کی ولایت کا اعلان بھی اسکے ساتھ کیا، لہٰذا حضرت علی ۔ کی ولایت بھی ذکر ہوگئی اور عترت کی ولایت بھی بیان کر دی گئی اور ساتھ ہی حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ولایت بھی معرض عام ہوئی۔

پھر تمام ائمہ معصومین علیہم السلام کے لیے 'سب لوگوں کے اعتراف ' کے ساتھ ساتھ سب سے بیعت لی گئی غدیر کے دن ولایت کا پیغام بھی تھا اور امامت و ولایت کی تعیین بھی، غدیر کے دن ولایت کا پیغام بھی تھا اور سلسلہ امامت و ولایت کے لئے عمومی بیعت بھی پیغمبر ﷺ کے بعد آنے والی امامت بھی ذکر ہوئی اور اس کا تا قیام قیامت تسلسل بھی اب کونسا ابہام باقی رہ گیا تھا جو مسلمانوں کی صفوں میں گھسے ہوئے منافقوں کیلئے شک و شبہ کی گنجائش فراہم کرتا ؟اب کونسی خالی جگہ باقی تھی کہ حکومت کے پیاسے اپنے قدم رکھنے کی جگہ پاتے ؟یہی وجہ تھی کہ ان کے سینوں میں بغض و حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور دست بشمشیر ہو گئے۔

اہلبیت کی مظلومیت کے اسباب

اگرچہ مخالفین اور منافقین رسول خدا ﷺ کے زمانے میں باوجود فکری اور سیاسی پروپیگنڈے کر کے مسلمانوں کے درمیان کامیابی حاصل نہ کر سکے تاکہ اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنا سکیں، لیکن آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو بھی سازش کر سکتے تھے کی جب جناب زہرا سلام اللہ علیہا احد میں حضرت حمزہ ۔ کے مزار پر عزاداری میں مشغول تھیں تو آپ سے سوال کیا گیا : (لوگ آپ کے اور علی ۔ کے خلاف کیوں ہوگئے ہیں اور آپ کے مسلّم حق کو کیوں غصب کرلیا ہے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے جواب دیا

'' :لٰکِنَّہا أَحْقَادُ بَدْرِیَّۃٍ وتَرات أُحُدِیَّۃٍ کَانَتْ عَلَیْہا قُلُوبُ النِّفَاقِ مُکْتَمِۃً لِإمْکَانِ الْوُشَاۃِ فَلَمَّا إسْتَہْدَفَ الأَمْرُ أَرْسَلَتْ عَلَیْنَا شَآبِیْبَ الآثَارِ ''. (یہ سارا کینہ و حسد جنگ بدر اور جنگ احد کا انتقام ہے جو منافقوں کے دلوں میں پوشیدہ تھا اور جس دن سے انہوں نے حکومت پر

غاصبانہ قبضہ کیا ہے اپنے دلوں میں موجودکینہ اورحسد کی آگ ہم پر برسانا شروع کردی۔[1])انہوں نے اسکے بعد سے أئمہ معصومین علیہم السلام کو امامت اور رہبریت کی فرصت مہلت نہ دی، اور حضرت علی ۔ کے پانچ سالہ دور حکومت کو تین جنگوں کی تحمیل کے ذریعہ خاک و خون میں ملادیا اور تاریخ کے اوّل مظلوم کے دل کا خون کر دیا ۔جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین ۔ نے فرمایا '' أما واللہ إن کُنْت لفِیْ سا قتِھا حتّیٰ تولّتْ بِحذافیرِہا : ما عجزْتُ ولا جبُنْتُ ، وإن مسِیرِیْ ھذا لمثْلِھا ؛ فلأنْقُبن الْبا طِل حتّیٰ یخْرُج الْحُقّ مِن جنْبہِ ما لِیْ ولِقُریْشٍ ! واللہِ لقدْ قا تلْتُھم کافِرِیْن ، ولأ قا تلنّھُم مفْتُوْنِیْن وإِنّی لصا حِبُھُم بالْأمسِ کما أنا صا حِبُھُم الْیوْم واللہِ ما تنْقِمُ مِنّا قُریْشٌ إلاّ أن اللہ أخْتارنا علیْھِمْ ،فأدْخلْنا ھُمْ فِیْ حیِّزِنا ، فکانُوْا کما قال الْأوّلُ : أدمْت لعُمرِیْ شُرْبک الْمُحْض صابِحاً و أکْلک بالزُّبْدِ الْمُقشّرة الْبُجْرا و نحْنُ و ھبْناک الْعلاء ولمْ تکُن علیّاً ، وحُطْنا حوْلک الْجُرْد والسُّمُرا آگاہ ہو جاو!کہ بخدا قسم میں اس صورت حال کا تبدیل کرنے والوں میں شامل تھا یہاں تک کہ حالات مکمل طور پر تبدیل ہوگئے اور میں نہ کمزور ہوا اور نہ خوف زدہ ہوا اور آج بھی میرا یہ سفر ویسے ہی مقاصد کے لئے ہے میں باطل کے شکم کو چاک کرکے اس کے پہلو سے وہ حق نکال لوں گا جسے اس نے مظالم کی تہوں میں چھپا دیا ہے ،میرا قریش سے کیا تعلق ہے میں نے کل ان سے کفر کی بنا پر جہاد کیا تھا اور آج فتنہ اور گمراہی کی بنا پرجہاد کروں گا میں ان کا پرانا مد مقابل ہوں ،اور آج بھی ان کے مقابلہ پر تیار ہوں ۔ خدا کی قسم قریش کو ہم سے کوئی عداوت نہیں مگر یہ کہ پروردگار نے ہمیں منتخب قرار دیا اور ہم نے ان کو اپنی جماعت میں داخل کرنا چاہا تو وہ ان اشعار کے مصداق ہوگئے ۔[2]ہماری جان کی قسم یہ شراب ناب صباح یہ چرب چرب غذائیں ہمارا صدقہ ہےہمیں نے تم کو یہ ساری بلندیاں دی ہیں وگرنہ تیغ و سناں بس ہمارا حصہ ہےاور انکے بعد جلّاد صفت ،حکومت کے طلبگار بنی امیہ نے پھر انکے بعد بنی عباس نے جو بھی ظلم کرنا چاہا کیاتمام ائمہ علیہم السلام کویا زہر دے کر یا شمشیر کے

---

[1] بحار الانوار ، ج ۴۳، ص ۱۵۶ اور مناقب ابن شہرآشوب ، ج ۲ ،ص ۲۰۵

[2] سناد و مدارک مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کتاب ارشاد ، ص ۱۱۷/۱۵۴ : شیخ مفیدؒ استاد سیّد رضیؒ (متوفّیٰ ۴۱۳ ھ)

۲۔ کتاب الخصائص ، ص ۷۰ : نسائی (متوفّیٰ ۳۰۳ ھ)

۳۔ خصائص الائمہ : سیّد رضیؒ (متوفّیٰ ۴۰۶ ھ)

۴۔ شرح قطب راوندی ، ج ۱ ص ،۲۸ : ابن راوندی (متوفّیٰ ۵۷۳ ھ)

۵۔ نہج البلاغہ ، نسخۂ خطی ، ص ۲۸ : نوشتۂ ابن مؤدّب (۴۹۹ ھ)

۶۔ نہج البلاغہ ، نسخۂ خطی ،ص ۳۰ : نوشتۂ (۴۲۱ ھ)

۷۔ بحار الانوار ، ج ۳۲ ،ص ۷۶/۱۱۴ : مرحوم علّامہ مجلسیؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)

۸۔ بحار الانوار ، ج ۱۸ ، ص ۲۲۶ : مرحوم علّامہ مجلسیؒ (متوفّیٰ ۱۱۱۰ ھ)

ذریعہ شہید کر دیا، وہ یہ سمجھتے تھے کہ طاقت و تلوار انکے پاس ہے اس لئے حاکم ہیں، لیکن یہ انکی خام خیالی تھی اور وہ مسلمانوں کے دلوں کو نہ جیت سکے اس کے اہلبیت ۔ کا وجود دنیا میں موجود تھا ۔ اولادِ رسول ﷺ کے پاک و اطہر خون کی برکت سے خدا وند عالم کے دین کامل کو بقا حاصل ہوئی، خون شہیداں رائیگاں نہ جائے گا، جب تک خون باقی ہے اسکی برکت بھی باقی ہے ۔

چھٹی فصل

حجۃالوداع اور غدیر کے موقع پر پیغمبر اسلام ﷺ کا خطبہ

شناخت خدا

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔تمام تعریفیں اس خدا کے لئے مخصوص ہیں جو اپنی وحدانیت میں بلند،یکتائی میں اکیلا،اپنی سلطنت اور قدرت میں بالا تر ہے،اسکی قدرت کے ستون محکم اور استوار ہیں،اسکا علم ہر چیز کو شامل ہے،اور ہر جگہ موجود ہے،اور ہر موجود پر اپنی قدرت اور حجت کے ساتھ حاوی ہے،وہ ہمیشہ سے عظیم ہے،اور ہمیشہ صاحب و لائق تعریف ہے،وہ بلندیوں کو وجود بخشنے والا ہے ۔اور زمین کے فرش کو بچھا نے والاہے زمین آسمان کا حاکم پاک ومقدس اور وہی روح او ر فرشتوں کا پروردگار ہے اسکی بخشش اور عطاء ہر موجود کو شامل ہے،اور سب کے لئے فراوان اور وسیع ہے،تمام دیکھنے والوں کو دیکھتاہے،اور کوئی آنکھ بھی اسکو نہیں دیکھ سکتی۔

وہ ایسا بخشنے والا اور غفور ہے جسکی رحمت کا سایہ سب کے سروں پر ہے،اور جس نے سب پر اپنی عطائے نعمت کے سبب احسان کیا ہے،گنہگاروں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا ،اور مستحقین عذاب کو عذاب دینے میں جلدی سے کام نہیں لیتا،خدا ہر شی پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر شی پر قدرت رکھتا ہے،اسکا مثل کوئی نہیں ہے،اس نے ہر لا وجود شی کو وجود بخشا۔

وہ خدا جسکی حکومت عدالت پر استوار ہے،اسکے سوا کوئی خدا نہیں وہ صاحب قدرت اور دانا ہے وہ آنکھوں کی بصارت سے بالا تر ہے،لیکن وہ ہر شی کو دیکھتا ہے،وہ مہربان ہے او ر ہر چیز سے آگاہ ہے،کوئی بھی اسکی حقیقی صفات کا مشاہدہ نہیں کر سکتا اور اسکے ظاہر و باطن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مگر ان چیزوں کے ساتھ جو اس نے اپنی شناخت کے لئے خود بیان فرمائیں ہیں میں

اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا خدا ہے جسکے نور اور پاکیزگی نے زمانے کو پُر کیا ،اور اس کا نور ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے، اسکا حکم بغیر کسی مشورے کے جاری ہوتا ہے اور موجودات کی خلقت میں اسکا کوئی شریک نہیں ہے، اسکی تدبیر میں کوئی تبدیلی نہیں، اس نے بغیر کسی نمونے کے اشیا کو صورت بخشی، اور دوسروں کی مدد کے بغیر خلق کیا، جس چیز کو بھی اس نے چاہا خلق کردیا اور ظاہر کردیا۔ وہ ایسا خدا ہے جسکا کوئی ثانی نہیں ہے، اسکی بنائی ہوئی ہر شی مستحکم ہے، اور خوبصورتی میں اسکی کوئی مثال نہیں ہے وہ ایسا عادل خدا ہے جو ستم نہیں کرتا، اور ایسا صاحب کرامت ہے کہ ہر چیز کی بازگشت اسکی جانب ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہر چیز اس کی قدرت کے سامنے جھکی ہوئی ہے اور اُس کے خوف وہیبت سے ہر چیز ہراساں ہے۔ خدا تمام مملکتوں کا مالک ہے، اور آسمانوں کو اپنی جگہ ٹہرائے ہوئے ہے، اور چاند و سورج کو ان کے محور پر چلانے والا ہے اور یہ اپنے معینہ راستے سے ہٹتے نہیں، رات کو دن میں اور دن کو رات میں پے در پے لانے والا ہے وہ ہر جابر و ظالم کے غرور کو توڑنے والااور ہر غارت گر اور تباہی مچانے والے شیطان کو نابود کرنے والا ہے۔

خدا کا کوئی دشمن اور شریک نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور ہر شی سے نیاز ہے، نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ ہی اسکی کوئی اولاد ہے، اور اسکی ہمسری اور برابری کرنے والی کوئی شی نہیں ہے وہ خدا یگانہ اور بزرگوار ہے، جس چیز کاارادہ کرے وجود میں آجاتی ہے وہ جاننے والا اور شمار کرنے والا ہے، اوروہ مارنے اور زندہ کرنے والا ہے، اور فقر و غنیٰ دینے والا ہے، وہ ہنساتا اور رُلاتا ہے، قریب اور دور کرتا ہے، روکنے اور دینے والا ہے، وہ لائق بادشاہی ہے، اور تمام تعریفیں اس ہی کے لئے مخصوص ہیں، نیکیاں اسکے ہاتھ ہیں اور وہ ہر شی پر قادر ہے رات کو دن ارور دن کو رات میں تبدیل کرنے والا ہے، اسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے جو صاحب عزت اور مغفرت کرنے والا ہے، دعاؤں کو برلانے والا ہے جزا دینے والاہے، سانسوں کا شمارکرنے والا ہے اور جنوں اور انسانوں کا پروردگار ہے اسکے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے رونے والوں کے نالے اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتے،اور گڑگڑانے والوں کا گڑگڑانا اس پر اثر انداز نہیں ہوتا، وہ نیکی کرنے والوں کا محافظ اور ہدایت یافتہ کو کامیاب کرنے والاہے، وہ مومنین کا مولا اور

دونوں جہان کا رب ہے وہ ایسا خدا ہے جس کا ہر مخلوق شکر ادا کرتی ہے، وہ ہر حال میں خوشی و غمی، سختی وآسانی میں لائق تعریف ہے۔

پیغمبر ﷺ کا ایمان اور خدا کی طرف جھکاؤ

میں خدا ،فرشتوں، آسمانی کتابوں، اور اپنے سے پہلے پیغمبروں کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں، میں خدا کے حکم کو مانتا ، اور ہر اس حکم کی اطاعت کرتا ہوں جو اسکی خوشنودی کا باعث ہو ، اس کو بجالانے میں جلدی کرتا ہوں، اسکی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں ،کیونکہ میں اطاعت کا مشتاق او ر اسکے عذاب سے خوفزدہ ہوں، اس لئے کہ وہ ایسا خدا ہے جسکے سامنے کسی کا حیلہ کارگر نہیں، اور سب اسکے ستم سے محفوظ ہیں میں اس کے لائق عبادت ہونے کا اعتراف کرتا ہوں، اور اسکی ربوبیت وپروردگاری کا شاہد ہوں اس نے جو مجھ پر وحی بھیجی ہے اُس کو انجام دوں گا ، کیونکہ اگر انجام نہ دوں تو اس کے عذاب کا خوف ہے، اور جس عذاب سے کوئی چھٹکارا دلانے والا نہیں، چاہے کتنا ہی بڑا مفکر اوراندیشمند ہی کیوں نہ ہو ۔

حضرت علی ـ کی ولایت کا اعلان

اسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے، اس نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جو کچھ اس نے مجھ پر نازل فرمایا ہے اگر تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں تو گویا میں نے وظیفۂ رسالت کو انجام نہیں دیا ، پھر اس نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ شرّ دشمنان سے مجھے محفوظ رکھے گا ، وہ ہے خدا مہربان کفایت کرنے والا ،تو اس نے مجھ پر یوں وحی نازل فرمائی ہے ۔

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے ،اے پیغمبر اکرم ﷺ !جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے علی ـ کے بارے میں نازل ہوا ہے اس کو پہنچا دو، اگر تم نے یہ پیغام نہ پہنچایا تو گویا اُس کی رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں خدا تم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا ۔

اے لوگو میں نے اب تک جو کچھ مجھ پر نازل ہوا اسکی تبلیغ میں کوتاہی نہیں کی ہے،اور ابھی جو اس آیت کے توسط سے مجھ پر نازل ہوا ہے اس کو تم تک پہنچانے والا ہوں جبکہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے ایک حقیقت تم لوگوں کے سامنے واضح اور آشکار طور پر کہوں گا ۔ حقیقت میں جبرئیل ۔ تین بار مجھ پر نازل ہوا اور خدا کا سلام پہنچایا ،اور یہ پیغام لایا کہ اس سر زمین ''غدیر خم'' پر توقف کروں اور تمہارے سیاہ سفید کو بیان کروں ! حضرت علی ابن ابی طالب ۔ میرے بعد میرے وصیّ اور جانشین اور تم لوگوں کے امام ہیں ،اُس کی نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون کی موسیٰ پیغمبر کے ساتھ تھی، فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا ، خدا اور رسول کے بعد علی ۔ تمہارے رہبر اور امام ہیں، اور خدا وند عالم نے اپنی کتاب قرآن مجید میں یہ آیت علی ۔ کی ولایت کے بارے میں مجھ پر نازل کی ہے بتحقیق تمہارا رہبر اور سرپرست خدا اور اسکا رسول ،اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہین ،اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں[1] ۔ (اور حضرت علی ابن ابی طالب ۔ نے نماز قائم کی اور حالت رکوع میں زکواۃ دی، اور خدا بزرگ اور برتر کا ہر حال میں شکر ادا کیا ۔

۴۔ حضرت علی ۔ کے لئے بیعت لینے میں پیغمبر صلى الله عليه وآله وسلم کی احتیاط کے اسباب : میں نے جبرئیل سے اس بات کی درخواست کی کہ خدا سے اس حکم کی بجاآوری کے لئے معافی طلب کرے کیونکہ میں اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ ! تمہارے درمیان پرہیزگار بہت کم اور منافق بہت زیادہ ہیں، گنہگار، حیلہ گر اور اسلام کا مذاق اڑانے والے بہت زیادہ ہیں، وہ لوگ کہ جن کی شناخت قرآن میں خود خدا نے یوں کروائی ہے: (اپنی زبانوں سے وہ جو کچھ کہتے ہیں ان کے دل میں نہیں ہے، اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دوغلا پن کوئی بہت سادہ سی بات ہے، حالانکہ پروردگار کے نزدیک بہت بڑی ہے ۔)اور بہت ساری آزار اور تکلیفیں ہیں منافقوں کی طرف سے جنہوں نے ہمیشہ مجھے تکلیف پہنچائی ہے، یہاں تک کہ انہوں نے میرا نام ''گوش'' رکھ دیا ، یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ دوسرے کہتے ہیں میں سنتا ہوں کیونکہ انہوں نے یہ دیکھا ہے کہ میں ہمیشہ علی ۔ کے ساتھ ہوں اور میں انکی اور انکے نظریات کی

[1] سورہ مائدہ ایت ۵۵

طرف توجہ دیتا ہوں، یہاں تک کہ خدا وند عالم نے انکی اس اہانت کا جواب دینے کے لئے قرآن مجید میں یہ آیت نازل کی[۱] ۔ ان میں سے بعض نے پیغمبر کو ستایا اور کہا کہ وہ گوش (کان) ہیں، اے رسول تم کہدو کان تو ہیں مگر تمہاری بھلائی سننے کے کان ہیں اور خدا پر ایمان اور مومنین کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں ۔اگر میں ابھی چاہوں تو منافقوں کا نام و نشان کے ساتھ تعارف کروا دوں یا انگلی سے ان کی طرف اشارہ کردوں، لیکن خدا کی قسم انکے سلسلے میں، میں بزرگواری سے کام لے رہا ہوں اور ان کو رسوا نہیں کرونگا، ان تمام باتوں کے باوجود خدا وند عالم مجھ سے اس وقت تک خشنود نہیں ہوگا جب تک میں اس کی طرف سے نازل کئے گئے پیغام کو تم تک نہ پہنچادوں، اس نے فرمایا ہے کہ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو تم نے اس کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں، خدا تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا ۔)

ائمہ معصومین کی امامت کا تعارف

اے لوگو ! جان لو کہ خدا وند عالم نے علی ـ کو تمہارا سرپرست، ولی، پیشوا اور امام مقرر کر دیا ہے ؛ انکی اطاعت تمام مہاجرین و انصار، اسلام کے نیک پیرو کاروں، ہر شہری اور دیہاتی، عرب و عجم، آزاد و غلام، چھوٹے بڑے، کالے گورے، اور خدا وند عالم کی عبادت کرنے والے تمام لوگوں پر واجب ہے، اس کا حکم مانا جانا چاہیے، اس کا ہر کلام و سخن مناسب ہے، اسکے ہر دستور کی اطاعت واجب ہے، جو اسکی مخالفت کرے اس پر لعنت ہے، اور جو اس کے فرمان کی اطاعت کرے اس کی بخشش ہے، اس کی تصدیق کرنے والا مومن اور تکذیب کرنے والا کافر ہے، ہر وہ شخص جو علی ـ کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے خدا اس کو بخش دے گا ـ

اے لوگو یہ وہ آخری مقام ہے کہ جہاں میں تمہارے درمیان کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں، اس لئے میری بات اچھی طرح سن لو اور اس پر عمل کرو، اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرو وہی خدا تمہارا پرودگار معبود اور سرپرست اور اس کے بعد اس کا نبی میں محمد

---

[۱] سورہ توبہ آیت ۶۱

ﷺ جو ابھی تمہارے درمیان کھڑا بات کررہا ہوں تمہارا سر پرست ہوں، پھر میرے بعد علی ـ خدا کے حکم سے تمہارے سر پرست اور امام ہیں اور پھر انکے بعد امامت میری اولاد میں جو کہ علی ـ سے ہوں گے قیامت تک کے لئے برقرار رہے گی، یہاں تک کہ تم روز قیامت خدا اور اس کے رسول سے ملاقات کرو ـ

لوگو ! حلال خدا کے علاوہ کچھ بھی حلال نہیں ،اور حرام خدا کے علاوہ کچھ حرام نہیں ،اُس نے مجھے حلال و حرام کے بارے میں بتایا ،اور میں نے اس علم ودانش کی بنیاد پر جو میں نے خدا وند عالم سے حاصل کیا ہے، اسکی کتاب میں سے حلال و حرام کو تمہارے لئے واضح کر دیا ہے ـ اے لوگو !ایسا کوئی علم نہیں ہے جسے خدا ئے منّا ن نے میرے سینے میں نہ رکھا ہو؛ اور میں نے یہ تمام علوم حضرت علی ـ کو تعلیم فرمائے ہیں علی ـ تمہارے امام اور پیشوا ہیں.

حضرت علی ـ کے سلسلے میں لوگوں کی ذمہ داریاں

اے لوگو! علی ـ کے سلسلے میں گمراہ نہ ہونا ،اور اس سے دوری اختیا ر نہ کرنا ،اس کی ولایت سے منحرف نہ ہوجانا وہ حق کی ہدایت کرنے والااور حق پر عمل کرنے والا ہے باطل کو نابو دکرنے والا اور باطل سے روکنے والاہے اور خدا کی راہ میں کسی برا بھلا کہنے والے کی کوئی پروا نہیں کرتا،بتحقیق علی ـ وہ پہلا شخص ہے جو خدا اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لایا ،علی ـ وہ شخص ہے جس نے اپنی جان کو رسول خدا ﷺ پر فدا کردیا ،وہ ہمیشہ رسول ﷺ کا ساتھ دیا ،ایک دن ایسا تھا جب علی ـ کے سوا مردوں میں سے کوئی نہ تھا جو میرے ساتھ خدا کی عبادت کرتا ـ

اے لوگو ! علی ـ کودوسروں سے افضل اور بر تر جاننا کیونکہ خدا نے اسکو برتری دی ہے ،اور اسکی امامت و ولایت کو قبول کر نا کیونکہ خدا نے اس کو تمہارا امام مقرر کیا ہے ـاے لوگو! علی ـ خدا کی طرف سے تمہارا امام ہے اور خدا اس کی امامت کے منکر وں کی توبہ ہر گز قبول نہیں کرے گا یہ خدا وندعالم کے لئے حتمی ہے کہ وہ منکر ولایت علی ـ کیساتھ ایسا سلوک کرے ؛اور لازمی

ہے کہ وہ منکر کو عذاب دے ایسا سخت و دردناک عذاب جو ہمیشہ کے لئے ہے لہٰذا اس کی مخالفت سے بچو کیونکہ مخالفت کی سزا جہنم کی آگ ہے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ؛ وہ آگ جو کافروں کے لئے آمادہ کی گئی ہے ۔اے لوگو! خدا کی قسم مجھ سے پہلے آنے والے تمام نبیوں اور رسولوں نے تمیں اس بات کی بشارت دی ہے کہ میںآخری نبی ہوں ؛ میں آسمان و زمین میں موجود ہر مخلوق پر خدا کی حجت ہوں لھذا جو بھی میری نبوّت میں شک کرے دوران جاہلیت کے کافروں کی طرح ایک کافر ہے اور جو بھی میرے کلام میں سے بعض میں شک کرے تو گویا اس نے میرے سارے کلام میں شک کیا ،اور میری گفتار میں شک کرنے والا آتش جہنّم میں ڈالا جائے گا ۔اے لوگو !مجھے یہ فضیلت خدا وند عالم نے عطا کی ہے اور اس لحاظ سے مجھ پر احسان کیا ہے اور تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور میں ہر حال میں اس کا شکر گزار ہوں۔اے لوگو! علی ـ کو دوسروں سے برتر اور افضل جاننا کیونکہ وہ انسانوں میں خواہ مرد ہو یا عورت میرے بعد سب سے افضل ہے؛ خدا وند عالم ہماری اور ہمارے اہل بیت کی برکت سے اپنے بندوں کو روزی دیتا ہے اور مخلوقات کے سلسلۂ وجود کی ضمانت دیتا ہے ۔ملعون ہے ,ملعون ہے ، مغضوب ہے ،مغضوب ہے وہ شخص جو میرے سخن کا صرف اس وجہ سے انکار کرتا ہے کہ یہ اسکی خواہشات کے منافی ہے ؛ جان لو کہ جبرئیل نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی ہے کہ !جو شخص علی ـ کو دشمن رکھے ؛ اور اسکی ولایت کو قبول نہ کرے اس پر میری لعنت اور غضب ہے چنانچہ ہر کسی کو اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ وہ قیامت کے لئے کیا بھیج رہا ہے؟ لوگو خدا کی مخالفت کرنے سے ڈرو اور ثابت قدمی کے بعد گمراہی میں نہ پڑ جانا ;بتحقیق جو کچھ تم کرتے ہو خدا تمہارے ہر فعل سے آگاہ ہے ۔

فضائل علی ابن ابی طالب

:اے لوگو!حضرت علی ـ وہ ہیں جن کو خدا وندہ عالم نے قرآن مجید میں جنب اللہ کے نام سے یاد کیا ہے اور فرمایا ہے(کہ تم میں سے بعض کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کا تقرب حاصل کرنے میں کی)اے لوگو قرآن میں تدبر وتفکر کرو اور اس کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرو، محکمات پر عمل کرو اور متشابہات کی پیروی نہ کرو، خدا کی قسم میرے بعد تمہارے

لئے کوئی قرآن کی تفسیر نہیں کر سکتا مگر وہ کہ جس کا ہاتھ میں نے پکڑ کر بلند کیا ہو ۔ (حضرت علی ۔ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا)اور میں آپ کو آگاہ کر رہا ہوں، جس جس کا میں مولا اور سرپرست ہوں میرے بعد حضرت علی ۔ اس اس کے مولا اور سرپرست ہیں وہ علی ۔ ابو طالب کا بیٹا میرا بھائی اور جانشین ہے اور اس کی ولایت و امامت کو خدا وند عالم نے مجھ پر نازل فرمایا ہے ۔ اے لوگو یہ علی ۔ اور میرے پاک فرزند، ثقل اصغر ہیں اور قرآن مجید ثقل اکبر ہے، یہ دونوں ایک دوسرے کی خبر دیتے ہیں اور ایک دوسرے کی تائید و تصدلق کرتے ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ روز قیامت حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں ۔ یہ خدا وند عالم کی طرف سے اس کی مخلوق پر امین وحاکم ہیں، آگاہ رہنا جوکچھ لازم تھا اس کی وضاحت کر دی اور اپنے مطلب ومقصد کو بیان کر دیا خدا وند عالم نے یوں بیان فرمایا تھا ، اور میں نے خدا وند عالم کے پیغام کو تم تک پہنچا دیا ۔ اورآگاہ رہنا کہ میرے بھائی علی ۔ کے سوا کوئی امیرالمومنین نہیں ہے اور میرے بعد علی ۔ کے سوا کسی کو مومنین پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے، اور اس وقت حضرت علی ۔ کا بازو پکڑ کرآپ کو اتنا بلند کیا کہ آپ کے قدم مبارک حضرت رسول اکرم ﷺ کے زانوں تک آگئے،اور فرمایا: اے لوگو! یہ علی ابن ابی طالب ۔ میرے بھائی، وصی، میرے علم کے وارث اور میری امت پر میرے خلیفہ ہیں جو کتاب خدا کی تفسیر کرنے والے اور لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت کرنے والے اور خوشنودی خدا کے لئے عمل کرنے والے ہیں دشمنان قرآن سے جنگ کرنے والے اور قرآن کی اطاعت کرنے والوں کو دوست رکھنے والے اور معصیت خدا سے روکنے والے ہیں، حضرت علی ۔

رسول خدا ﷺ کے خلیفہ وجانشین مومنوں کے امیر اورہدایت کرنے والے امام ہیں اور خدا وند عالم کے حکم سے ،ناکثین[1] ، قاسطین[2] ،اور مارقین[3] ،کو قتل کرنے والے ہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ میرے پرور دگار کا حکم ہے ۔اے پروردگار اس کو دوست رکھ جو علی ۔ کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ساتھ دشمنی کر جو علی ۔ و دشمن رکھتا ہے اور جو حضرت علی ۔ کی امامت کا

[1] ناکثین سے مراد اصحاب جمل ہیں جنہوں نے حضرت علی ۔ کی بیعت کرنے کے بعد پیمان شکنی کی ۔
[2] قاسطین سے مراد معاویہ اور اس کے طرف دار ہیں جنہوں نے جنگ صفین میں معاویہ کا سا تھ دیا تھا۔
[3] مارقین سے مراد خوارج جنگ نہروان کا گروہ ہے جو دین خدا سے خارج ہو چکا تھا ۔

انکار کرے اسے اپنی رحمت سے دور کر دے اور جو ان کے حق کو چھینیں ان پر غضب ناک ہو جا ۔پروردگار تو نے یہ فرمان مجھ پر نازل کیا ہے اور امت کی رہبریت کو میرے بعد حضرت علی اور اولاد علی ۔ کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کی امامت و ولایت کو لوگوں میں بیان کر دوں ،اس لحاظ سے تو نے اپنے بندوں پر دین مکمل کر دیا اور ان پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور دین اسلام سے راضی ہو گیا ۔اور فرمایا :(جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواہش کرے تو اس کا وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ روز قیامت سخت گھاٹے میں رہے گا ،) پرور دگار میں تجھ کو گواہ بنا رہا ہوں اور آپ کی گواہی میرے لئے کافی ہے کہ میں نے آپ کا فرمان پہنچا دیا ۔اے لوگو! خدا وند عالم نے تمہارے دین کو حضرت علی ۔ کی امامت کے ذریعے کامل کر دیا لھذا جس نے بھی حضرت علی ۔ اورآپکے بیٹوں کی امامت کا اعتراف نہ کیا تو ان کے اعمال حبط کئے جائیں گے اور ان کو ہمیشہ کے لئے جھنم میں ڈالاجائے گا اور ان کے عذاب میں کوئی تخفیف نہیں کی جائے گی اور ان کو کوئی مہلت دی جائے گی ۔ اے لوگو! یہ حضرت علی ابن ابی طالب ۔ ہے جس نے سب سے زیادہ میری مدد کی ہے اور تم سب سے یہ میرے زیادہ نزدیک اور عزیز ہے خدا وند عالم اور اس کا رسول ﷺ اس سے راضی و خوشنود ہیں قرآن میں جو آیت بھی خوشنودی خدا پر دلالت کرتی ہے وہ حضرت علی ۔ کی شان میں ہے اور جہاں بھی خدا وند عالم نے مومنین کو خطاب کیا سب سے پہلے اس کی نظر حضرت علی ۔ پر تھی اور قرآن مجید میں جو بھی مدح و ستائش کی گئی وہ حضرت علی ۔ کی خاطر ہے اور سورہ ، ھل اتی علی الاانسان، میں جس بہشت کا ذکر کیا گیا وہ حضرت علی ۔ کے لئے ہے ،اور سورہ حضرت علی ۔ کے سوا کسی کے بارے میں نازل نہیں کی گئی اور اس میں حضرت علی ۔ کے علاوہ کسی کی مدح وثنا نہیں کی گئی،

اے لوگو ! حضرت علی ۔ دین خدا کی مدد کرنے والے اور رسول خدا ﷺ کی حمایت کرنے والے ہیں اور وہ پاک وپاکیزہ پرہیز گار وہدایت کرنے والے ہیں تمہارا پیغمبر بہترین پیغمبر ۔ تمہارا امام بہترین امام ،اوراس کے بیٹے بہترین جانشین الٰہی ہیں ۔ ائے لوگو! تمام پیغمبروں کی ذریت ونسل ان کے صلب سے ہیں لیکن میری ذریت و نسل حضرت علی ۔ سے ہو گی ۔اے لوگو

!وہی شیطان جس نے حضرت آدم ۔ کو حسد کی وجہ سے جنت سے نکلنے پر مجبور کر دیا، تم حضرت علی ۔ سے حسد نہ کرنا گرنہ تمہارے اعمال حبط ہوجائیں گے اور تمہارے قدم ڈگمگا جائیں گے وہ حضرت آدم ۔ جو پیغمبر خدا تھے ایک ترک اولی کی وجہ سے زمین پر اتار دے گئے پس تمہارا کیا حال ہو گا ؟ تمہارے درمیان تو دشمن خدا بھی موجود ہیں ۔اے لوگو! شقی وبد بخت کے علاوہ کوئی بھی علی ۔ سے دشمنی نہیں کرے اور جو پرہیزگار ہو گا وہ علی ۔ کو دوست رکھے گا اور مومن مخلص کے علاوہ کوئی علی ۔ پر ایمان نہیں لائے گا اور خدا کی قسم، سورہ والعصر، حضرت علی ۔ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے زمانہ کی قسم انسان گھاٹے میں ہیں، مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے اور آپس میں حق کا حکم اور صبر کی وصیت کرتے رہے ۔آگاہ ہو جاؤ علی ۔ وہ ہیں جو ایمان لائے اور رضایت خدا وند عالم پر راضی رہے اور صبر کیا اے لوگو میں خدا وند عالم کو گواہ بنا کر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنی رسالت تم تک پہنچا دی اور رسول خدا کا کام صرف حکم کو پہنچا نا ہے ۔ اے لوگو خدا کا تقویٰ اختیار کرو جیسے تقوی کا حق ہے، اور جب بھی مرنا تو دین اسلام پر مرنا ۔ اے لوگو! خدا اس کے رسول اور وہ نور جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لے آؤ قبل اس کے کہ تمہارے چہرے نابود ہو جائیں یا دین اسلام سے منصرف ہو جاؤ ۔اے لوگو! خدا وند عالم کی طرف سے میرے اندر نور موجود ہے جو میرے بعد حضرت علی ۔ میں ہو گا اور ان کے بعد ان کے بیٹوں میں حضرت مھدی ۔ تک موجود رہے گا اور وہ مھدی ۔ وہ ہوں گے جو ہمارے اور خدا وند عالم کے حق کو دنیا میں نافذ کریں گے، اور خدا وند عالم نے ہمیں تمام مقصرین، دشمنوں، مخالفوں، خیانت کاروں، گناہ کاروں، اور ظالموں پر قیامت تک کے لئے حجت قرار دیا ہے ۔

مخالفتوں کا بچاؤ

اے لوگو! میں تمہیں ہوشیار کرتا ہوں کہ میں خدا کا رسول بنا کر تمہاری جانب بھیجا گیا ہوں اور مجھ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر آے اگر میں مر جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں تو تم زمانۂ جاہلیت کی طرف پلٹ جاؤ گے؟ اور جو پلٹ جائے تو اس میں خدا کا کوئی

نقصان نہیں ہے خدا شکر گزاروں کو بہت جلد قیامت میں پاداش دے گا آگا ہ رہنا کہ علی ـ صبر و شکر گزاری میں معروف ہے اور اس کے بعد میرے فرزند (جو علی ـ کے صلب سے ہیں) بھی ایسے ہی ہونگے ـ اے لوگو! اپنے اسلام قبول کرنے کی خاطر خدا پر احسان نہ جتاؤ وہ تم پر غضبناک ہو جائے گا اور تمہیں عذاب سے دچار کر دے گا بتحقیق وہ ہر خطا کار کی سزا ہے ـ اے لوگو! میرے بعد فاسد رہنما آئیں گے جو لوگوں کو جہنم کی طرف لے جائیں گے اور قیامت کے دن کوئی مدد نہیں کریں گے، اے لوگو! خدا اور اس کا رسول ان سے بیزار ہیں اے لوگو ! وہ فاسد رہنما، انکے حواری و پیروکار اور انکے مددگار آتش جہنم میں سب سے نچلے مقام پر ہیں؛ اور متکبروں کے لئے کتنا برا مقام ہے، آگاہ رہنا ! وہ لوگ ایک دستاویز (حضرت علی ـ کی امامت کی مخالفت میں ایک تحریر) لکھنے والے ہیں،[1] لھذا تم سب پر لازم ہے کہ اس شرمناک دستاویز میں غور و فکر سے کام لینا جو کچھ لوگوں کے علاوہ سب کو گمراہی کی طرف لے جائے گی ـ اے لوگو ! علی ـ اور انکے بیٹوں کی امامت کو قیامت تک کی لئے تمہارے درمیان باقی رکھ رہا ہوں، اور میں جس چیز کے ابلاغ پر مأمور تھا تم تک پہنچا دی کہ ہر انسان، حاضر غائب، شاہد اور غیر شاہد، اور ہر اس پر جو اب تک پیدا ہوا ہے یا پیدا نہیں ہوا سب پر حجت تمام ہوگئی ہے ـ

لہٰذا حاضرین غائبین کو ؛ ہر باپ اپنی اولاد کو تا قیامت مسئلۂ امامت علی ـ اور ان کے بیٹوں کی امامت کے بارے میں بیان کرتے رہیں، کیونکہ بہت جلد ی خلافت الہٰی کو بادشاہی میں تبدیل کرکے غصب کر لیں گے ؛ آگاہ رہنا ! خدا نے ولایت کا غاصبوں اور ان کے طرفداروں پر لعنت کی ہے ؛ وہ جلد ہی جن و انس کا حساب لے گا اور ان میں سے گنہگاروں پر جہنم کی آگ برسائے گا، وہاں کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں ہو گا خدا ایسا نہیں کہ برے بھلے کی تمیز کیے بغیر جس حال میں تم ہو اسی حالت پر تمہیں چھوڑ دے اور خدا ایسا بھی نہیں کہ تمیں غیب کی باتیں بتا دے ـ اے لوگو! جس آبادی اور شہر کے لوگوں نے بھی وعدہ الہی کا انکار کیا خدا وند نے انہیں ہلاک کر دیا ـ اور خدا نابود کردے گا ہر اس شہر اور جمیعت کو کہ جہاں کے رہنے والے ظالم ہوں ؛ جیسا کہ قرآن مجید میں

---

[1] ایک دستاویز ہے جسکو ابو سفیان اور مخالفان ولایت کی ایک جماعت نے ابو بکراور ایک گروہ سے دستخط لئے اس تحریر کا محرر سعید بن عاص تھااور انکا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ پیغمبر نے اپنے بعد کوئی خلیفہ اور جانشین مقرّر نہیں کیا۔

آیا ہے ؛ ای لوگو! یہ علی ـ تمہارا امام ،سرپرست اور تمہارے درمیان خدا کا وعدہ ہے؛ اور خدا نے جو وعدہ دیا ہے اسے انجام دے گا ـ اے لوگو ! بتحقیق بہت سارے انسان ماضی میں گمراہ ہو چکے ہیں اور خدا وند عالم نے گذشتہ گمراہوں کو نابود کر دیا اور آئندہ آنے والے گمراہوں کو بھی نابود کردے گا ؛جیسا کہ فرمایا! (آیا پہلے کے انسانوں کو ہم نے ہلاک نہیں کر دیا ؟اور آئندہ آنے والوں کو اس ہی راستے پر نہیں چلاتے ؟ ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں ؛ او ر اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی خراب ہے ـ اے لوگو ! خدا وند عالم نے مجھے چند امور کا امر اور چند امور کی نہی فرمائی ہے ؛اور میں نے بھی علی ـ کو اس امر و نہی سے آشنا کر دیا ہے، لھذا علی ـ خدا کی طرف سے اوامر و نواہی کو جانتے ہیں ؛ تو تم لوگ اس کے امر کو سنو تاکہ سعادت مند ہو جاؤ ،اور اسکی پیروی کروتاکہ ہدایت یافتہ ہو،اور ہمیشہ اسکی راہ پر چلو اور تمہیں تمہاری الگ الگ راہیں کہیں علی ـ کی راہ سے جدا نہ کردیں ـ اے لوگو !میں وہ مستقیم راستہ ہوں جسکی پیروی کا خدا وندعالم نے تمہیں حکم دیا ہے ؛ اور میرے بعد علی ـ اور اسکے بعد میرے بیٹے علی ـ کے صلب سے خدا کا مستقیم راستہ ہیں ؛وہ ایسے امام ہیں جو لوگوں کو حق کی ہد ایت کرتے ہیں اور حق کے ذریعے عدالت قائم کرتے ہیں، اسکے بعد ان آیات کی تلاوت فرمائی!

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے ؛ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ؛جو عالمین کا رب ہے ؛ بخشنے والا اور مہربان ہے ؛ روز قیامت کا مالک ہے ، خدایا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ؛ ہم کو سید ھی راہ پر ثابت قدم رکھ ان کی راہ جنھیں تو نے اپنی نعمت عطا کی ہے نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا ہے اور نہ گمراہوں کی راہ ـ)

اے لوگو ! یہ سورۂ حمد میرے ،علی ـ اور ان کے فرزند وں کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ان کے ساتھ مخصوص ہے و ہ خدا کے دوست ہیں اور انہیں کسی کا کوئی ڈراور خوف نہیں ہے ـ

علی ـ کے دوست اور دشمن

:آگاہ رہنا! خدا کی حزب کامیاب ہے آگاہ رہنا !کہ علی ـ کے دشمن جدائی، تفرقہ اور نفاق ڈالنے والے ہیں ؛ایک دوسرے کے دشمن، تجاوز کرنے والے اور شیطان کے دوست ہیں ؛اور آگاہ رہنا ـ حضرت علی ـ اور ان کے بیٹوں کے دوست وہ لوگ ہیں جن کا ذکر خدا وند نے قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے کہ ـ اے پیغمبر ﷺ ! جو لوگ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں انکو خدا اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی کرتے ہوئے نہیں پاؤ گے اگر چہ وہ ان کے اجداد ،اولاد بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ خدا نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیاہے اور خود انکی مدد فرمائی ہے اور ان کو جنّت کے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ـ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے راضی ہے ،اور وہ بھی اپنے خدا سے راضی ہیں وہ خدا کی جماعت (حزب) ہیں ؛آگاہ رہنا !خدا کا گروہ کامیاب اور سعادتمند ہے ـ[۱])

اے لوگو آگاہ رہنا !علی ـ اور اولاد علی ـ کے دوست وہ لوگ ہیں کہ جنکی تعریف خدا وند عالم نے کچھ اس طرح سے فرمائی ہے (جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم وستم سے آلودہ نہیں کیا ؛ وہ خدا کے عذاب سے امان میں ہیں اور ہدایت یافتہ ہیں ـ[۲]) آگاہ ہو جاؤ! علی ـ اور اولاد علی ـ کے دوست وہ لوگ ہیں کہ جن کو خدا وند عالم نے اس طرح سے سراہا ہے کہ! (جو لوگ جنّت میں داخل کئے جائیں گے اور امان میں ہونگے اور خدا کے فرشتوں سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ وہ انکا خیر مقدم کر رہے ہونگے ،اور ان کو ہمیشہ کے لئے جنّت کی بشارت دیں گے)آگاہ ہو جاؤ! علی ـ اور اولاد علی ـ کے دوست وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا وند عالم نے ارشاد فرمایا (ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور وہاں انھیں بے حساب روزی ملے گی) آگاہ ہوجاؤ!کہ علی ـ اور اولاد علی ـ کے دشمن وہ لوگ ہیں (جن کو دوزخ کی آگ میں ڈھکیلا جائے گا)آگاہ ہو جاؤ !کہ علی ـ اور اولاد علی ـ کے دشمن وہ لوگ ہیں (دوزخ کی آگ کے بھڑکنے کی آوازیں سنتے ہیں ؛ وہ بھسم کرنے والے شعلوں کو دیکھتے ہیں اور داخل ہونے

---
[۱] سورہ مجادلہ آیت /۲۲
[۲] سورۂ انعام آیت/۸۲

والا ہر گروہ دوسرے گروہ پر لعنت و ملامت کرتا ہے ۔)آگاہ ہو جاؤ !کہ علی ۔ اور اولاد علی ۔ کے دشمن وہ لوگ ہیں جنکے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا! (جب انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا تو سوال ہوگاکہ کیا تمہارا کوئی پیغمبر نہ تھا ؟تو جواب دیں گے تھا لیکن ہم نے اسکو جھٹلایااور کہا کہ کچھ بھی تم پر نازل نہیں ہوا ،تو حقیقت میں کافر سخت گمراہی میں پڑے ہیں ۔) آگاہ ہو جاؤ!کہ علی ۔ اور اولاد علی ۔ کے دوست و ہ لوگ ہیں جو خلوت و جلوت ہر حال میں خدا سے ڈرتے ہیں اور انکے لئے مغفرت اور خدا کا بہت بڑا انعام ہے ۔اے لوگو! ہمارے دوست اور ہمارے دشمن ہمیشہ جنّت اور دوزخ کے درمیان ہیں ہمارا دشمن وہ ہے کہ خدا جسکی سرزنش اور اس پر لعنت کرے ؛) (اور ہمارا دوست وہ ہے جسکو خدا نے سراہا اور اسکو دوست رکھتاہے۔)اے لوگو! میں ڈرانے والا پیغمبر ہوں اور علی ۔ ہدایت کرنے والا ہے ۔

حضرت مہدی (عج) کی حکومت کا تعارف

اے لوگو ! میں پیغمبر ہوں اور علی ۔ میرا جانشین ہے ،آگاہ ہو جاؤ ہمارا آخری امام حضرت مہدی قائم ۔ ہے۔آگاہ ہو جاؤ !کہ تمام ادیان پر حاوی اور کامیاب ہو گا۔ آگاہ ہو جاؤ! وہ ستمگاروں اور ظالموں سے انتقام لے گا ۔آگاہ ہو جاؤ! وہ شرک و فساد کے مستحکم قلعوں کے بند دروازوں کو کھولے گا اور ان کو نیست و نابود کردے گا۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ مشرکوں کو چاہے وہ کسی بھی قوم و ملت سے تعلق رکھتے ہوں نابود کرنے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ خدا وند عالم کے دوستوں کے خون کا حساب لینے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ خدا کے دین کی مدد کرنے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ حقیقت کے پیاسوں کو سیراب کرنے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ ہر عالم کی فضیلت و برتری اور ہر نادان کے جہل وکم عقلی سے واقف ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ خدا کا برگزیدہ اور اسکی طرف سے منتخب امام ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ ہر علم کا وارث ہے اور اس کا علم ہر علم سے برتر اور بہتر ہے ۔

آگاہ ہو جاؤوہ خدا وند عالم کا تعارف کروانے والا اور احکام اور راہ ایمان کو روشن کرنے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ شجاع اور صحیح عمل کرنے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !مخلوقات کے امور اس کو دے دئے گئے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ !تمام گذشتہ انبیاء نے اس کے ظہور کی بشارت دی ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ آخری حجت خدا ہے ،اور اس کے بعد کوئی حجت نہیں آئے گی اور جہان میں کوئی ایسا حق نہیں جو اس کے ساتھ نہ ہواور کوئی علم نہیں جو اس کے پاس نہ ہو۔

آگاہ ہو جاؤ !کہ کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا ،اور اسکے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ زمین میں خدا کا ولی ہے اور مخلوق کے درمیان اسکا قاضی ہے اور ظاہری اور باطنی اسرار و رموز خدا وندی کا امین ہے۔

اے لوگو !میں نے حکم خدا کو تمہارے لئے بیان کر دیا اور تم لوگوں کو سمجھا دیا ؛ اور یہ علی ۔ میرے بعد تمہیں حقائق سمجھائیں گے ،۔ آگاہ ہو جاؤ !میں اپنے خطبہ کے اختتام پر اپنے ساتھ علی ۔ کی بیعت کرنے کی دعوت دوں گا اس کی بیعت کا اعتراف کروں گا ۔ آگاہ ہو جاؤ !میں نے خدا کی بیعت کی ہے ،اور علی ۔ نے میری بیعت کی ہے ،اور میں خدا وند عالم کی طرف سے علی ۔ کے لئے تم لوگوں سے بیعت لوں گا جو بھی عہد شکنی کرے گویا اسنے اپنے آپ پہ ستم کیا ہے، کیونکہ خدا وندے عالم فرماتا ہے جو لوگ تم

سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں خدا کی قوت و قدرت سب کی قوت پر غالب ہے تو جو عہد کو توڑے گا تو اپنے نقصان کے لئے عہد توڑتا ہے اور جس نے اپنے عہد کو پورا کیا تو اس کو عنقریب خداوند عالم اجر عظیم عطا فرمائے گا [1]۔

حج کی اہمیت اور احکام الٰہی

:بتحقیق حج و عمرہ شعائر خدا وندی میں سے ہیں ،جو بھی حج و عمرہ کا قصد رکھتا ہے، وہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کر سکتا ہے جو اعمال صالح انجام دے گا خدا اسکو جزا دینے والا اور اسکے عمل سے آگاہ ہے ۔اے لوگو! خانۂ کعبہ کی زیارت کے لئے جاؤ جو گھرانا بھی مکہ میں داخل ہو خدا اسے غنی کر دے گا ،اور جو خاندان مکہ سے منہ موڑے گا وہ فقر میں مبتلا ہو جائے گا ۔اے لوگو !جو مومن بھی حج کرے گا ، تو اسکے گذشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے ،گویا حج کے بعد نئے سرے سے اس نے اپنی زندگی کا آغاز کیا،اے لوگو ! حجاج بیت اللہ الحرام کی مدد ہوتی ہے ؛ اور انکے سفر میں جو بھی اخراجات ہوتے ہیں وہ انکے لئے آخرت کا ذخیرہ ہے ،خدا وند عالم اعمال صالح انجام دینے والوں کی جزا کو ضایع نہ ہونے دے گا ۔اے لوگو !ضروری استطاعت اور کامل دین کے ساتھ حج انجام دو ،اور مراسم حج سے اس وقت تک نہ پلٹنا جب تک تمہارے گناہ معاف نہ ہو جائیں ۔اے لوگو !نماز قائم کرو ؛ اور زکوۃ ادا کرو جس طرح خدا وند عالم نے حکم دیا ہے ؛ اگر کچھ مدت تمہاری ایسی گزری کہ جس میں تم نے احکامات الٰہی کی بجاآوری نہ کی یا بھول گئے ؛تو علی ۔ تمہارے درمیان تمہارا صاحب امر اور احکام خدا وندی کو تمہارے سامنے بیان کریں گے ، علی ۔ وہ شخص ہیں جس کو خدا نے میرا جانشین مقرّر کیا ہے ،وہ تمہارے سوالات کے جوابات دیں گے ؛اور جو کچھ تم نہیں جانتے وہ سب تمہارے لئے بیان فرمائیں گے ۔

آگاہ ہو جاؤ !حلال حرام اتنے زیادہ ہیں کہ ایک مجلس میں تمہارے سامنے بیان نہیں کئے جا سکتے اور ان تمام کا تعارف نہیں کروایا جا سکتا اور ان کے امر و نہی کا حکم نہیں دیا جا سکتا ،پس خدائے صاحب عزّت و جلال کی طرف سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ علی ۔ میر

---

[1] سورۂ فتح آیت/۱۰)

المؤمنین کے لئے تم لوگوں سے بیعت لوں ؛ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی بھی بیعت کرو، وہ امام جو سب مجھ سے اور علی ـ سے ہیں ؛ اور انکا آخری قائم مہدی ـ ہے جو قیامت تک حق سے فیصلہ کرے گا ـ اے لوگو! ہر حلال جو تمہیں میں نے بتایا ؛ اور ہر حرام جس سے میں نے تمہیں روکا ہے، اس کا حکم ہمیشہ کے لئے ہے نہ میں ان سے پلٹا ہوں اور نہ ہی میں نے ان میں کوئی تبدیلی کی ہے، اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا ، اور محفوظ کر لینا ، اسکی تلقین کرنا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کرنا، بتحقیق میں مکرّر کہہ رہا ہوں ! نماز قائم کرو ، زکوۃ ادا کرو ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا ؛ آگاہ ہو جاؤ اصل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میرے فرامین پر عمل کرنے کا نام ہے ، لھذا میری وصیّت سب تک پہنچادو ، اسکو انجام دینے کا حکم دو ، اور اسکی مخالفت سے لوگوں کو ڈراؤ ؛ کہ یہ میرے صاحب عزّت و جلال خدا کا حکم ہے ، جان لو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امام معصوم ـ کے وجود کے بغیر وجود میں نہیں آسکتے ـ اے لوگو ! علی ـ کے بعد آنے والے اماموں (جو سب اسکی اولاد ہیں) کا تعارف قرآن نے کروایا ، اور میں نے بھی تمہارے سامنے تعارف کروا دیا ہے کہ وہ سب مجھ سے اور میں ان سے ہوں ؛ جیسا کہ خدا وند عالم خود قرآن میں ارشاد فرما رہا ہے : (ہم نے امامت کو ایک ہمیشہ رہنے والی حقیقت کی صورت میں اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں قرار دیا ہے[1] ـ اور میں بھی کہتا ہوں کہ جب تک تم لوگوں نے قرآن و عترت سے تمسّک کیا ہرگز گمراہ نہ ہوگے ـ اے لوگو! تقویٰ ؛ تقویٰ ، روز قیامت سے ڈرو جیسا کہ خدا وند عالم نے ارشاد فرمایا ہے! (روز قیامت کا زلزلہ کوئی معمولی نہیں ایک بہت بڑی چیز ہے) موت کو یاد کرو ؛ خدا وند عالم کی بارگاہ میں حساب کتاب ، اپنے اعمال کی ترازو اور محاسبہ کو یاد رکھو ؛ جزا و سزا کو یاد رکھو جو بھی اعمال نیک کے ساتھ آیا اسے اسکی جزا ملے گی اور جو بھی برائیوں کے ساتھ آئے جنّت سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا ـ

١٢ـ علی ـ کی عمومی بیعت کا حکم : (اے مسلمانو ! تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحرا میں میرے ہاتھ پر بیعت کر سکو لھذا خدا وند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی ـ

[1] سورہ زخرف آیت٢٨

اور انکے بعد آنے والے اماموں کی امامت ''جو میری اور علی ـ کی اولاد میں سے ہیں'' کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا ہوں کہ میرے فرزند علی ـ کے صلب سے ہیں ـ لہٰذا تم سب لوگ کہو کہ (یا رسول اللہ ﷺ ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اسکو تسلیم کرتے ہیں اس پر راضی ہیں اورآپکے اِس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خدا وند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو ؛ ہمارا رب ہے ، ہم اس پیمان پرجو کہ حضرت علی ـ کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے،سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اور ہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں،اس بیعت پر زندہ رہیں گے ، مر یں گے اور اٹھائے جائیں گے ؛ اس میں کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر نہ کریں گے ، اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے ، اور اس سے رو گردانی نہیں کریں گے ، اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے ؛ خدا وند عالم اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور علی امیر المؤمنین ـ اورانکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے؛ کہ یہ سب؛ امّت کے امام ہیں وہ امام جن کا آپ نے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے ہیں اور حضرت علی ـ کے صلب سے امام حسن ـاور امام حسین ـ کے بعد آئینگے ـ) حسن اور حسین علیہما السلام کے میرے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیں آگاہ کر چکا ہوں ، خدا وند عالم کے نزدیک انکی قدرو منزلت کا تذکرہ کر چکا ہوں اورامانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگوار ہستیاں جوانان جنّت کی سردار ہیں ؛ اور میرے اور علی ـ کے بعد امّت مسلمہ کے امام ہیں، تم سب مل کر کہو کہ! ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں ؛اور اے رسول خدا ﷺ آپ کی حضرت علی ـ کی حسنین علیہما السلام کی؛ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل و جان ، زبان اور ہاتھ سے بیعت لی جو آپکے قریب تھے یا زبان سے اقرار لیا ، اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اور خدا وند عالم کو اس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے ا ور اے رسول خدا ﷺ آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں،اور ہر مؤمن پیرو کار ظاہری یا مخفی ، فرشتگان خدا ، خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے ـ)

اے لوگو! کیا کہتے ہو؟ بتحقیق خدا زبان سے نکلی ہوئی ہر آواز اور دل میں موجود ہر نیت سے آگاہ ہے، لھذا جو بھی ہدایت کے راستے پر چلے گا اسنے اپنے ساتھ بھلائی کی ہے، اور جو گمراہ ہو گیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور جو اپنے امام کی بیعت کرے اس نے خدا وند عالم کی بیعت کی کہ جسکی قدرت تمام قدرتوں پر حاوی ہے ۔اے لوگو! پرہیز گار ہو جاؤ، علی امیر المؤمنین ـ کی بیعت کرو اور حسن و حُسین علیہما السلام اور انکے بعد آنے والے اماموں کی بیعت کرو، کہ یہ سب ہمیشہ باقی رہنے والا پاک کلمہ ہیں، خدا حیلہ باز و دھوکے باز کو ہلاک کر دیتا ہے جو وعدہ وفا کرے اور عہد پر قائم رہے خدا کی رحمت اسے دیکھ رہی ہے ؛ اور جو عہد شکنی کرے ؛ اسنے اپنے خسارے میں عمل کیا ہے ـ

اے لوگو! جو کچھ میں نے تمہارے لئے کہا ہے اس کا اقرار کرو اور علی ـ کو بعنوان امیر المؤمنین ـ سلام کرو اور کہو! (ہم نے سن لیا اور اسکی اطاعت کر لی، خدا یا! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری طرف ہی پلٹیں گے ـ) اور کہو (اس خدا کی حمد و ثنا جس نے ولایت علی ـ کی جانب ہماری ہدایت کی، اور اگر خدا ہماری ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہر گز ہدایت یافتہ نہ ہوتے ـ) اے لوگو! بتحقیق فضائل علی ـ جو خدا وند عالم نے قرآن مجید میں ذکر کیے ہیں بہت زیادہ ہیں اور ان تمام فضائل کو ایک خطبہ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے، لھذا اگر کوئی تمہارے سامنے حضرت علی ـ کے فضائل بیان کرے تو اُس کی تصدیق کرو ـ اے لوگو! جس نے بھی خدا اُس کے رسول ﷺ اور حضرت علی ـ اور اسکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کی جنکا تعارف میں نے کروایا ہے ؛ تو بتحقیق وہ بڑی سعادت پر پہنچ گیا ۔اے لوگو، جس نے حضرت علی ـ کی بیعت کرنے میں سبقت کی اور امیر المومنین کر سلام کیا وہ کامیاب ہوا اور اس کے لئے جنت نعیم ہے ـ

اے لوگو! ایسی بات کہو جس سے خدا خوشنود اور راضی ہو جائے، پس اگر تم سب کے سب اور سارے اہل زمین کافر ہو جاؤ، تو اس سے خدا کو کوئی نقصان نہیں ہو گا ؛ خدایا! تمام مؤمنین اور مؤمنات کی مغفرت فرما ؛ اور کافروں پر اپنا قہر و عذاب نازل فرما ؛ تمام تعریفیں اس خدا کے لئے مخصوص ہیں جو عالمین کا رب ہے ـ

خطبہ کے اسناد و مدارک مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ احتجاج، ج ۱، ص ٦٦ : طبرسی

۲۔ اقبال الاعمال، ص ۴۵۵ : ابن طاؤوس

۳۔ کتاب الیقین، باب ۱۲۷ : ابن طاؤوس

۴۔ التحصین، باب ۲۹ : ابن طاؤوس

۵۔ روضۃ الواعظین، ص ۸۹ : فتال نیشابوری

۶۔ البرہان، ج ۱، ص ۴۳۳ : بحرانی

۷۔ اثبات الہداۃ، ج ۳، ص ۲ : عاملی

۸۔ بحارالانوار، ج ۳۷، ص ۲۰۱ : علامہ مجلسیؒ

۹۔ کشف المہم، ص ۵۱ : بحرانی

۱۰۔ تفسیر صافی، ج ۲، ص ۵۳۹ : فیض کاشانی اور مزید ۳۶ مدارک جو کتاب (روش مناظرہ حضرت امیر المؤمنین ۔ با دوستان و دشمنان) میں ذکر کئے گئے ہیں